عمران سیریز

گرلز گروپ



ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''گرلز گروپ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنے پلان کے اعتبار سے ایک مختلف ناول ہے۔ اس ناول میں آپ کا سامنا پانچ ایسی لڑکیوں سے ہو رہا ہے جنہیں کم عمری میں ہی سیکرٹ ایجنٹس بنانے کے لئے تربیت دی جانے لگی اور یہ پانچ لڑکیاں دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان پانچوں کے والد ایسے سیکرٹ ایجنٹ تھے جو عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ بچپن ہی سے ان کے دلوں میں علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف شدید نفرت تھی اور پھر کئی سال کی تربیت کے دوران ان کی اس نفرت کو اور بھی ابھارا گیا تھا تاکہ یہ پانچوں جب علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سامنا کریں تو نفرت کا یہ جذبہ انہیں شعلۂ جوالا بنا دے اور پھر ہوا بھی ایسے ہی۔ وہ مکمل تربیت پا کر سپر ایجنٹوں سے بھی آگے بڑھ گئیں اور جب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے مدمقابل آئیں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور یوں علی عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان گرلز سیکرٹ ایجنٹس کے

درمیان ایک طویل کشمکش کا آغاز ہوا اور اس کشمکش کے نتیجے میں یہ منفرد اور لاجواب ناول معرض وجود میں آیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے ذوق کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔

آپ جس طرح بذریعہ خطوط مجھے پذیرائی بخش رہے ہیں میں اس کے لئے آپ کا ممنون ہوں۔ آپ کے خط مجھے ملتے رہتے ہیں جنہیں میں کسی خزانے کی طرح سنبھال کر رکھتا ہوں کہ ایک مصنف کے لئے قارئین کے خطوط خزانے کی مانند ہی ہوتے ہیں۔ عمران سیریز لکھنے کی وجہ سے مجھے قارئین کی جو محبت مل رہی ہے اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔ اپنے قیمتی مشوروں اور آراء سے مجھے نوازتے رہیں تاکہ میں آپ کے مشوروں اور آراء کی روشنی میں بہتر سے بہترین لکھ سکوں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

کافرستان کے صدر اس وقت اپنے شاندار آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر مختلف رنگوں کے چار ٹیلی فون سیٹ، ایک انٹرکام سیٹ، قلمدان، فائل باسکٹ، منرل واٹر کی ایک بوتل اور گلاس کے علاوہ دیگر دفتری سامان رکھا ہوا تھا۔

کافرستان کے موجودہ صدر کو یہ عہدہ سنبھالے ابھی چار مہینے ہی ہوئے تھے اور یہ چار مہینے ان کی زندگی کے مصروف ترین مہینے تھے۔ اس وقت بھی وہ ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھے۔ فائل پر سبز رنگ کا کور چڑھا ہوا تھا۔ فائل پڑھتے ہوئے ان کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا ایک جال سا بن گیا تھا۔ اس فائل کو وہ ایک ہی نشست میں دو بار پہلے بھی پڑھ چکے تھے اور اب تیسری بار پڑھ رہے تھے۔ تیسری بار پڑھنے کے بعد انہوں نے فائل بند کر کے ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل بند کر کے اپنے سامنے رکھ لی۔

چند لمحے تو وہ خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔ چند گھونٹ پانی پینے کے بعد انہوں نے گلاس واپس میز پر رکھا اور میز پر رکھے ہوئے پرفیومڈ ٹشوز میں سے ایک ٹشو اٹھا کر اپنے ہونٹ خشک کئے۔ اس کے بعد انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے فوراً ہی ان کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری دفاع کو فوراً میرے آفس طلب کر لیجئے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''اوکے سر''...... پی اے نے کہا تو صدر صاحب نے انٹرکام کا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد انہوں نے ایک مرتبہ پھر سبز رنگ کی فائل اٹھائی اور اسے کھول کر ایک بار پھر پڑھنے لگے۔ فائل میں موجود کاغذات پڑھ لینے کے بعد انہوں نے فائل بند کی اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ پھر ان کی نظریں وال کلاک کی طرف گئیں اور اسی لمحے انٹرکام کی بیل بھی بج اٹھی۔

''یس''...... صدر صاحب نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور باوقار انداز میں کہا۔

''سر۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب تشریف لائے ہیں''...... دوسری طرف سے ان کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ انہیں بھیج دیں اور ہاں۔ اس دوران آپ نے مجھے

کوئی کال نہیں دینی''...... صدر نے کہا۔

''اوکے سر''...... پی اے کی آواز سنائی دی تو صدر صاحب نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ان کے آفس کا دروازہ کھلا اور کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری کی شکل دکھائی دی۔

''سر۔ میں اندر آ سکتا ہوں''...... ڈیفنس سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ تشریف لے آئیں''...... صدر صاحب نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری اندر آ گیا۔

''تشریف رکھیئے''...... صدر صاحب نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری صدر صاحب کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو سر''...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد ڈیفنس سیکرٹری نے صدر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھاکر رام بیدار صاحب۔ آپ سیکرٹ گرلز کے بارے میں کیا جانتے ہیں''...... صدر صاحب نے ڈیفنس سیکرٹری سے پوچھا۔

''سر۔ یہ منصوبہ کافرستان کے سابق محترم صدر صاحب نے بنایا تھا۔ انہوں نے اس منصوبے پر مجھ سے تفصیلی بات چیت کی تھی اور اس مشن سے متعلق مجھ سے مشورے بھی طلب کئے تھے۔ میں نے اپنی حیثیت اور تجربے کے مطابق سابق صدر صاحب کو مشورے بھی دیئے تھے اور پھر ان کے نمائندے کی حیثیت سے میں ہی گریٹ لینڈ، روسیاہ، اسرائیل اور ایکریمیا گیا تھا۔ میں نے وہاں

کے حکمرانوں کو سابق صدر صاحب کے منصوبے سے آگاہ کیا اور انہیں اس منصوبے میں شمولیت کی دعوت دی۔ یہ دعوت چاروں ممالک نے قبول کی اور منصوبے کا آغاز کر دیا گیا''...... ڈیفنس سیکرٹری ٹھاکر رام بیدار نے کہا تو صدر صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہونہہ۔ اور یہ منصوبہ ہے کیا''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ منصوبہ ہے پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کی مکمل تباہی''۔ ٹھاکر رام بیدار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا آسان کام تو نہیں ہے بلکہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ ایجنٹ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود ہے یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ کہتے تو ہیں کہ علی عمران ایک عام انسان ہے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ وہ انسان ہے۔ وہ تو عفریت ہے یا موت ہے یا ہزاروں سال پہلے کا کوئی بہت بڑا جادوگر ہے یا ان بلاؤں سے بڑھ کر بھی وہ کوئی بلا ہے''...... ٹھاکر رام بیدار نے عمران کی قصیدہ گوئی کرتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ سیکرٹ گرلز مشن کیا ہے۔ سابق صدر صاحب نے یہ کیا منصوبہ بنایا تھا''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار سے کہا۔

''سر۔ سابق صدر صاحب نے نہایت ہی سوچ و بچار کے بعد یہ پلان بنایا تھا اور صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ایکریمیا، روسیاہ، اسرائیل اور گریٹ لینڈ کے حکام کو بھی یقین ہے کہ یہ پلان ضرور کامیاب ہو گا''...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

''پلان کیا ہے۔ آپ مجھے وضاحت سے بتائیں''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار سے کہا۔

''سر۔ علی عمران اس عفریت کا نام ہے جس نے کافرستان، گریٹ لینڈ، روسیاہ، اسرائیل اور ایکریمیا کے سینکڑوں ہزاروں گھروں میں صف ماتم بچھا دی ہے۔ بلامبالغہ اس خطرناک ایجنٹ کے ہاتھوں ہزاروں سیکرٹ ایجنٹس مارے جا چکے ہیں۔ اس علی عمران نے ہمارے ایجنٹوں کو تو ہمیشہ شکست سے ہمکنار کیا لیکن اسے کبھی بھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا۔ یہ علی عمران شکست کیوں نہیں کھاتا۔ اس سوال پر سابق صدر صاحب نے بہت غور کیا۔ وہ بہت عرصے تک اسی سوچ و بچار میں رہے''...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''ہونہہ۔ پھر اس سوال کا انہیں کیا جواب ملا''...... صدر صاحب نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''بہت سوچ و بچار اور مختلف لوگوں سے رائے طلب کرنے کے بعد سابق صدر صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ علی عمران کا جذبہ حب الوطنی اسے ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے''...... ٹھاکر رام بیدار

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا ہمارے، اسرائیل اور ایکریمیا کے ایجنٹوں میں جذبہ حب الوطنی موجود نہیں ہے‘‘...... صدر صاحب نے حیرت سے کہا۔

’’سر۔ ہمارے ایجنٹوں میں بھی جذبہ موجود ہوتا ہے لیکن جس شدت سے یہ جذبہ علی عمران کے اندر موجود ہے اتنا شدید جذبہ ہمارے ایجنٹوں میں موجود نہیں ہوتا اور اس بات کے سامنے آتے ہی سابق صدر صاحب نے یہ منصوبہ بنایا‘‘...... ٹھاکر رام بیدار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اب آپ اس منصوبے کے بارے میں بھی بتا دیں‘‘...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار سے کہا۔

’’سر۔ سابق صدر صاحب نے اپنے حلیف ممالک یعنی روسیاہ، اسرائیل، گریٹ لینڈ اور ایکریمیا سے مشورہ کیا اور ان ایجنٹوں کے گھروں کا جائزہ لیا جو ایجنٹس علی عمران کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ ان ایجنٹوں کے تمام گھر والے علی عمران سے شدید نفرت کرتے تھے‘‘...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

’’قدرتی بات ہے کہ جس گھر کا فرد علی عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا ہو گا وہ گھرانہ اس سے نفرت ہی کرے گا‘‘...... صدر صاحب نے کہا۔

’’یس سر۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے سابق صدر صاحب

نے اپنے حلیف ممالک کے حکام سے مشورے کے بعد ہر ملک سے ایک ایک ایسی بچی کا انتخاب کیا جس کا باپ سیکرٹ ایجنٹ تھا ور علی عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا تھا۔ پانچ سال پہلے کافرستان سمیت پانچ ممالک سے پانچ لڑکیاں منتخب ہوئیں جن کی عمریں اس وقت چودہ سے پندرہ سال تک تھیں۔ ان پانچوں لڑکیوں کو تربیت کے لئے ایکریمیا بھیج دیا گیا۔ جو اب تک وہیں ہیں۔ ان لڑکیوں کے دلوں میں علی عمران کے خلاف نفرت تو پہلے ہی موجود تھی لیکن تربیت کے دوران اس نفرت کو اس قدر شدید کر دیا گیا کہ یہ نفرت کا جذبہ علی عمران کے اندر موجود جذبہ حب الوطنی سے بھی بڑھ گیا ہے‘‘...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

’’ہونہہ۔ سابق صدر صاحب نے تو بہت دور اندیشی سے کام لیا ہے۔ ویری گڈ‘‘...... صدر صاحب نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ سابق صدر صاحب بھی آپ ہی کی طرح ذہین، قابل اور دور اندیش انسان ہیں‘‘...... ٹھاکر رام بیدار نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا تو کافرستانی صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اوکے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں‘‘...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’یس سر‘‘...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا اور پھر ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد اس نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔

’’سابق صدر صاحب کو یقین تھا کہ جب مسلسل پانچ سال تک

ان لڑکیوں کی برین واشنگ ہو گی اور ان کے دلوں میں موجود علی عمران کے خلاف نفرت کو بڑھایا جائے گا تو یہ نفرت ایسا لاوا بن جائے گی جس سے علی عمران نیست و نابود ہو جائے گا اور جب علی عمران نیست و نابود ہو جائے گا تو پھر پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا مشکل نہیں ہو گا''...... ٹھاکر رام بیدار نے جوشیلے لہجے میں کہا تو صدر صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب کہاں ہیں وہ لڑکیاں اور اب تک ان کی کیا تربیت ہوئی ہے''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار سے پوچھا۔

''سر۔ وہ لڑکیاں ابھی تک ایکریمیا کی ایک ریاست جیریڈا میں موجود ہیں۔ ان کی مین ٹریننگ ایک سال پہلے ختم ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ان کی اضافی ٹریننگ شروع کی گئی۔ وہ ٹریننگ بھی اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس کے بعد وہ پانچوں لڑکیاں کافرستان آئیں گی اور پھر انہیں پاکیشیا بھیجا جائے گا جہاں وہ علی عمران اور پاکیشیا سیکریٹ سروس کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ بھی تباہ کر دیں گی''...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

''کیا وہ لڑکیاں پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں گی''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ ان کی برین واشنگ کے لئے پانچ سال سے ایک ماہر نفسیات ان کے ساتھ ہے جس نے ان کے دلوں میں علی عمران اور

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف موجود نفرت کو انتہا تک پہنچا دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس نے انہیں کول مائینڈڈ بھی بنا دیا ہے۔ اب انہیں غصہ نہیں آتا اور وہ جذباتی نہیں ہوتیں۔ جس کی وجہ سے ان میں سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہو گئی ہے اور جسمانی ٹریننگ کے لئے مختلف ممالک کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ، اسرائیل اور کافرستان کے ٹرینرز نے انہیں ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ ایک ایک لڑکی ایک ایک بٹالین پر بھاری ہے۔ لہٰذا ان کی کامیابی سو فیصد یقینی ہے''...... ٹھاکر رام بیدار نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''یقیناً ایسا ہی ہونا چاہئے۔ پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ تباہ ہو جائے تو ہم فوراً ہی پاکیشیا پر حملہ کر دیں گے اور پاکیشیا کے وجود کو مٹا دیں گے۔ اب پاکیشیا کے قصے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو ہی جانا چاہئے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ بھگوان کی کرپا سے ایسا ہی ہو گا''...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

''اب تو وہ لڑکیاں انیس بیس سال کی ہو چکی ہوں گی''۔ صدر صاحب نے کہا۔

''لیس سر۔ وہ پانچوں لڑکیاں انیس بیس سال کی ہو چکی ہیں لیکن سر۔ ان پانچ سالوں میں انہیں خصوصی خوراک اور خصوصی

میڈیسن بھی دی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ انیس بیس سال کی دکھائی نہیں دیتیں۔ اپنی شکل وصورت اور جسامت کے اعتبار سے وہ چودہ پندرہ سال کی سکول گرلز لگتی ہیں۔ ان کے چہروں پر کم سنی اور معصومیت نظر آتی ہے۔ انہیں دیکھ کر کوئی بھی نہیں پہچان سکتا کہ یہ معصوم اور بھولی بھالی نظر آنے والی لڑکیاں انتہائی عیار اور خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں''...... ٹھاکر رام بیدار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فائل میں یہ سب باتیں درج تھیں لیکن سرسری انداز میں، اس لئے میں نے آپ کو بلا کر آپ سے تفصیلی بات چیت کی ہے اور آپ سے بات کرنے کے بعد میں پوری طرح مطمئن ہو گیا ہوں''...... صدر نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ یہ آپ کی طرف سے میری حوصلہ افزائی ہے''...... ٹھاکر رام بیدار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ جو آپ نے سیکرٹ گرلز تیار کی ہیں ان کے نام بھی ہیں''۔ صدر صاحب نے رام بیدار سے پوچھا۔

''یس سر۔ کافرستان سے شلپا دیوی ہے، گریٹ لینڈ سے مس مارگریٹ، روسیاہ سے مس شردا پاؤ، اسرائیل سے مس انجلینا اور ایکریمیا سے مس روزا''...... ٹھاکر رام بیدار نے پانچوں لڑکیوں کے نام بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ لڑکیاں کب آ رہی ہیں کافرستان''...... صدر صاحب نے

پوچھا۔

''سر۔ ان گرلز کے انچارج ٹریز سے میری کل ہی بات ہوئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ لڑکیاں ہر لحاظ سے اوکے ہو چکی ہیں۔ اب وہ ان کے مختلف امتحانات لے رہا ہے اور اس نے کہا ہے کہ ہم جب چاہیں انہیں بلا لیں''...... ٹھاکر رام بیدار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میری تو خواہش ہے کہ پاکیشیا ایک لمحے میں صفحۂ ہستی سے مٹ جائے اس لئے آپ ایک دو دنوں میں ہی ان گرلز کو واپس بلائیں تاکہ انہیں مشن پر بھیجا جا سکے''...... صدر صاحب نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ میں ابھی اپنے حلیف چاروں ممالک کے حکام سے بات کرتا ہوں اور ان گرلز کو کافرستان بلاتا ہوں''...... ٹھاکر رام بیدار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام بیدار سے کہا جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ ختم ہوئی۔

''تھینک یو سر''...... ٹھاکر رام بیدار نے اٹھتے ہوئے کہا پھر اس نے صدر صاحب کو سلام کیا اور آفس سے باہر چلا گیا۔

"مس جولیا۔ آپ مریخ پر گئی ہیں۔ آپ نے مریخ کو کیسا پایا"...... چوہان نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مریخ، زمین سے ملتا جلتا سیارہ ہے۔ بس رنگ کا فرق ہے۔ مریخ کا رنگ سرخ ہے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور چوہان کو یہ بھی بتاؤ کہ مریخ کے دو چاند ہیں"...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس لئے بیچارے مریخ کے شاعر چاند پر شاعری نہیں کرتے"۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے مریخ کے شعراء پر ترس آ رہا ہو۔

"عمران صاحب۔ کیا مریخ پر بھی شاعر موجود ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم کیا سمجھتے ہو کہ صرف کافرستان اور پاکیشیا میں ہی اس

مخلوق کی بہتات ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ عمران صاحب۔ ہم تو ایسا ہی سمجھتے ہیں"...... خاور نے جلدی سے کہا۔

"اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو تم ناسمجھ ہو۔ میرے بھائیو۔ میرے عزیزو جان لو کہ شاعر اس کائنات کی ایک ایسی مخلوق ہے جو اس کائنات کے ہر خطے اور ہر کونے میں موجود ہے۔ نہ صرف انسانوں اور جنوں میں یہ کثرت سے پائے جاتے ہیں بلکہ جانوروں میں بھی بے حساب شاعر ہوتے ہیں"...... عمران نے مجمع بازوں کے انداز میں کہا۔

"جانوروں میں بھی شاعر ہوتے ہیں۔ وہ کیسے عمران صاحب"۔ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ جانوروں اور پرندوں میں بھی شعراء کی فراوانی ہوتی ہے۔ تم نے بٹیر کے شکاریوں کو دیکھا ہے کہ وہ شکار کیسے کرتے ہیں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو نعمانی نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نہیں عمران صاحب۔ مجھے نہیں معلوم کہ بٹیر کے شکاری کیسے شکار کرتے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"وہ گندم کی فصل میں جال لگاتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ ٹیپ ریکارڈر پر بٹیروں کی آواز والی کیسٹ لگا دیتے ہیں ان آوازوں میں مادہ بٹیر کے گیت گانے کی آواز نمایاں ہوتی ہے۔ اس گیت کو

سن کر نر بٹیر دیوانہ وار جال کی طرف آتے ہیں اور جال میں پھنس جاتے ہیں''...... عمران نے بٹیر کے شکار کا طریقہ بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان شکاریوں کے جال میں صرف نر بٹیر ہی نہیں بلکہ مادہ بٹیر بھی تو پھنستی ہوں گی''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ ان کی کشش کے لئے نر بٹیر کی آوازیں اس وقت ریکارڈ کی جاتی ہیں جب وہ مادہ بٹیر کی تعریف میں گیت گا رہے ہوتے ہیں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ ہمیں بنا رہے ہیں۔ یہ آوازیں تو سٹوڈیو میں بنائی جاتی ہیں اور وہیں ریکارڈ کی جاتی ہوں گی''۔ صفدر نے کہا۔

''بھئی۔ میرا کام تھا تمہیں بتانا۔ اب ماننا یا نہ ماننا تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ ویسے میں چند مثالیں اور بھی دے سکتا ہوں''۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم مزید کیا مثالیں دے سکتے ہو''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''تم جانتی ہو کہ بی مینڈک بول نہیں سکتی''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مادہ مینڈک نہیں بول سکتی۔ نر مینڈک ہی ٹراتا رہتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''وہ ایسے ہی نہیں ٹراتا جب اسے بی مینڈک کا دل بہلانا ہوتا

ہے تو پھر وہ بی مینڈک کے لئے گیت گاتا ہے۔ اس کی تعریف میں قصیدے کہتا ہے۔ یعنی شاعری کرتا ہے اور ہائیں۔ یہ تم نے کیا کہا تھا کہ مینڈک ٹراتا ہے۔ یعنی تم نے اس بھلے مانس کے شعر کہنے کو ٹرانے کا نام دے دیا''...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''میں نے کیا شعر کہنے کو ٹرانا کہا ہے۔ یہ تو تم خود کہہ رہے ہو''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے بہت غلط بات کی ہے۔ اگر کسی شاعر صاحب نے سن لیا تو وہ آپ سے سخت ناراض ہو گا''۔ صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شاعر صاحب کس بات پر ناراض ہوں گے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''آپ نے شاعر صاحب کو مینڈک سے تشبیہ جو دی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''حالانکہ ناراض تو مینڈکوں کو ہونا چاہئے''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو سب نے زور دار قہقہہ لگایا۔

''عمران صاحب۔ شاعر حضرات آپ کا گھیراؤ کریں گے''۔ جب قہقہے تھمے تو نعمانی نے کہا۔

''شاعر میرا گھیراؤ بھی نہیں کریں گے اور مجھ سے ناراض بھی نہیں ہوں گے''...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں"...... تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ میں بھی ادبی برادری سے تعلق رکھتا ہوں۔ ایکریمیا کے معروف سائنسی رسالے میں میرے مضامین چھپتے رہتے ہیں اور اب قومی اخبارات میں بھی میری غزلیں اور نظمیں چھپنے لگی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے حیران ہو کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کی بات پر کسی کو بھی یقین نہیں آیا تھا۔

"تم مذاق کر رہے ہو۔ تم جیسا پتھر دل انسان شاعر نہیں بن سکتا۔ شاعر حضرات تو بہت ہی نرم دل، نازک مزاج اور لطیف جذبات کے مالک ہوتے ہیں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم قومی اخبار روزنامہ پاکیشیا پڑھتی ہو نا"...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے فلیٹ پر ہمیشہ روزنامہ پاکیشیا ہی آتا ہے"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"روزنامہ پاکیشیا کا آج ادبی صفحہ شائع ہوا ہے۔ وہ دیکھا ہے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں تو بس سرخیاں پڑھتی ہوں۔ کوئی خاص خبر ہو تو اس کی تفصیل پڑھ لیتی ہوں۔ ہاں۔ دو تین کالم ضرور پڑھتی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔

"تم روزنامہ پاکیشیا کا ادبی صفحہ اٹھا کر دیکھو"...... عمران نے کہا تو جولیا اٹھ کر ٹیلی فون سٹینڈ کی طرف بڑھی کیونکہ ٹیلی فون سٹینڈ

کے نچلے خانے میں اخبار پڑا ہوا تھا۔ جولیا نے اخبار اٹھایا اور ادبی صفحہ نکال کر واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے صفحہ کھولا اور غزلوں، نظموں والا صفحہ دیکھنے لگی۔ جلد ہی اسے ایک غزل کے ساتھ عمران کا نام نظر آ گیا۔

"ارے۔ واقعی۔ یہ تو عمران کا نام ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دکھائیں۔ دکھائیں مس جولیا"......صدیقی نے پراشتیاق لہجے میں کہا۔ جولیا نے اخبار مزید جھکا دیا تو وہ سبھی اخبار کے اوپر جھک گئے اور عمران کا نام دیکھنے لگے۔

"یہ عمران کا نام نہیں ہے۔ اگر عمران کا نام ہوتا تو نام کے ساتھ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ضرور لکھا ہوتا"...... چند لمحوں تک اخبار دیکھتے رہنے کے بعد تنویر نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

"علی عمران چنگیزی کے نام سے عمران ہی لکھتا ہے۔ تم نے اس کے سائنسی مضامین نہیں پڑھے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ پڑھے تو ہیں ان مضامین کے مصنف کا نام علی عمران چنگیزی ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے اب عمران شاعر بننے کی خوشی میں آج ہمیں ڈنر کھلائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"ویری گڈ۔ اس وقت اس سے اچھی بات کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی"...... صفدر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ غزل میری نہیں ہے۔ میں نے تو سگریٹ کے ایک پیکٹ کے عوض یہ غزل خریدی ہے''...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہاں موجود تمام افراد ہنسنے لگے۔

''وہ کیا کہتے ہیں کہ انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل ہو جانا۔ تم بھی اس طرح ہو جانا''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم باز آئے جناب اس طرح کے شہیدوں سے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران زندگی کا کوئی شعبہ ایسا بھی ہے جو تمہاری دسترس سے دور رہ گیا ہو''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب ہر فن مولا ہیں۔ ہر میدان کے ہیرو ہیں''۔ صدیقی نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک شعبہ ایسا ہے جو مجھ سے دور بلکہ بہت دور ہے''۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ایسا کون سا شعبہ ہے عمران صاحب''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''شادی کا شعبہ''...... عمران نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب ساتھی ہنسنے لگے۔

''عمران صاحب۔ سب اسی انتظار میں ہیں کہ آپ کی شادی ہو جائے تو باقی ممبران بھی اپنی اپنی شادی کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں''...... نعمانی نے کہا۔

''ہم تو ڈوبے ہیں صنم۔ تم کو بھی لے ڈوبیں گے کے مصداق دلدل میں پہلی چھلانگ میں ہی لگاؤں''...... عمران نے کہا۔

''آپ شادی کو دلدل کہہ رہے ہیں عمران صاحب''...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اگر شادی دلدل نہیں ہے تو پھر تم کیوں نہیں کر لیتے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اگر آپ مجھے چیف سے اجازت دلا دیں تو میں فوراً ہی شادی کرلوں گا''...... چوہان نے کہا۔

''کیا چیف نے تم پر پابندی لگائی ہوئی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ قانون کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فیلڈ ایجنٹ شادی نہیں کر سکتا اور آپ اس قانون سے اچھی طرح واقف ہیں۔ پھر بھی چوہان کی بات پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں''۔ خاور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کمال ہے۔ تمہارے لئے یہ قانون ہے اور دانش منزل میں چار چار ایکسٹونیاں موجود ہیں''...... عمران نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکسٹونیاں۔ عمران صاحب۔ یہ ایکسٹونیاں کیا ہوتا ہے''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ممبران بھی عمران کی بات سن کر حیران ہو رہے تھے۔

"جس طرح نانا کی مؤنث نانی، استاد کی مؤنث استانی، نائی کی مؤنث نائن ہوتی ہے اسی طرح ایکسٹو کی مؤنث ایکسٹونی ہے اور ایکسٹونی کی جمع ہے ایکسٹونیاں"...... عمران نے ایکسٹونیاں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم سب کے بارے میں بکواس کر لیا کرو لیکن چیف کے بارے میں غلط بات مت کیا کرو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ چیف ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہستی ہیں۔ آپ ہمارے سامنے چیف کے بارے میں غلط بات نہ کیا کریں"...... صدیقی نے جولیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"اور کان کھول کر سن لو۔ اگر اب تم نے چیف کے بارے میں کوئی غلط بات کی تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا"...... جولیا اور صدیقی کی بات سن کر تنویر کو بھی جوش آ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"اب اگر تم میری بات پر یقین نہیں کر رہے تو میں کیا کر سکتا ہوں"...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ سب جولیا کے فلیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جولیا نے سب کو لنچ پر مدعو کیا تھا۔ لنچ کے بعد گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو بہت طویل ہو گیا۔

"باتیں شروع ہوئی تھیں مریخ کے موضوع سے اور اب باتیں کہاں سے کہاں ہوتی ہوئی چیف تک پہنچ گئی ہیں۔ لہٰذا ان باتوں کو

اب یہیں پر سٹاپ ہو جانا چاہئے اور مس جولیا۔ لنچ کے بعد آپ نے چائے یا کافی نہیں پلائی اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے"۔ صفدر نے کہا تو جولیا شرمندہ سی نظر آنے لگی۔

"سوری۔ باتوں کا سلسلہ ہی ایسا شروع ہوا کہ کافی میرے ذہن سے اتر گئی۔ میں ابھی بنا لاتی ہوں"...... جولیا نے شرمسار لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی واپس آ گئی۔ ٹرالی پر کافی کے برتن موجود تھے۔ اس نے سب کو کافی سرو کی۔

"ڈنر والی بات تو درمیان میں ہی رہ گئی"...... کافی پینے کے دوران تنویر نے کہا۔

"کون سے ڈنر والی بات"...... خاور نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"غزل شائع ہونے کی خوشی میں عمران نے سب کو ڈنر کرانا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"عمران کا کہنا ہے کہ اس نے یہ غزل خریدی ہے۔ یعنی غزل کے لئے پیسے خرچ کئے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس نے خریدی ہے یا خود لکھی ہے پر اس کے نام سے شائع ہوئی ہے لہٰذا غزل اسی کی ہوئی۔ اب ڈنر اس پر فرض ہے"...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ایک دوسری بات کرنے لگی تھی لیکن تم نے میری بات

مکمل نہیں ہونے دی''...... جولیا نے کہا۔

''سوری۔ میں سمجھا تم بات مکمل کر چکی ہو''......تنویر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں یہ کہہ رہی تھی کہ غزل شائع ہونے کے عمران کو کوئی پیسے نہیں ملے ہوں گے جبکہ سائنس میگزین میں مضمون شائع ہونے پر عمران کو ہزاروں ڈالر مل جاتے ہیں۔ یہ مضمون شائع ہونے پر دعوت نہیں کھلاتا تو غزل کی اشاعت پر کیا دعوت کھلائے گا''۔ جولیا نے کہا۔

''پہلی بار سائنس میگزین میں مضمون شائع ہونے پر عمران صاحب نے ہوٹل میں دعوت کھلائی تھی مس جولیا۔ شاید آپ کو یاد نہیں رہا''...... خاور نے کہا۔

''شکر ہے کسی ایک کو تو یاد رہا''...... خاور کی بات سننے کے بعد عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ بہت دن ہوگئے ہیں فراغت کو۔ یہ فراغت مزید کتنے دن رہے گی''...... اس سے پہلے کہ عمران کی بات پر کوئی بولتا، صفدر نے موضوع بدلنے کے لئے فراغت کا ذکر چھیڑ دیا۔

''ڈھونڈتے پھرو گے فراغت کے یہ دن رات''...... عمران نے ایک مصرعہ پڑھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ صفدر کی بات بالکل سچ ہے۔ فراغت بہت طویل ہو چکی ہے اور اتنی طویل فراغت سے ہم اکتا چکے ہیں۔ اس

فراغت کا کوئی نہ کوئی سدباب ہونا چاہئے''...... چوہان نے کہا۔

''تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے فراغت جرم ہو اور جرائم کے بارے میں حکام بیانات دیتے رہتے ہیں کہ ہم جرائم کا سدباب کریں گے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ صفدر اور چوہان کی باتوں کو مذاق میں نہ اڑائیں۔ ہم واقعی فارغ رہ رہ کر اکتا چکے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ ہم اور فارغ رہے تو ہم ناکارہ ہو جائیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''اس سلسلے میں، میں پرائیویٹ آدمی تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ تم اپنے چیف کو اپنی بوریت کے بارے میں آگاہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے لئے تفریح کا کوئی پروگرام ہی بنا دے''...... عمران نے کہا۔

''تفریح کا پروگرام۔ ویری گڈ عمران صاحب۔ آپ کا آئیڈیا تو بہت اچھا ہے۔ کیوں نہ ہم سب تفریح کے لئے شمالی علاقہ جات کا رخ کریں''......نعمانی نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔

''نعمانی۔ تم نے بہت اچھی تجویز دی ہے۔ تم چیف سے اجازت لو اور شمالی علاقہ جات کا ایک چکر لگا لو۔ اس سے یقیناً تمہاری بوریت دور ہو جائے گی''......عمران نے کہا۔

''اگر ہم شمالی علاقہ جات گئے تو کیا تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''ارے۔ سیر و تفریح کے لئے بھاری رقم کی ضرورت ہوتی ہے

اور میں تفریح کے لئے بھاری رقم افورڈ نہیں کر سکتا کیونکہ میں تمہاری طرح سرکاری ملازم نہیں ہوں۔ میں تو معاوضے پر کام کرتا ہوں۔ اب بہت دنوں سے کوئی کام نہیں ملا تو میں خالی جیبوں کے ساتھ گھومتا پھرتا ہوں''...... عمران نے اپنی مجبوری بیان کرتے ہوئے کہا۔

''بہانے نہ بناؤ۔ یوں کہوں کہ تم ہمارے ساتھ جانا ہی نہیں چاہتے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم مجھ پر طنز کر سکتے ہو اور میری غریبی کا مذاق بھی اڑا سکتے ہو کیونکہ تمہاری جیبیں ہر وقت روپوں سے بھری رہتی ہیں۔ کام ہو نہ ہو تمہیں ہر ماہ تنخواہ مل جاتی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم خرچے کی پرواہ مت کرو۔ ہم سب مل کر تمہارا خرچہ برداشت کر لیں گے''...... تنویر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یعنی تم میرے لئے چندہ جمع کرو گے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں سامنے والی سڑک پر کشکول لے کر بیٹھ جاؤں۔ دو تین دن میں ہی اتنی رقم جمع کر لوں گا کہ تمہارے ساتھ جا سکوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ ابھی سے یہ کام شروع کر دو'' جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ آپ بھی عمران صاحب کا اس انداز میں مذاق اڑا رہی ہیں''...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ ہے ہی اسی قابل کہ اس کا مذاق اڑایا جائے''...... جولیا کی بجائے تنویر نے صدیقی کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم جانتے تو ہو کہ عمران اس قسم کی باتیں صرف خود کو مظلوم ظاہر کرنے کے لئے کرتا ہے ورنہ اسے روپے پیسے کی کب کمی رہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ سوپر فیاض کی عمر دراز کرے۔ جب تک وہ زندہ ہے عمران صاحب کو واقعی روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنسنے لگے۔

''اللہ تعالیٰ سوپر فیاض کی عمر کے ساتھ ساتھ رسی بھی دراز کرے''...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر تو سب نے ہی قہقہہ لگایا اور یہ قہقہہ کافی طویل ثابت ہوا۔

''اگر فیاض کو پتہ چل گیا کہ تم لوگ اس کا مذاق اڑا رہے ہو تو وہ تم سب کو ہتھکڑیاں لگا دے گا''...... عمران نے انہیں دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''تمہی ڈرتے رہو اس کی ہتھکڑیوں سے۔ ہم تو ڈرنے والے نہیں ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''اچھا۔ اب ان باتوں کو رہنے دو اور سیروسیاحت کا جو پروگرام بنایا جا رہا تھا اس پروگرام کی طرف آ جاؤ''...... خاور نے تنویر سے

کہا تو تنویر نے سب کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ بالکل۔ اگر ہمیں وقت ملتا ہے تو پھر سیر وسیاحت میں کوئی حرج نہیں"...... چوہان نے کہا۔

"چیف سے اجازت کون لے گا"...... نعمانی نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف، عمران کی ہر بات مانتا ہے لہٰذا عمران ہی چیف سے اجازت لے گا"...... جولیا نے کہا۔

"ارے۔ میں تو تم لوگوں کے ساتھ جا بھی نہیں سکتا۔ پھر میں چیف سے کیسے اجازت لے سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اگر ہم سیر و سیاحت کے لئے گئے تو تم ہر حال میں ہمارے ساتھ جاؤ گے۔ سمجھے تم"...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"میں تو سمجھ گیا ہوں لیکن میری جیب نہیں سمجھی نا"...... عمران نے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ خرچے کی تم فکر نہ کرو۔ تمہارا خرچہ میں برداشت کرلوں گی لیکن خبردار اب اگر تم نے انکار کیا تو"...... جولیا نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

"اچھا۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں لیکن اپنے چیف سے تم خود ہی اجازت لو"...... عمران نے کہا۔

"اچھا۔ اگر تم نخرے دکھا رہے ہو تو چیف سے میں خود بات کر لیتی ہوں"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور پھر وہ اٹھ کر ٹیلی فون

سیٹ کی طرف بڑھی۔ اس نے ٹیلی فون سٹینڈ سے ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ٹیلی فون سیٹ میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگی۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ میں جولیا بول رہی ہوں"...... ایکسٹو کی آواز سنتے ہی جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کس لئے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"چیف۔ بہت دنوں سے ممبران فراغت کا شکار ہیں اور فراغت نے ممبران کو زندگی سے ہی بیزار کر دیا ہے"...... جولیا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر۔ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں"...... ایکسٹو کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیف۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان فارغ دنوں میں ہم شمالی علاقہ جات کی سیر کر آئیں"...... گو کہ ایکسٹو کا لہجہ بہت ہی سخت تھا لیکن پھر بھی جولیا نے ہمت کر کے بات کہہ دی۔

"سیر کرنا انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔ تم اپنا پروگرام فائنل کر لو پھر مجھ سے بات کرنا"...... ایکسٹو نے نسبتاً نرم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کال بھی منقطع ہوگئی تو جولیا نے بھی رسیور

کریڈل پر رکھا اور فخریہ انداز میں ان سب کی طرف دیکھا۔

''آپ نے تو کمال کر دیا مس جولیا۔ خیر۔ اب آپ پروگرام کی طرف آ جائیں''...... نعمانی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پروگرام کیا فائنل کرنا ہے۔ تم سب ضروری پیکنگ کر کے دوبارہ میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ جب ہم سب تیار ہوں گے تو میں چیف کو فون کر کے اطلاع دے دوں گی اور اجازت بھی لے لوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''اگر اس دوران کوئی کیس شروع ہو گیا تو پھر تم لوگ کیا کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''شمالی علاقہ جات سے دارالحکومت تک ہیلی کاپٹر سروس چلتی ہے۔ ہمارے موبائل فون پاکیشیا کے خصوصی سیٹلائٹ سے وابستہ ہیں جو دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتے ہیں اور ان کا تمام تر نظام دانش منزل میں موجود ہے۔ جسے دنیا کی کوئی مشین چیک نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اگر کوئی کیس شروع ہوتا ہے تو چیف ہمیں کال کر کے فوری طلب کر سکتا ہے اور ہمیں ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے یہاں دارالحکومت پہنچنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا''۔ جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی ہے۔ تم لوگ جانا ہی چاہتے ہو تو جاؤ۔ میں روکنے والا کون ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم کیوں ہمارا موڈ اور پروگرام خراب کرنے پر تلے ہوئے

ہو۔ تم نے بھی کل صبح نو بجے تیار ہو کر آ جانا ہے۔ اگر تم نہ آئے تو ہم میں سے کوئی بھی آئندہ تم سے بات نہیں کرے گا''...... جولیا نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''حکم حاکماں۔ مرگ مفاجات''...... عمران نے سر خم اور بازوؤں کو پھیلاتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔

''مس جولیا۔ اب ہم نے کل صبح نو بجے آپ کے فلیٹ پر آنا ہے''...... خاور نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ پھر انشاء اللہ ہم کل دس گیارہ بجے تک شمالی علاقہ جات کے لئے روانہ ہو جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ پھر انشاء اللہ کل ہی ملاقات ہو گی''...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اللہ حافظ کہہ کر چلا گیا۔ اس کے بعد باقی ممبران نے بھی جولیا سے اجازت لی اور وہاں سے چلے گئے۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو حسب معمول بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کچن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد بلیک زیرو عمران اور اپنے لئے چائے بنا کر لے آیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا اندازہ تو سو فیصد درست نکلا''۔ بلیک زیرو نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''کون سا اندازہ''...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔

''آپ کل ہی ذکر کر رہے تھے کہ ممبران فارغ رہ رہ کر بہت زیادہ بیزار ہو چکے ہیں اور شاید وہ سیر و تفریح کا کوئی پروگرام بنائیں۔ کل آپ نے یہ بات کہی اور آج ممبران نے پروگرام بھی بنا لیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ممبران کی باتوں سے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جلد ہی اس قسم کا پروگرام بنانے والے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ شمالی علاقہ جات یہاں سے بہت دور ہیں۔ اگر ساری ٹیم چلی گئی اور یہاں کسی کی فوری ضرورت پڑ گئی تو پھر میں کیا کروں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی بات میں نے جولیا سے کہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا جواب دیا ہے جولیا نے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جولیا کا کہنا ہے کہ شمالی علاقہ جات سے دارالحکومت کے لئے ہیلی کاپٹر سروس موجود ہے اور ان کے پاس موبائل فون بھی ایسے ہیں جو دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتے ہیں اور یہ موبائل فون ہیں بھی ایسے کہ جن کا تمام سیٹ اپ دانش منزل میں موجود ہے۔ سو کسی بھی ایمر جنسی کی صورت میں وہ فوراً دارالحکومت پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''بات تو جولیا کی بھی ٹھیک ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر جولیا سیر و تفریح کی اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دینا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ سیر و سیاحت سے بھی انسان کی صلاحیتیں نکھرتی ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اگر وقت اور وسائل ہوں تو انسان کو سیر و سیاحت کرنی چاہئے"...... عمران نے بلیک زیرو کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ بھی ٹیم کے ساتھ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"میں تو نہیں جانا چاہتا تھا لیکن جولیا نے بہت بڑی دھمکی دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا دھمکی دی ہے جولیا نے آپ کو"...... دھمکی کا سن کر بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے مجھے سوشل بائیکاٹ کی دھمکی دی ہے"...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوشل بائیکاٹ کی دھمکی"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ جولیا نے کہا ہے کہ اگر میں ان کے ساتھ نہ گیا تو تمام ممبران مجھ سے بول چال بند کر دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بہت بڑی دھمکی ہے"...... بلیک زیرو نے ایک

مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"لہٰذا مجبوری ہے اب جانا ہی پڑے گا"...... عمران نے بے بسی کے سے انداز میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی عمران کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی تو عمران نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے اپنا موبائل فون نکال کر سکرین پر نمبر دیکھنے لگا۔ سکرین پر ایک انجان نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

"ہیلو"...... عمران نے اوکے کا بٹن پریس کر کے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ نمبر علی عمران صاحب کا ہی ہے نا"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوئے۔ علی عمران۔ یارا میں دلیر سنگھ بول رہا ہوں۔ اگر تمہیں دلیر سنگھ یاد نہ ہو تو میں یاد دلا دوں کہ آج سے ٹھیک تین مہینے پہلے تم نے پاکیشیا میں میرے دس سال کے بیمار بیٹے کا علاج کیا تھا اور اس کی جان بچائی تھی۔ تمہارے ملک کے ڈاکٹروں کو میرے بیٹے کی بیماری سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی اور ہم اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے کہ تم کسی کی عیادت کے لئے ہسپتال آئے اور تم نے میری بیوی کو روتے ہوئے دیکھا اور میرے بیٹے کو بیمار دیکھ کر اسے تین

انجکشن لگائے تھے جس کی وجہ سے میرے بیٹے کے ٹوٹے ہوئے سانس بحال ہو گئے تھے۔ پھر تم نے میڈیسن بھی تجویز کی تھیں۔ اب دلیر سنگھ یاد آیا کہ نہیں''...... دوسری طرف سے مسلسل بولتے ہوئے کہا گیا۔

''ہاں۔ دلیر سنگھ۔ تم مجھے یاد آ گئے ہو۔ سناؤ۔ تمہارے بیٹے کی طبیعت اب کیسی ہے''...... عمران نے کہا۔ اسے دلیر سنگھ اور اس کی فیملی یاد آ گئی تھی۔ تین ماہ پہلے واقعی ایک ہسپتال میں اس کی ملاقات دلیر سنگھ، اس کی بیوی اور بیمار بیٹے سے ہوئی تھی۔ دلیر سنگھ ایک مذہبی تہوار منانے کے لئے پاکیشیا آیا ہوا تھا جہاں اچانک اس کے بیٹے کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اور ڈاکٹرز کو بیماری کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ عمران اپنے ایک عزیز کی عیادت کے لئے وہاں گیا تو اس نے بچے کی حالت دیکھی اور اسے تین انجکشن لگا دیئے جس کے بعد بچے کی بگڑتی ہوئی حالت سنبھل گئی تھی۔ دلیر سنگھ اور اس کی بیوی عمران کے بہت احسان مند تھے اور دلیر سنگھ کے بے حد اصرار پر عمران نے اسے اپنا موبائل فون نمبر بھی دے دیا تھا۔

''گرو کی کرپا ہے۔ اب شمشیر بھلا چنگا ہے۔ تمہاری لکھی ہوئی میڈیسن ہم نے اسے ایک ماہ استعمال کرائی ہیں۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔ تمہارا یہ احسان ہم زندگی بھر نہیں اتار سکتے''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''یہ سب اللہ کا کرم ہے دلیر سنگھ۔ میرا نہیں''...... عمران نے

کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو یارا۔ یہ اللہ کا کرم ہے لیکن تم نے کوشش کی ہے تو اللہ نے کرم کیا ہے''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''تم غلط کہہ رہے ہو دلیر سنگھ۔ اللہ جب کرم کرتا ہے تو سبب بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے۔ جب تک اس کی مرضی شامل نہ ہو انسان لاکھ کوشش کرے انسان کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی''۔ عمران نے کہا۔

''تم ساری باتیں ٹھیک کر رہے ہو یار۔ لیکن تمہارا شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے اور مجھے اپنا فرض تو پورا کرنے دو''...... دوسری طرف سے دلیر سنگھ کی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اچھا بھئی۔ تم اپنا فرض پورا کر لو۔ میں تمہارے فرض کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں بنتا''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو عمران یار۔ شکریہ''...... دلیر سنگھ نے عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا فرض پورا ہو گیا ہے۔ اب تمہیں تسلی ہو گئی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں یارا۔ اب میں خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں۔ اچھا تم مجھے ایک بات بتاؤ''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''ایک بات کیا تم سو باتیں پوچھو لیکن پہلے ٹائم دیکھ لو کہیں اس

وقت بارہ نہ بجے ہوئے ہوں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دلیر سنگھ کے زور دار قہقہے کی آواز سنائی دی۔

''میں نے ٹائم دیکھ کر ہی کال کی ہے۔ بارہ بجے ہوئے پانچ گھنٹے ہو چکے ہیں''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''شکر ہے بارہ نہیں بجے۔ اب تم جو بات پوچھنا چاہتے ہو پوچھ سکتے ہو''...... عمران نے دلیر سنگھ سے کہا۔

''عمران۔ کیا میں تم پر اعتماد کر سکتا ہوں''...... دلیر سنگھ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

''اگر کوئی اعتماد والی بات ہے تو تم آنکھیں بند کر کے مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو''...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''شکریہ عمران۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق تالعتان تحریک سے ہے اور اس تحریک سے وابستہ ہونے کی وجہ سے مجھے بعض اوقات کافرستانی سرکار کی کوئی اہم بات بھی معلوم ہو جاتی ہے''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''میری ہمدردیاں اور دعائیں تالعتان تحریک کے ساتھ ہیں۔ اب تمہیں ایسی کیا بات معلوم ہو گئی ہے کہ تم نے مجھے فون کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ بات میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا تعلق حکومت پاکیشیا کے کسی اہم آدمی سے ہے''...... دلیر سنگھ نے کہا۔

''میں تمہاری بات سمجھا نہیں۔ تم کس قسم کے اہم آدمی کا پوچھ ہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''حکومت کا کوئی بھی اتنا اہم آدمی کہ جو بات تم اسے بتاؤ تو تمہاری اس بات کو سنجیدہ لیا جائے اور اس کے مطابق کوئی مؤثر اقدام بھی کیا جائے''...... دلیر سنگھ نے بدستور سنجیدہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''میرے والد سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اور حکومتی مشینری کے اہم پرزے تصور کئے جاتے ہیں۔ ان سے کام چل جائے گا یا ان سے بھی بڑھ کر کسی اہم عہدیدار کا نام لوں''۔ عمران نے کہا۔

''میرے خیال میں ان سے کام چل جائے گا۔ اگر معاملہ ان سے بھی ہائی لیول کا ہوا تو وہ یہ معاملہ آگے پہنچا دیں گے''...... دلیر سنگھ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''دلیر سنگھ۔ تمہاری آواز سے لگتا ہے کہ تم مطمئن ہو لیکن سسپنس کی وجہ سے میں بے ہوش ہونے والا ہوں۔ میرے صبر کا مزید امتحان مت لو اور جلدی سے مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران۔ کافرستان سرکار نے پانچ سال پہلے پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا تھا۔ پانچ سال مسلسل اس منصوبے کی تیاری ہوتی رہی ہے۔ اب تیاری مکمل ہو چکی ہے اور

کافرستانی حکومت پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کے خلاف کوئی کارر
کرنے والی ہے"...... دوسری طرف سے دلیر سنگھ کی آواز سنائی
تو عمران کے چہرے پر پتھروں جیسی سختی کے تاثرات ابھر آئے۔

"وہ منصوبہ کیا ہے دلیر سنگھ"...... عمران نے سخت لہجے میں د
سنگھ سے پوچھا۔

"عمران۔ جتنا مجھے معلوم ہوا وہ میں نے بتا دیا۔ ہاں۔ یہ وعا
رہا کہ اگر مزید کوئی بات معلوم ہوئی تو میں تمہیں فون کر کے
دوں گا"...... دلیر سنگھ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے دلیر سنگھ۔ شکریہ۔ میں یہ بات اپنے والد صاحب تک
پہنچا دیتا ہوں۔ تمہاری اس اہم اطلاع پر ضرور کارروائی ہو گی"۔
عمران نے دلیر سنگھ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ زندگی رہی تے فیر ملاقات ہووَ گی۔ رب راکھا"۔
دلیر سنگھ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا
عمران نے موبائل فون میز پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ دلیر سنگھ کی بات سن کر فوراً جذبات میں
آ گئے تھے"...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

"ہاں۔ ایک لمحے کے لئے مجھے غصہ آ تو گیا تھا لیکن پھر غصہ
فوراً ہی ٹھنڈا ہو گیا کیونکہ ہمارے دشمنوں کا تو کام ہی ہے ہمارے
خلاف منصوبے بنانا اور جب سے پاکیشیا معرضِ وجود میں آیا ہے ان

اپنا یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں اور ہمارا
کام ہے ان کے منصوبوں کو ناکام بنانا اور ہم اپنا یہ کام خوش اسلوبی
سے انجام دے رہے ہیں۔ ہم سے پہلے جو لوگ اس کام کے ذمہ
دار تھے انہوں نے احسن طریقے سے یہ کام کیا۔ اب ہمارے ساتھ
بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور ہمارے بعد ہم سے بھی بہتر لوگ
آئیں گے اور پاکیشیا تاقیامت قائم و دائم رہے گا"...... عمران نے
جذباتی لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ تعالیٰ"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ راج وجاہت کمال سپیکنگ"...... چند لمحوں بعد کافرستان
میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کی آواز سنائی
دی۔

"چیف سپیکنگ"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا
لیکن اس نے ایکسٹو کا نام لینے سے گریز کیا۔ فارن ایجنٹوں کو کال
کرتے وقت وہ ایکسٹو کا نام لینے کی بجائے لفظ چیف استعمال کرتا
تھا۔

"یس چیف۔ حکم چیف"...... دوسری طرف سے راج وجاہت
کمال کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کافرستانی حکام نے آج سے پانچ سال قبل پاکیشیا کے ایٹمی
پلانٹ کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا تھا اور پانچ سال اس نے

منصوبے کی تیاری میں لگا دیئے۔ اب اطلاع ملی ہے کہ یہ تیاری مکمل ہو چکی ہے لیکن تمہیں اس منصوبے کی کوئی سن گن نہیں ملی"۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں سخت آواز میں کہا۔

"سوری چیف۔ یہ واقعی میری کوتاہی ہے۔ میں معلومات حاصل کرتا ہوں"...... راج وجاہت کمال نے کہا۔

"او کے۔ معلومات حاصل کر کے فوراً مجھے رپورٹ کرو"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"میں اب اپنے فلیٹ جا رہا ہوں۔ وجاہت کمال کا فون آئے تو مجھے بتا دینا"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب۔ لگتا ہے کہ ممبران کی سیر و سیاحت کا پروگرام رہ گیا"...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وجاہت کمال کی کال آنے پر فیصلہ کیا جائے گا کہ پروگرام برقرار رہتا ہے یا کینسل ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھا ہوا اپنا موبائل فون اٹھا کر جیب میں رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کافرستان کے درالحکومت میں لوگ رات گئے تک جاگتے تھے۔ ہوٹلوں، سینماؤں اور نائٹ کلبوں کی رونقیں رات کے آخری پہر تک جاری رہتی تھیں جس کی وجہ سے سڑکوں پر ٹریفک بھی رات گئے تک رواں دواں رہتی تھی۔ لیکن آج سرشام ہی بارش شروع ہو گئی تھی اور پھر یہ بارش طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی تھی۔ مسلسل تین گھنٹے کی بارش نے کافرستان کے درالحکومت کی سڑکوں کو ویران، ہوٹلوں، سینماؤں اور نائٹ کلبوں کو سنسان کر دیا تھا۔

لگاتار ہونے والی بارش نے بجلی کے نظام کو بھی بری طرف متاثر کیا تھا اور اس وقت پورا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ چونکہ آسمان پر گہرے اور سیاہ بادل تھے اس لئے ستاروں کی روشنی بھی زمین تک نہیں آ رہی تھی اور ایسے لگتا تھا کہ پوری کائنات کو سیاہ چادر نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔

شہر کی سڑکوں پر اس وقت کوئی بھی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ جیتے جاگتے انسانوں کا شہر ہونے کی بجا شہر خاموشاں ہو۔ تاریکی کی وجہ سے ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ال کبھی کبھی وقت بادل گرجتے تھے اور ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے پور شہر پر آسمانی بجلی گر گئی ہو۔

ایک جیپ اس وقت موسم اور ماحول کی پرواہ کئے بغیر لکش دیوی روڈ سے گزر رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر را وجاہت کمال بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں اور ا لائٹس کی روشنی میں جیپ مناسب رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔

راج وجاہت کمال کو آج شام ہی چیف نے کال کی تھی اور کا خفگی کا اظہار کیا تھا کیونکہ کافرستان نے پاکیشیا کے خلاف ایک منصوبہ بنایا تھا اور پانچ سال سے کافرستان اس منصوبے کی تیار کر رہا تھا اور راج وجاہت کمال کافرستان کے اس منصوبے سے لاعلم تھا۔ کال سننے کے بعد راج وجاہت کمال کو دل میں بڑ ندامت محسوس ہوئی تھی اور اس نے کافرستان کے اس منصوبے کھوج لگانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں لیکن وہ منصوبے ک تفصیلات معلوم کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اسے صرف اتنا معلوم ہ کہ اس منصوبے کا روح رواں کافرستان کا ڈیفنس سیکرٹری ٹھاکر را بیدار ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ٹھاکر رام بیدا کو اغوا کر کے اس منصوبے کی تفصیلات معلوم کرے اور اسی سلسلے

میں وہ اب ٹھاکر رام بیدار کو اغوا کرنے کی غرض سے اس کے بنگلے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ٹھاکر رام بیدار سرکاری رہائش گاہ کی بجائے اپنے ذاتی بنگلے میں رہتا تھا۔ اس کا قلعہ نما بنگلہ سجاج روڈ پر تھا۔ بنگلے کی دیواریں بہت بلند تھیں اور ان دیواروں کے ایک سرے سے لے کر آخری سرے تک برقی تاریں نصب تھیں جن میں یقینی طور پر ہر وقت برقی رو دوڑتی رہتی ہو گی اس لئے دیوار پھلانگ کر بنگلے میں داخل ہونا ممکن نہیں تھا۔ برقی رو کی عدم دستیابی میں بھی بلند دیواروں کو کراس کرنا بہت ہی دشوار کام تھا۔

راج وجاہت کمال بارش شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے اس بنگلے کا جائزہ لے کر گیا تھا۔ فرنٹ سے بنگلے میں داخلہ اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ عقبی طرف ایک کشادہ گلی تھی اور اس گلی میں اسے ایک گٹر کا ڈھکن دکھائی دیا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق یہ گٹر ٹھاکر رام بیدار کے بنگلے سے ہی آ رہا تھا۔ اس گلی میں بنگلے کی دیوار کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا اور اس چھوٹے سے کیبن میں اسے دو مسلح آدمی دکھائی دیئے تھے۔ راج وجاہت کمال کا خیال تھا کہ وہ ان دونوں مسلح افراد کو سنبھال لے گا۔

ٹھاکر رام بیدار کے بنگلے کی عقبی سمت پہنچ کر راج وجاہت کمال جیپ گلی سے چند میٹر آگے لے گیا۔ اس نے جیپ کی لائٹس آف کیں اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس نے سیاہ رنگ کی جیکٹ اور

سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی اور چونکہ ابھی تک برقی رو بحال نہیں ہوئی تھی اس لئے راج وجاہت کمال تاریکی حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ جیپ سے اترنے کے بعد وہ گلی میں داخل تو پہلے اس نے رک کر گلی کا جائزہ لیا۔ بنگلے کی عقبی دیوار کے بنے ہوئے کیبن میں سے ہلکی سی روشنی باہر آ رہی تھی۔ یہ روشن بتی کی محسوس ہو رہی تھی۔ اس روشنی میں گلی کا منظر دھندلا دھند نظر آ رہا تھا۔ راج وجاہت کمال چند لمحے تک گلی میں رکا ر پھر وہ آگے بڑھا۔ اس کے پیروں میں ربڑ سول کے جوتے تھ چلنے میں وہ بہت احتیاط سے کام لے رہا تھا اس لئے اس کے کی آواز بھی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کیبن تک پہنچ گیا۔ اس کا ایک جیکٹ کی جیب میں تھا۔ جیکٹ کی اس جیب میں سائیلنسر ریوالور موجود تھا اور ریوالور کے دستے پر راج وجاہت کمال کا مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ ریوالور ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت جیب سے باہر آ کر اپنا کام دکھا سکتا تھا۔ کیبن کے قریب پہنچ راج وجاہت کمال نے کیبن کے اندر جھانکا۔ کیبن کے اندر ا چھوٹا سا بنچ اور دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ بنچ پر ہی موم بتی ہوئی تھی جس کی روشنی میں کیبن کے اندر کا منظر صاف نظر آ تھا۔ بنچ پر دو مشین گنیں، شراب کی ایک بڑی بوتل اور دو گا رکھے ہوئے تھے۔ بوتل خالی دکھائی دے رہی تھی۔ کرسیوں پ

آدمی مدہوشی کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ راج وجاہت کمال اطمینان کے ساتھ کیبن میں داخل ہو گیا۔ وہ کیبن میں داخل ہوا تو ایک آدمی نے سر اٹھایا اور اسے چندھیائی آنکھوں سے دیکھا۔

''کون ہے یار''...... اس آدمی نے نشے میں دھت لہجے میں کہا اور پھر گردن جھکا لی۔

''میں ہوں پیارے لال۔ تو مجھے ہی بھول گیا ہے''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے دوسرے آدمی نے سر جھکائے جھکائے کہا۔

''اچھا۔ تو ہے۔ لیکن تو نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ یہ تو ہے۔ میں سمجھا وہ ٹھاکر رام بیدار آ گیا ہے''...... پیارے لال نے بدستور نشے میں دھت لہجے میں کہا اور ایک بار پھر سر اٹھا کر چندھیائی ہوئی آنکھوں سے راج وجاہت کمال کو دیکھا۔

''وہ سالا ٹھاکر رام بیدار۔ پہلے کبھی ادھر آیا ہے جو آج آئے گا۔ وہ سالا تو اس وقت اپنے بیڈ روم میں مزے کی نیند سو رہا ہو گا۔ ہم سالے نوکر اس موسم میں بھی اس کی غلامی کر رہے ہیں''۔ دوسرے آدمی نے کہا اس کا سر ابھی تک جھکا ہوا تھا۔

''آواز تو یار تیری ہی آ رہی ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ کیبن میں کوئی گھس آیا ہے''...... پیارے لال نے کہا۔ راج وجاہت کمال نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پکڑ کر اسے جھٹکا دے دیا اور پھر اس کی گردن کو چھوڑ دیا اور وہ کرسی سے نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔

''یار پیارے لال۔ لگتا ہے آج تو نے شراب زیادہ پی لی ہے

اسی لئے کرسی سے نیچے گر گیا ہے۔ میں نے تجھے منع بھی کیا تھا کہ یہ دیسی شراب ہے زیادہ نہیں پینی چاہئے۔ چڑھ جاتی ہے۔ لیکن تو نے میری بات ہی نہیں مانی۔ اب مدہوش ہو کر گرا پڑا ہے نا"۔ دوسرے آدمی نے کہا تو راج وجاہت کمال نے اس کی گردن بھی پکڑی اور اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اس کی بھی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ بھی کرسی سے نیچے گر کر تڑپنے لگا۔

راج وجاہت کمال نے اسے تڑپتا چھوڑا اور پھر اس نے موم بتی اٹھا کر کیبن کے باہر رکھ دی۔ اب گلی میں کافی حد تک روشنی ہو گئی تھی۔ راج وجاہت کمال گٹر کے ڈھکن کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈھکن کے رِنگ میں ہاتھ ڈالا اور پھر ڈھکن کو جھٹکا دیا تو ڈھکن اوپر اٹھ گیا۔ راج وجاہت کمال نے گٹر کا ڈھکن ایک طرف رکھا اور اپنی جیکٹ کی ایک جیب میں سے ایک ماسک نکال کر اپنی ناک سے لگا لیا۔ اس کے بعد اس نے جیب میں سے پنسل ٹارچ نکال کر گٹر کے اندر روشنی ڈالی۔ اوپر سے نیچے کی طرف لوہے کی ایک سیڑھی جا رہی تھی۔ راج وجاہت کمال نے اندر کا جائزہ لیا اور پھر وہ سیڑھی سے نیچے اترنے لگا۔ سیڑھی کے اختتام پر دونوں اطراف میں چلنے کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی جبکہ درمیان میں نالے کی صورت میں پانی بہہ رہا تھا۔

راج وجاہت کمال ایک طرف آگے بڑھنے لگا۔ وہ چند قدم آگے بڑھا تو اس کے سامنے لوہے کی ایک اور سیڑھی آ گئی۔

اس سیڑھی کے قریب پہنچا اور پھر وہ سیڑھی پر چڑھنے لگا۔ چند سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس کا سر لوہے کے ایک اور ڈھکن کو چھونے لگا۔ وہ رک گیا اور پھر اس نے ڈھکن پر دباؤ ڈالا تو ڈھکن اوپر کو اٹھ گیا اور وہ اس گٹر سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر اس نے ڈھکن واپس ایڈجسٹ کیا اور ٹھیک اسی لمحے اس کی چھٹی حس نے اسے خطرے سے آگاہ کیا۔ وہ اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور جہاں ایک لمحہ پہلے وہ موجود تھا وہاں دو خطرناک کتے آن گرے۔ کتے بھونک نہیں رہے تھے اور غرا بھی نہیں رہے تھے۔ یہ کتوں کی ایک خاص نسل سے تھے۔ یہ نسل بہت ہی خونخوار تھی لیکن اپنے شکار پر بے آواز جھپٹتی تھی۔

راج وجاہت کمال نے ایک لمحے سے بھی کم وقت میں ریوالور سیدھا کیا اور گہرے سناٹے میں سٹک سٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور دونوں کتے زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ راج وجاہت کمال نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ یہ اصل بلڈنگ کی عقبی سائیڈ تھی۔ یہاں درختوں کی کافی تعداد نظر آ رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے گراسی پلاٹ بنے ہوئے تھے۔ پلاٹوں کے کناروں پر پھولوں کے پودے لگے ہوئے تھے جبکہ مور پنکھ کی باڑ بھی دکھائی دے رہی تھی۔

اندھیرا تو بدستور قائم تھا لیکن راج وجاہت کمال کو اندھیرے میں کافی دیر ہو گئی تھی اس لئے اسے منظر کافی حد تک واضح نظر آ رہا تھا۔ کتوں پر فائرنگ کرنے کے بعد راج وجاہت کمال مور پنکھ کی

باڑ کے پیچھے دبک گیا تھا۔ اس کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔ تقریباً تین منٹ تک وہ مور پنکھ کی کے پیچھے دبکا رہا اور اس دوران اسے کسی قسم کی حرکت کے دکھائی نہیں دیئے تو وہ اٹھا اور محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ تقریباً پانچ سو قدم چلنے کے بعد وہ رہائشی کمروں کے سامنے پہنچ گیا رہائشی کمروں کے قریب پہنچ کر وہ فرش پر بیٹھ گیا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا ان کمروں کے سامنے والے رخ پر آ گیا۔ کمروں کے سامنے والے رخ پر وسیع و عریض وارنڈہ تھا اور وہاں اسے کچھ آدمیوں کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ ایک قریبی درخت کے پیچھے ہو گیا اور اس نے درخت کے پیچھے سے وارنڈے کا جائزہ لیا۔ وارنڈے کے ایک کونے میں ایک بنچ رکھا ہوا تھا اور اس بنچ پر تین آدمی سوئے ہوئے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی گود میں مشین گنیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

راج وجاہت کمال چند لمحوں تک ان کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ تینوں بیٹھے بیٹھے سو چکے ہیں۔ راج وجاہت کمال ایک بار پھر پنجوں کے بل چلنے لگا اور چند سیکنڈ میں ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ اس کے ریوالور سے پھر سٹک سٹک کی ہلکی سی آواز ابھری اور دلوں میں لگنے والی گولیوں نے ان تینوں سوئے ہوئے افراد کو چیخنے بھی نہ دیا۔ وہ پہلے تو وہیں بنچ پر ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہوئے پھر تڑپنے کی وجہ سے بنچ سے نیچے گر گئے۔

راج وجاہت کمال نے انہیں تڑپنے دیا۔ اس نے جلدی سے اپنا ریوالور ری لوڈ کیا اور پھر کمروں کی طرف بڑھا۔ کئی کمروں کے دروازے لاک نہیں تھے۔ وہ پنسل ٹارچ کی روشنی سے ان کمروں کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے چوتھے کمرے کا دروازہ کھولا تو یہ کمرہ اسے روشن نظر آیا۔ وہ اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں چارجنگ ٹیوب لائٹ روشن تھی۔ کمرہ انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک جہازی سائز بیڈ بچھا ہوا تھا۔ بیڈ کے قریب ہی ایک چھوٹی ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر شراب کی ایک خالی بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے جبکہ بیڈ پر ٹھاکر رام بیدار اور سولہ سترہ سال کی خوبصورت لڑکی سوئے ہوئے تھے۔ راج وجاہت کمال نے ٹھاکر رام بیدار کے متعلق جو معلومات حاصل کی تھیں۔ ان کے مطابق ٹھاکر رام بیدار کی فیملی اس کے گاؤں میں رہتی تھی اور ٹھاکر رام بیدار ملازموں اور محافظوں کے ساتھ اس بنگلے میں رہتا تھا۔ وہ بنگلے پر ہر رات ایک نئی لڑکی کو بلوانے کا عادی تھا۔

راج وجاہت کمال نے کمرے کا جائزہ لیا تو اسے اندازہ ہوا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس اندازے کے بعد اس نے ٹھاکر رام بیدار کو اغوا کرنے کا پروگرام تبدیل کر دیا۔ اب وہ ٹھاکر رام بیدار سے اسی کمرے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یہ ارادہ کرتے ہی اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پھر اس نے بیڈ

پر بچھی ہوئی چادر کا ایک کونا پھاڑا اور سیدھے سوئے ہوئے ٹھا رام بیدار کو الٹا کر دیا۔

''کیا کر رہی ہو سندری''...... ٹھاکر رام بیدار نے نیند بولتے ہوئے کہا لیکن راج وجاہت کمال خاموش رہا۔ اس نے ٹھا رام بیدرا کو الٹا کر کے اس کے ہاتھ چادر کے پھاڑے ہو کپڑے سے باندھ دیئے۔ ٹھاکر رام بیدار فیلڈ کا آدمی نہیں تھا لئے اسے اتنا ہی باندھنا کافی تھا۔ اس کے ہاتھ باندھنے کے راج وجاہت کمال نے اسے سیدھا کر دیا۔

''بولتی نہیں ہو سندری۔ کیا کر رہی ہو''...... ٹھاکر رام بیدار ایک مرتبہ پھر نیند میں بولتے ہوئے کہا۔ اب راج وجاہت کما نے اس کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ کی آواز پیدا ہو اور ٹھاکر رام بیدار کا گال پھٹ گیا اور وہ چیخ مار کر بیدار ہو گی تھپڑ کی زور دار آواز اور ٹھاکر رام بیدار کی چیخ نے سوئی ہوئی لڑ پر بھی اثر ڈالا اور اس کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی۔ را وجاہت کمال نے اس کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے تو ا نے لڑکی کی کنپٹی پر مکا مار دیا۔ مکا لگتے ہی لڑکی کا جسم پرسکون گیا۔ راج وجاہت کمال کو معلوم تھا کہ اب یہ لڑکی ایک گھنٹے پہلے ہوش میں نہیں آئے گی۔ دوسری طرف ٹھاکر رام بیدار تھ کھاتے ہی بیدار ہوا اور بیدار ہوتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ راج وجاہت کمال نے اسے گریبان سے پکڑا اور بیڈ

سرہانے سے اس کی ٹیک لگا دی۔

''تت۔ تت۔ تم۔ کک۔ کک۔ کون ہو''...... ٹھاکر رام بیدار نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارے سوالوں کے جواب نہیں دینے بلکہ تم نے میرے سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ سمجھے''...... راج وجاہت کمال نے سخت لہجے میں ٹھاکر رام بیدرا سے کہا اور ساتھ ہی اسے ایک اور تھپڑ بھی جڑ دیا۔

''کک۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو تم۔ اوہ۔ اوہ۔ میرے بنگلے کے محافظ اور ملازم کہاں ہے''...... ٹھاکر رام بیدار نے بدستور خوفزدہ لہجے میں کہا تو راج وجاہت کے چہرے پر سفاک مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تمہارے بنگلے کے ملازموں اور محافظوں کی لاشیں تمہارے بنگلے میں ہی بکھری پڑی ہیں''...... راج وجاہت کمال نے سفاکانہ لہجے میں کہا لیکن ٹھاکر رام بیدار کی آنکھوں میں بے یقینی کے تاثرات ابھر آئے۔

''تمہیں یقین نہیں آیا۔ چلو میں تمہیں لاشیں دکھا دیتا ہوں''۔ راج وجاہت کمال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹھاکر رام بیدار کی گردن پکڑ لی اور اسے بیڈ سے نیچے گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد وہ اسے گردن سے پکڑے دروازے تک لے آیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھولا اور ٹھاکر رام بیدار کا منہ دروازے

سے باہر کیا۔ اس وقت اس نے ٹھاکر رام بیدار کی گردن پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا دیا تھا تاکہ وہ چیخ نہ سکے کیونکہ اسے بنگلے کے دیگر ملازمین اور محافظوں کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کتنے فاصلے پر ہیں۔ ٹھاکر رام بیدار کا منہ دروازے سے باہر نکال کر راج وجاہت۔ کمال نے پنسل ٹارچ نکال کر اس کی روشنی وراندے میں موجود بیچ کی طرف ڈالی تو تین آدمی بیچ سے نیچے مردہ حالت میں نظر آ رہے تھے۔ ٹھاکر رام بیدار کو یہ منظر دکھا کر راج وجاہت کمال نے اسے واپس کمرے میں دھکیلا۔ وہ کمرے کے فرش پر گر گیا اور راج وجاہت کمال نے دروازہ ایک بار پھر اندر سے بند کر دیا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد راج وجاہت کمال نے ٹھاکر رام بیدار کی طرف دیکھا۔ جو فرش پر پڑا بری طرح کانپ رہا تھا۔ راج وجاہت کمال نے جیب میں سے ایک خنجر نکال لیا۔ یہ ایک لمبے پھل والا خنجر تھا اور اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ راج وجاہت کمال وہ خنجر ٹھاکر رام بیدار کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

"تمہارے تمام ملازموں اور محافظوں کو میں نے گولیاں مار کر ہلاک کیا ہے لیکن تمہیں میں گولی نہیں ماروں گا کیونکہ گولی لگنے کے بعد انسان فوراً مر جاتا ہے اور اسے تکلیف نہیں ہوتی۔ میں اس خنجر سے تمہارے جسم کے اعضاء کاٹوں گا۔ تمہاری آنکھیں نکالوں گا تاکہ تم چیخو، چلاؤ اور بہت دیر تک اذیت جھیلنے کے بعد مرو تاکہ

تمہاری روح بھی اذیت کا شکار رہے اور مرتے سمے تم جو اذیت محسوس کرو وہ اذیت تمہیں اگلے جنم میں بھی محسوس ہوتی رہے"۔ راج وجاہت کمال نے سفاکانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خنجر کی نوک سے ٹھاکر رام بیدار کی گردن پر خراش بھی ڈال دی۔ راج وجاہت کے لہجے، انداز اور گردن پر پڑنے والی خراش نے ٹھاکر رام بیدار کو انتہائی وحشت زدہ کر دیا تھا۔ خوف کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔

"تت۔ تم کک۔ کیا چاہتے ہو"...... ٹھاکر رام بیدار نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ خوف کی شدت کی وجہ سے اس کا جسم ابھی تک بری طرح کانپ رہا تھا۔

"اگر تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دو گے تو اذیت ناک موت سے بچ جاؤ گے"...... راج وجاہت کمال نے کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ مم۔ میں بتاؤں گا۔ ص۔ صحیح بتاؤں گا"...... ٹھاکر رام بیدار نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آج سے پانچ سال پہلے تم نے پاکیشیا کے خلاف کوئی منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ جس کی تیاری تم پانچ سال تک کرتے رہے ہو۔ کیا ہے وہ منصوبہ"...... راج وجاہت کمال نے ٹھاکر رام بیدار سے پوچھا۔

"اوہ۔ کیا تم سیکرٹ گرلز مشن کی بات کر رہے ہو"...... ٹھاکر رام بیدار نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس منصوبے کا نام تم نے سیکرٹ گرلز مشن رکھا ہوا ہے۔ اوکے۔ تفصیلات بتاؤ"...... راج وجاہت کمال نے کہا۔

"پانچ سال پہلے کافرستان، روسیاہ، اسرائیل، گریٹ لینڈ ا ایکریمیا سے پانچ ایسی کم سن بچیوں کا انتخاب کیا گیا جن کے وال سیکرٹ ایجنٹ تھے اور وہ پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران ک ہاتھوں مارے گئے تھے۔ پانچ سال تک انہیں مسلسل تربیت دی گ اور ان کے دلوں میں موجود علی عمران اور پاکیشیا کے خلاف نفرت ک بڑھایا گیا۔ اب وہ پانچوں لڑکیاں ایسا بارود بن چکی ہیں جو عل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اڑا دے گا اور ساتھ ہی ساتھ پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کو بھی"...... ٹھاکر رام بیدار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا سارا خوف اور ڈر اچانک ہی ختم ہو گیا تھا۔

"پانچ لڑکیاں کیا۔ تم پانچ لاکھ لڑکیاں تیار کر لو تو وہ بھی عل عمران صاحب اور پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کے خلاف کچھ نہیں ک سکتیں"...... راج وجاہت کمال نے غصے سے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک اور تھپڑ ٹھاکر رام بیدار کے منہ پر دے مارا۔ اس تھپڑ ن ٹھاکر رام بیدار کے کئی دانت ہلا دیئے۔ جس کی وجہ سے اس کے منہ سے خون بہنے لگا۔

"اب غصے سے کیا فائدہ۔ اب تو وہ بارود کی بوریاں پاکیشیا پہنچ چکی ہیں"...... ٹھاکر رام بیدار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں ان کے ٹھکانے کے بارے میں بتاؤ"...... راج

جاہت کمال نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ تربیت یافتہ لڑکیاں ہیں اور ان کی کارکردگی سپر ایجنٹوں سے بڑھ کر ہے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم انہیں ٹھکانے مہیا کرتے پھریں۔ پانچوں ملکوں نے انہیں فری ہینڈ دیا ہے۔ وہ جہاں چاہیں رہیں، جتنا چاہے پیسہ خرچ کریں۔ پاکیشیا کے جتنے شہریوں کی چاہیں لاشیں گرا دیں۔ انہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ اب پانچوں ملکوں کا ان پانچوں لڑکیوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ جب وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گی تو خود ہی رابطہ کریں گی"۔ ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

"ان لڑکیوں کے نام کیا ہیں"...... راج وجاہت کمال نے ٹھاکر رام بیدار سے پوچھا۔

"نام اور حلیہ بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ میک اپ کی ماہر ہیں"...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا۔

"اس کے باوجود تم ان کے نام بتاؤ"...... راج وجاہت کمال نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں نام بتا دیتا ہوں۔ کافرستانی لڑکی کا نام شلپا دیوی ہے، گریٹ لینڈ کی مس مارگریٹ ہے، روسیاہ کی مس شردا پاؤ، اسرائیل سے مس انجلینا اور ایکریمیا سے مس روزا ہے"...... ٹھاکر رام بیدار نے لڑکیوں کے نام بتاتے ہوئے کہا تو راج وجاہت کمال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب باری باری ان کے حلیئے بھی بتا دو''...... راج وجاہت کمال نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''پانچ سال پہلے وہ بارہ بارہ تیرہ تیرہ سال کی بچیاں تھیں۔ میں نے اس وقت انہیں دیکھا تھا۔ اب مجھے ان کے وہ حلیئے بھی یاد نہیں اور جب وہ تربیت مکمل کر کے یہاں آئی تھیں تو اس وقت بھی میک اپ میں تھیں اس لئے میں ان کے درست حلیوں سے واقف نہیں ہوں اور میک شدہ حلیئے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''۔ ٹھاکر رام بیدار نے راج وجاہت کمال سے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مزید زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''...... راج وجاہت کمال نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ ریوالور دیکھتے ہی ٹھاکر رام بیدار پھر خوفزدہ ہو گیا۔

''تت۔ تم نے کہا تھا کہ تم مجھے نہیں مارو گے''...... ٹھاکر رام بیدار نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ کہا تھا کہ میں تمہیں اذیت ناک موت نہیں ماروں گا اور وہ بھی اس شرط پر کہ اگر تم نے میرے سوالوں کے صحیح جواب دیئے تو''...... راج وجاہت کمال نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے صحیح صحیح بتا دیا ہے۔ تمہاری پوچھی گئی جو باتیں میں نہیں جانتا ان کے جواب میں کیسے دے سکتا ہوں۔ اب تم بھی اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے مت مارو''...... ٹھاکر

رام بیدار نے کہا۔

''میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں اذیت ناک موت نہیں ماروں گا۔ آسان موت تو مار سکتا ہوں''...... راج وجاہت کمال نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ مجھے مت مارو''...... ٹھاکر رام بیدار نے ایک مرتبہ پھر ہکلاتے ہوئے کہا۔

''لڑکیوں کا ذکر کرتے ہوئے تو تم نڈر بن گئے تھے اور اب پھر تم گیدڑ بن گئے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... راج وجاہت کمال نے ٹھاکر رام بیدار سے پوچھا۔

''کچھ لمحوں کے لئے پاکیشیا کی تباہی کا تصور میرے ذہن میں آ گیا تھا اور میں اس تصور سے ہی خوش ہو گیا تھا لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ایک اکیلا آدمی میرے اتنے محافظوں اور ملازموں کو بیک وقت ختم کر سکتا ہے تو پانچ لڑکیاں مکمل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہوتے ہوئے پاکیشیا کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں''...... ٹھاکر رام بیدار نے کہا تو راج وجاہت کمال کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تمہارے اس اچھے خیال کی وجہ سے میں تمہیں بہت ہی آسان موت کے حوالے کر رہا ہوں''...... راج وجاہت کمال نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور گولی ٹھاکر رام بیدار کے دل میں اتر گئی۔

پانچوں لڑکیاں اس وقت پاکیشیا کے دارالحکومت میں مو
تھیں۔ پاکیشیا آئے ہوئے آج انہیں دوسرا دن تھا۔ وہ سب پاک
کے مقامی میک اپ میں تھیں۔ ان پانچ برسوں کے دوران انہ
پاکیشیائی زبان بھی سکھائی گئی تھی اور وہ روزانہ ایک پاکیشیائی فلم
دیکھتی تھیں اس لئے پاکیشیا میں آ کر انہیں کوئی دقت محسوس نہیں
رہی تھی۔ ان کے لئے پانچ مختلف کوٹھیوں کا انتظام کیا گیا تھا اور
اس لئے تھا کہ اگر ایک رہائش انہیں چھوڑنی پڑ جائے تو رہائش
لئے دوسری کوٹھی پہلے سے تیار ہو۔

سب سے پہلی رہائش ظفر کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو پچیس
تھی۔ اسی کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو چالیس اور ایک سو نوے
انہی کے لئے مخصوص تھیں۔ باقی دو کوٹھیوں کا انتظام گرینڈ ہوٹل
مالک اور جنرل منیجر شیفرڈ نے کیا تھا۔ شیفرڈ گریٹ لینڈ کا رہنے

ا اور گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری سیکرٹ ایجنسی کا ایجنٹ تھا۔ وہ
کیشیا میں گریٹ لینڈ کے مفادات پر نظر رکھتا تھا۔

پہلے دو دن پانچوں لڑکیوں نے دارالحکومت کی سیر میں گزار
دیئے تھے اور یہ سیر بغیر مقصد کے نہیں تھی بلکہ وہ اس شہر کی سڑکوں
سے اچھی طرح واقف ہونا چاہتی تھیں اور دو دن کی سیر سے وہ
اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب ہو چکی تھیں۔ ان کے استعمال
کے لئے شیفرڈ نے ہر کوٹھی میں دو کاریں بھی مہیا کر دی تھیں اور شہر
کا تفصیلی نقشہ بھی انہیں دے دیا تھا۔ اسی نقشے کی مدد سے ہی
انہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت کی دو دن سیر کی تھی۔

اب رات ہو چکی تھی اور وہ پانچوں سٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی
تھیں۔ صلاحیتوں اور کارکردگی کے لحاظ سے وہ پانچوں ایک سے
بڑھ کر ایک تھیں لیکن چونکہ یہ منصوبہ کافرستان نے بنایا تھا اس لئے
پانچوں ممالک کے حکام نے مشترکہ طور پر شلپا دیوی کو اس گروپ کا
انچارج بنایا تھا۔ وہ پانچوں ایک دوسرے سے بے تکلف تھیں لیکن
اس مشن کے معاملات میں باقی چاروں لڑکیوں نے عہد کیا تھا کہ
وہ شلپا دیوی کا احترام کریں گی اور اس کا ہر حکم مانیں گی۔

"شلپا۔ میرا خیال ہے کہ ہم اس شہر سے واقف ہو چکی ہیں"۔
شردا پاؤ نے شلپا دیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کل سے ہم نے اپنے مشن کی طرف توجہ دینی ہے۔ ہم
صرف علی عمران کے نام سے واقف ہیں اور صرف اسی کا ایڈریس

جانتی ہیں۔ ہم نے عمران کے ذریعے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس
دیگر ارکان تک پہنچنا ہے''...... شلپا دیوی نے ان چاروں کی ط
دیکھتے ہوئے کہا۔

''شلپا۔ ہم نے یہاں مقامی میک اپ تو کیا ہوا ہے لیکن
تک ہم نے مقامی نام نہیں اپنائے۔ اب جبکہ ہم نے علی عمران
اس کے متعلقہ افراد سے ملنا ہے تو ہمیں سب سے پہلے اپنے مۃ
نام بھی رکھ لینے چاہئیں''...... مارگریٹ نے شلپا دیوی سے کہا تو
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ تم نے بہت اچھی بات کی ہے۔ میرا نام شلپا سے ش
ہو گیا ہے۔ تم اپنے اپنے نام پسند کر لو''...... شلپا نے اپنا مقامی
منتخب کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام مارگریٹ سے مرینہ ہو گیا''...... مارگریٹ نے ا
نام کا انتخاب کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام انجلینا سے علینہ ہو گیا''...... انجلینا نے بھی اپنے
نام پسند کرتے ہوئے کہا۔

''اور روزا سے روزینہ نام تو بہت ہی فٹ رہے گا''...... ر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور مجھے اپنا کیا نام منتخب کرنا چاہئے''...... شردا پاؤ نے سو
ہوئے کہا۔

''تمہارے روسیاہی نام سے ملتا جلتا کوئی پاکیشیائی نام میر

ہن میں بھی نہیں آ رہا''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''ضروری تو نہیں کہ روسیاہی نام سے ملتا جلتا ہی کوئی نام ہو۔
کوئی سا بھی نام رکھا جا سکتا ہے''...... روزا نے کہا۔

''ایک آسان سا اور مختصر نام ہے عینی۔ کیوں شردا یہ نام صحیح
رہے گا''...... شلپا دیوی نے شردا پاؤ سے کہا۔

''میں کون سا مستقل نام تبدیل کر رہی ہوں۔ چند دنوں کی تو
بات ہے اس لئے جو بھی نام ہو جائے صحیح ہے''...... شردا پاؤ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اس کا نام بھی عینی ڈن ہو گیا''...... انجلینا نے شلپا
دیوی سے کہا۔

''ناموں کا مرحلہ تو مکمل ہوا۔ اب اگلا مرحلہ کون سا ہے''۔ مارگریٹ
نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

''ہم نے اسلحہ اور میک اپ کا سامان بھی حاصل کرنا ہے''۔ شلپا
دیوی نے مارگریٹ سے کہا۔

''ہاں شانزہ۔ میں خود سوچ رہی تھی کہ تم نے ابھی تک اسلحہ کا
ذکر کیوں نہیں کیا۔ تمہارے ٹھاکر صاحب نے تو اسلحے کے لئے
ساون کلب کی ٹپ دی تھی''...... مارگریٹ نے شلپا دیوی کو نئے
نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں مرینہ۔ میں اور تم ابھی ساون کلب چلتی ہیں اور اپنا
مطلوبہ اسلحہ لے آتی ہیں''...... شلپا دیوی نے بھی مارگریٹ کو نئے

نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ آؤ پھر چلیں''...... مارگریٹ نے کہا اور پھر وہ صو سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''تم تینوں نے ہوشیار رہنا ہے''...... شلپا دیوی نے باقی ت لڑکیوں سے کہا اور وہ بھی کھڑی ہو گئیں۔

''ہم ہوشیار ہیں شانزہ۔ تم بے فکر ہو کر جاؤ''...... شردا پاؤ مسکراتے ہوئے کہا تو شلپا دیوی اور مارگریٹ کمرے سے با گئیں۔ پورچ میں دو کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں ایک کار میں بیٹھ گئیں۔ شلپا دیوی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی مارگریٹ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ شلپا دیوی کار سٹارٹ کی اور کار آہستہ سے گیٹ کی طرف بڑھی۔ گ پر شیفرڈ کا خاص آدمی لکی موجود تھا۔ اس نے کار کو گیٹ کی طر آتے ہوئے دیکھا تو گیٹ کھول دیا۔ کار گیٹ سے باہر آ گئی پیچھے گیٹ بند ہو گیا۔ چونکہ انہوں نے سڑکیں اچھی طرح دیکھ تھیں اس لئے شلپا دیوی بہت اطمینان سے کار ڈرائیو کر رہی تھ ساون کلب تو وہ دن میں خاص طور پر دیکھ گئی تھیں۔

وہ مطمئن انداز میں کار چلاتی ہوئی بیس منٹ بعد ساون کل پہنچ گئیں۔ ساون کلب کی پارکنگ میں اس وقت بہت رش تھا ساون کلب کے سائن بورڈ کے نیچے بینر لگا ہوا تھا جس کے مطا اس وقت کلب میں یورپ کی ایک مشہور ڈانسر کا شو ہو رہا تھا

کاروں کا یہ رش یقیناً اسی شو کی وجہ سے تھا۔ شلپا دیوی کو کافی تلاش کے بعد پارکنگ کے لئے جگہ نظر آئی۔ اس نے کار پارک کی اور پھر وہ دونوں گیٹ کی طرف بڑھیں۔

''مس۔ ہاؤس تو فل ہو چکا ہے''...... جیسے ہی وہ گیٹ کے قریب پہنچیں تو باوردی دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہم شو دیکھنے نہیں بلکہ ساون صاحب سے ملنے آئی ہیں اور ہماری ملاقات طے ہے''...... شلپا دیوی نے دربان سے کہا۔

''اوکے مس''...... باوردی دربان نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ان کے لئے گیٹ کھول دیا اور وہ دونوں ہال میں داخل ہو گئیں۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کاؤنٹر سے چند قدم کے فاصلے پر اسٹیج بنا ہوا تھا اور اسٹیج پر معروف یورپین ڈانسر للی رقص میں مصروف تھی۔

شلپا دیوی اور مارگریٹ نے ایک لمحے کے لئے ہال اور اسٹیج کا جائزہ لیا۔ ہال کے مختلف حصوں میں چند مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے شلپا دیوی اور مارگریٹ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا لیکن وہ خاموش ہی رہے جائزہ لینے کے بعد وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھیں۔ کاؤنٹر پر دو لڑکیاں مختصر سا لباس پہنے کھڑی تھیں اور ان کی نظریں اسٹیج پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں کاؤنٹر کے قریب پہنچ گئیں لیکن کاؤنٹر گرلز ان کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ شلپا دیوی نے انگلی کاؤنٹر پر ماری تو ان دونوں لڑکیوں نے چونک کر شلپا دیوی اور

مارگریٹ کو دیکھا۔ انہیں دیکھ کر ان کی آنکھوں میں حیر
تاثرات ابھرے کیونکہ ان کے چہرے اور لباس کلبوں میں
والی خواتین جیسے نہیں تھے۔ یہ دونوں تو اپنے چہروں سے ب
معصوم دکھائی دے رہی تھیں۔ اسی لئے دونوں کاؤنٹر گرلز انہیں
کر حیران ہو رہی تھیں۔

''گرلز۔ تم کس لئے یہاں آئی ہو''...... ایک کاؤنٹر گرا
ان سے دھیمی آواز میں کہا لیکن اس کے لہجے میں صاف مع
رہا تھا کہ اسے ان دونوں کے یہاں آنے پر دکھ ہو رہا ہے۔

''ہم ساون صاحب سے ملنے کے لئے آئی ہیں۔ ہمار
سے ملاقات طے ہے۔ ان تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ کلب خر
والی گرلز آئی ہیں''...... شلپا دیوی نے بھی دھیمی آواز میں کاؤن
سے کہا تو شلپا دیوی کی بات سن کر کاؤنٹر گرلز کی حیرت میں
اضافہ ہو گیا اور وہ شلپا دیوی کا منہ تکنے لگیں۔

''تم ساون صاحب تک یہ پیغام تو پہنچاؤ۔ اگر انہوں نے
سے انکار کیا تو پھر ہمیں اٹھوا کر ہال سے باہر پھینکوا دینا۔ ہمیں
میں بڑے ہی خطرناک چہرے نظر آ رہے ہیں''...... شلپا دیوی
سخت لہجے میں کہا۔ اس کی اس بات نے کاؤنٹر گرل کو اور
حیران کر دیا۔ چند لمحوں تک وہ سکتے کی حالت میں کھڑی رہ
اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔ اس
بعد اس نے نہایت ہی آہستہ آواز میں بات کی اور پھر ر

ل پر رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد اس نے شلپا
اور مارگریٹ کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں حیرت
اثرات اور زیادہ ہو چکے تھے۔

''مس۔ آپ یہ کلب خرید رہی ہیں''...... چند لمحے خاموش
ے کے بعد اس کاؤنٹر گرل نے شلپا دیوی سے کہا جس نے
ام پر کلب کے مالک اور جنرل مینجر ساون سے بات کی تھی۔
کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''ارادہ تو یہی ہے۔ اگر سودا طے ہو گیا تو ہم یہ کلب خرید لیں
''...... شلپا دیوی نے لاپرواہی سے کہا تو دوسری کاؤنٹر گرل نے
ا ساتھی کاؤنٹر گرل کے کان میں کچھ کہا تو شلپا دیوی سے بات
رنے والی کاؤنٹر گرل اس کی بات کا جواب دینے لگی۔ شلپا دیوی
ر مارگریٹ کو اندازہ تھا کہ وہ دونوں انہی کے بارے میں بات کر
ی ہیں اور ساون سے بات کرنے والی کاؤنٹر گرل اسے اپنی اور
اون کی بات چیت کے بارے میں بتا رہی ہے۔ ابھی کاؤنٹر گرلز
یک دوسرے کے کان میں کھسر پھسر کر ہی رہی تھیں کہ ایک طرف
ے خطرناک شکل والا ایک آدمی کاؤنٹر کے قریب آ گیا۔ اس کا
چہرہ لبوترا تھا اور اس کے چہرے پر زخموں کے کئی نشانات تھے۔
اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اس کے لمبے لمبے بال کندھوں تک آ
رہے تھے۔ اس کے کندھے پر مشین گن بھی لٹکی ہوئی تھی۔ شکل و
صورت اور جسامت سے وہ انتہائی خطرناک دکھائی دے رہا تھا اور

اسے دیکھنے والے یقیناً اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہوں گے لیکن دیوی اور مارگریٹ اس سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوئی تھیں۔

''مس۔ یہ باس کا باڈی گارڈ ٹائیگر ہے۔ آپ اس کے چلی جائیں''...... کاؤنٹر گرل نے شلپا دیوی اور مارگریٹ سے اس کی آواز بدستور آہستہ تھی۔ وہ شور کی وجہ سے آہستہ آوا بات کر رہے تھے۔

''او کے۔ چلو ٹائیگر۔ کہاں جانا ہے''...... شلپا دیوی نے گارڈ ٹائیگر سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''مس۔ شور کی وجہ سے ہم باس کے آفس سامنے کی طرف تو نہیں جا سکتے البتہ پچھلے راستے سے ہی ہمیں باس کے آفس پڑے گا''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر کو مؤدبانہ میں بات کرتے دیکھ کر کاؤنٹر گرلز ایک بار پھر حیران رہ گئیں کیو مرد ہو یا عورت ٹائیگر ہمیشہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بات کرتا اور اب وہ ان دو کم عمر لڑکیوں سے مؤدبانہ لہجے میں بات کر رہا تو یہ کاؤنٹر گرلز کے لئے حیرت ہی کی بات تھی۔

''سامنے کے راستے سے جائیں یا پچھلے راستے سے۔ ہ مقصد تو ساون سے ملاقات کرنا ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''او کے۔ مس اینڈ مس۔ تشریف لے آئیں''...... ٹائیگر۔ اب بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بیرونی گیٹ کی طرف بڑھا وہ دونوں بھی اس کے ساتھ چلنے لگیں اور پھر وہ کلب سے باہ

۔ کلب کی عقبی طرف ایک تنگ سی گلی میں چند قدم چلنے کے ۔ وہ ایک دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا دروازہ ۔ ٹائیگر نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ دروازہ ملتے ہی وہ اندر داخل ہو گیا۔ شلپا دیوی اور مارگریٹ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئیں۔ اندر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس کمرے ں کاٹھ کباڑ بکھرا پڑا ہوا تھا اور سامنے ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ ں دروازے کے قریب پہنچ کر ٹائیگر نے رک کر پیچھے مڑ کر دیکھا ہ وہ دونوں اس کے پیچھے تھیں۔ ان دونوں کو اپنے پیچھے دیکھ کر ٹائیگر نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ شلپا دیوی اور مارگریٹ بھی اس کمرے سے باہر نکلیں تو انہوں نے خود کو ایک گیلری میں پایا۔ کلب میں ہونے والے شور کی آواز اس گیلری میں بہت زیادہ سنائی دے رہی تھیں۔

گیلری کے دونوں اطراف میں کمرے تھے۔ ٹائیگر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رکا اور پھر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے مڑ کر شلپا دیوی اور مارگریٹ کی طرف دیکھا اور انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں اندر داخل ہو گئیں تو ٹائیگر بھی اس کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ساون بیٹھا ہوا تھا۔ ساون گینڈے جیسی جسامت کا مالک تھا اور اس کی آنکھیں بھی سرخ تھیں۔ ساون کے آفس میں داخل ہوتے ہی میوزک کی آواز

بالکل بند ہو گئی تھی جس کا مطلب تھا کہ ساون کا دفتر ساؤنڈ پرو تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر ساون کرسی سے اٹھا اور میز سے باہر آ آیا۔

"ویلکم دیوی جی۔ ویلکم"...... ساون نے شلپا دیوی اور مارگر دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ساون جی۔ میرا نام شلپا دیوی ہے اور یہ میری ساتھی مارگریٹ ہے"...... شلپا دیوی نے ساون سے کہا اور پھر ا نے مصافحے کے لئے ساون کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا۔ ساون بڑی عقیدت سے اس سے ہاتھ ملایا۔ جب شلپا دیوی اس ہاتھ ملا چکی تو مارگریٹ نے بھی اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ساو نے مارگریٹ سے بھی اسی عقیدت سے ہاتھ ملایا اور پھر اس دونوں کو صوفوں پر بٹھایا اور خود بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میری خوش قسمتی ہے کہ آج دو دیویاں میری مہمان ہیں" ساون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ ساون جی۔ ہمیں ٹھاکر جی نے بتایا تھا کہ آپ بہ ہی سچے اور وفادار کافرستانی ہیں"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"یہ ان کی عظمت تھی کہ وہ ایسا سمجھتے تھے"...... ساون نے کہا شلپا دیوی اور مارگریٹ چونک پڑیں۔

"سمجھتے تھے کا کیا مطلب ہے ساون صاحب۔ وہ سمجھتے ہیں" مارگریٹ نے کہا۔

"آپ کی ان سے کب ملاقات ہوئی تھی"...... ساون نے شلپا دیوی اور مارگریٹ سے پوچھا۔

"تین دن پہلے ہی تو ہماری ان سے میٹنگ ہوئی ہے۔ جس میں انہوں نے آپ کی بہت تعریف کی تھی"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"اب ٹھاکر صاحب آنجہانی ہو چکے ہیں۔ گزشتہ رات کسی گروپ نے ان کے بنگلے میں گھس کر انہیں نہایت بے دردی سے قتل کر دیا ہے"...... ساون نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ ہمارا اب چونکہ رابطہ حکام سے نہیں ہے اس لئے ہمیں اس واقعہ کی اطلاع نہیں ملی"...... شلپا دیوی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"باقی باتیں تو ہوتی رہیں گی پہلے آپ یہ بتائیں کہ میں آپ کے لئے کیا منگواؤں"...... ساون نے پوچھا۔

"بلیک ہارس ہی منگوا لیں"...... مارگریٹ نے کہا تو ساون نے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔ ٹائیگر اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے آفس میں ہی موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے بلیک ہارس کی ایک بوتل نکال کر میز پر لا کر رکھ دی۔ پھر وہ آفس کے ہی ایک کونے کی طرف بڑھا۔ اس کونے میں چھوٹا سا فریج رکھا ہوا تھا۔ اس نے فریج سے ایک بوتل نکال کر وہ بھی میز پر لا کر رکھ دی اور پھر مؤدبانہ انداز میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ساون نے شراب کے تین گلاس تیار کرنے کے

بعد ایک گلاس شلپا دیوی کو دوسرا مارگریٹ کو اور تیسرا اپنے منہ سے لگا لیا۔ اس نے ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر دیا۔

''جی شلپا دیوی۔ اب آپ بتائیں کہ میں آپ کی کیا سیوا کر سکتا ہوں''...... گلاس میز پر رکھنے کے بعد ساون نے کہا۔

''یہ اسلحہ کی لسٹ ہے۔ ہمیں ابھی یہ اسلحہ چاہئے''...... شلپا دیوی نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر ساون کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ اسلحہ میرے کلب میں موجود ہے۔ ابھی آپ کو مل جائے گا''...... لسٹ دیکھنے کے بعد ساون نے کہا۔

''ہماری کار کلب کی پارکنگ میں موجود ہے۔ آپ یہ اسلحہ کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے رکھوا دیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اوکے دیوی جی۔ آپ کی کار کا نمبر اور رنگ''...... ساون نے کہا تو شلپا دیوی نے اپنی کار کی تفصیلات بتا دیں۔ ساون نے اسلحے کی لسٹ ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

''تم نے کار کی تفصیلات سن لی ہیں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے کیا کرنا ہے''...... ساون نے ٹائیگر سے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے لسٹ پر نظر دوڑائی۔

''دیوی جی۔ آپ کا مشن علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت ہے نا''...... ساون نے شلپا دیوی سے کہا۔

''جی ہاں''...... شلپا دیوی نے مختصر سا جواب دیا۔

''ٹھاکر صاحب نے مجھ سے سرسری ذکر کیا تھا''...... ساون نے شلپا دیوی سے کہا۔

''آپ جانتے ہیں علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو''...... شلپا دیوی نے پوچھا۔

''میں صرف علی عمران کو جانتا ہوں۔ اس کے ساتھیوں کو نہیں۔ علی عمران کلبوں اور ہوٹلوں میں بہت آتا جاتا ہے''...... ساون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ علی عمران کس قسم کا انسان ہے''...... شلپا دیوی نے پوچھا۔

''شکل سے تو یہ انتہائی معصوم، بھولا بھالا بلکہ احمق سا نظر آتا ہے لیکن سنا ہے کہ یہ انتہائی عیار اور خطرناک انسان ہے۔ جرائم کی دنیا کے بڑے بڑے مگرمچھ اس علی عمران سے خوفزدہ رہتے ہیں''۔ ساون نے کہا۔

''کیا تم بھی اس علی عمران سے خوفزدہ رہتے ہو''...... مارگریٹ نے ساون سے پوچھا۔

''مجھے اپنے حکام سے ہمیشہ یہی ہدایت ملی ہے کہ میں اس علی عمران سے ہمیشہ بچ کر رہوں۔ لہٰذا میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میرا کبھی علی عمران سے سامنا نہ ہو''...... ساون نے کہا۔

''ساون جی۔ آپ ہمیں کوئی ایسی ٹپ دیں جس سے ہم علی عمران کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''علی عمران کے فلیٹ کے بارے میں سب جانتے ہیں آپ اس کے فلیٹ کی نگرانی کریں''...... ساون نے کہا۔

''نہیں فلیٹ میں اس کے ساتھی نہیں آتے ہوں گے۔ آپ فلیٹ کے علاوہ کوئی ٹپ دیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''دیوی جی۔ میرے کلب کے قریب ہی ایک ہوٹل ہے جس کا نام چارمنگ ہوٹل ہے۔ آپ نے دیکھا ہے''...... ساون نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم نے یہ ہوٹل دیکھا ہے''...... شلپا دیوی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پچھلے کچھ دنوں سے علی عمران اس ہوٹل میں بہت دیکھا جا رہا ہے۔ خاص طور پر ڈنر کے وقت اور ڈنر پر علی عمران اکیلا نہیں ہوتا بلکہ چھ سات افراد اور بھی ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہی افراد اس کے ساتھی ہوں گے''...... ساون نے کہا تو شلپا دیوی اور مارگریٹ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ یہ انہیں بہت اہم بات معلوم ہوئی تھی۔

''اوہ۔ یہ تو بہت اچھی ٹپ ہے ساون صاحب''...... مارگریٹ نے خوشی سے مخمور لہجے میں کہا۔

''اگر آپ کو اس ٹپ سے کوئی مدد مل سکتی ہے تو یہ میرے لئے خوشی کی بات ہو گی''...... ساون نے کہا۔

''ساون جی۔ اس ٹپ سے ہمیں ضرور مدد ملے گی''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اگر آپ کو اس سلسلہ میں کوئی اور بات معلوم ہو جائے تو

آپ نے ہمیں ضرور بتانا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''اوکے مس مارگریٹ۔ آپ لوگ کہاں ٹھہری ہوئی ہیں''۔ ساون نے مارگریٹ سے پوچھا۔

''آج ہم پرنس ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہیں۔ کل ہم کسی اور ہوٹل میں ہوں گی اور پرسوں کسی اور ہوٹل میں۔ ہماری مجبوری ہے۔ ہم زیادہ دیر کسی ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتیں۔ آپ ہمیں اپنا پرسنل نمبر دے دیں ہم فون پر آپ سے رابطہ رکھیں گی''...... شلپا دیوی نے کہا تو ساون سمجھ گیا کہ وہ اسے اپنی رہائش کے بارے میں بتانا نہیں چاہتیں لیکن ساون انہیں مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ ٹھاکر رام بیدار نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ ان لڑکیوں کو اپنی باس سمجھ کر ان کا حکم مانے۔ ٹھاکر رام بیدار کے بعد اس کی جگہ راج ہنس نے لی تھی اور ٹھاکر رام بیدار کے قتل کی اطلاع اسے راج ہنس نے ہی دی تھی۔ راج ہنس نے بھی اسے یہی ہدایت کی تھی کہ وہ گرلز کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ لہذا یہ اندازہ کر لینے کے باوجود بھی شلپا دیوی رہائش کے سلسلے میں اس سے جھوٹ بول رہی ہے اس نے اظہار نہ کیا۔

''یس دیوی جی۔ آپ کو تو ہر لمحہ بہت زیادہ محتاط رہنا پڑتا ہے''...... ساون نے کہا اور اپنا نمبر بھی بتا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ شلپا دیوی یا مارگریٹ کچھ کہتیں آفس کا دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر آ گیا۔

''باس۔ لسٹ کے مطابق اسلحہ دیوی جی کی کار میں رکھ دیا گیا

ہے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تھینک یو ساون صاحب''...... مارگریٹ نے ساون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی شلپا دیوی اور مارگریٹ صوفوں سے کھڑی ہو گئیں۔ انہیں صوفوں سے اٹھتے دیکھ کر ساون بھی کھڑا ہو گیا۔

''دیوی جی اور مس جی۔ اس کے علاوہ بھی کوئی ضرورت ہو تو آپ نے مجھے حکم دینا ہے''...... ساون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ظاہری سی بات ہے ساون جی۔ ہمیں جو بھی کام ہو گا ہم نے آپ سے ہی کہنا ہے۔ آپ کے علاوہ ہم یہاں کسی کو نہیں جانتیں''۔ شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کا معمولی داس ہوں دیوی جی۔ ٹائیگر۔ تم دیوی جی اور مس جی کو ان کی کار تک چھوڑ آؤ''...... ساون نے پہلے شلپا دیوی اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شلپا دیوی اور مارگریٹ دروازے کی طرف بڑھیں۔ ساون دروازے تک انہیں چھوڑنے کے لئے آیا۔ دروازے پر پہنچ کر شلپا دیوی اور مارگریٹ نے ساون کو گڈ بائی کہا اور پھر وہ اس کے آفس سے باہر آ گئیں۔ ٹائیگر انہیں عقبی راستے سے ہی پارکنگ تک لایا۔ پارکنگ آ کر وہ اپنی کار میں بیٹھیں اور پھر ان کی کار ساون کلب سے باہر آ گئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو عمران کی آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلتے ہی اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ صبح ہو چکی تھی۔ وہ بیڈ سے نیچے اتر کر ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اگر اس وقت سلیمان نے ٹیلی فون نہیں اٹھایا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ عمران نے ٹیلی فون کے قریب پہنچ کر رسیور اٹھایا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''ہاں طاہر۔ راج وجاہت کمال نے کیا رپورٹ دی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔ بلیک زیرو کے اتنی صبح فون کرنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کافرستان میں موجود پاکیشیا کے فارن ایجنٹ راج

وجاہت کمال نے رپورٹ دی ہو گی اور اب وہی رپورٹ عمران
دینے کے لئے بلیک زیرو نے اسے فون کیا ہے۔

''جی ہاں۔ عمران صاحب۔ کچھ دیر پہلے راج وجاہت کمال ۔
رپورٹ دی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب جلدی سے اس کی دی ہوئی رپورٹ مجھے بتا دو کیونکہ م
نے ابھی نماز پڑھنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ راج وجاہت کمال نے بتایا ہے
کافرستان، اسرائیل، روسیاہ، گریٹ لینڈ اور ایکریمیا نے پانچ سا
قبل پانچ ایسی بچیوں کا انتخاب کیا جن کے والد سیکرٹ ایجنٹ ت
اور وہ آپ کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ پانچ سال تک ا
بچیوں کی تربیت ایکریمیا میں ہوتی رہی۔ اب یہ پانچ لڑکیاں ج
کی عمریں اس وقت سترہ اٹھارہ سال کے قریب قریب ہیں پا
سال کی انتہائی سخت ٹریننگ کے بعد سپر ایجنٹوں سے بھی زیا
خطرناک ہو چکی ہیں۔ وہ آپ کے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔
ممبران کے خاتمے کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کی تبا
کا مشن لے کر پاکیشیا پہنچ چکی ہیں''...... بلیک زیرو نے رپور
دیتے ہوئے کہا

''اوکے۔ میں نماز پڑھنے کے بعد دانش منزل آتا ہوں۔ پ
اس مشن پر تفصیلی بات چیت کرتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر
اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ واش روم کی

طرف بڑھ گیا تاکہ وہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے۔ نماز پڑھ کر عمران جائے نماز سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ سلیمان اس کے لئے ناشتہ وہیں لے آیا۔

''صاحب۔ آپ دانش منزل جانے والے ہیں لیکن دانش منزل جانے سے پہلے ناشتہ ضرور کر لیں''...... سلیمان نے کہا۔

''ناشتہ کئے بغیر دانش منزل جانا ممنوع ہے کیا''...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''صاحب۔ ناشتہ اور رات کا کھانا انسان کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اگر ناشتہ نہ کیا جائے تو آنکھوں پر برا اثر پڑتا ہے اور اگر رات کا کھانا نہ کھایا جائے تو جسم بہت زیادہ کمزور ہو جاتا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اگر تم کچن چھوڑ کر مطب کھول لو تو اتنا کما لو گے کہ تمہیں مجھ سے اپنی سابقہ تنخواہیں لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ناشتہ کرنے لگا۔ دو تین منٹ میں ہی وہ ناشتے سے فارغ ہو گیا۔ چائے سلیمان نے اس کے لئے بنائی ہی نہیں تھی۔ وہ عمران کا مزاج آشنا تھا اور جانتا تھا کہ اگر اس نے اس وقت چائے بنائی تو عمران چائے نہیں پیئے گا کیونکہ اسے مشن کے سلسلے میں جلد سے جلد دانش منزل پہنچنا ہے۔ ناشتے سے فارغ ہوتے ہی عمران جائے نماز سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

"سلیمان۔ جائے نماز اور ناشتے کے برتن اٹھا لو اور دروازہ ب بند کر لو"...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پ وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اپ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد دونوں اپنی مخصوص کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اور کیا بتایا ہے راج وجاہت کمال نے"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"یہ منصوبہ کافرستان کے سابقہ صدر نے بنایا تھا اور اس منصوبے کو بہت ہی خفیہ رکھا گیا تھا۔ کافرستان، ایکریمیا اور اس منصوبے میں شریک دیگر ممالک کے کئی اعلیٰ حکام کو بھی اس منصوبے کی خبر نہیں ہے اس لئے اس منصوبے کی اطلاع بھی ہم تک نہیں پہنچ سکی۔ راج وجاہت کمال نے کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری ٹھاکر رام بیدار کے بنگلے میں گھس کر یہ معلومات حاصل کی ہیں کیونکہ ٹھاکر رام بیدار اس منصوبے کی تشکیل میں کافرستان کے سابق صدر کے ساتھ تھا اور اسی نے یہ منصوبہ انتہائی خفیہ طور پر دیگر ممالک میں بھی پہنچایا اور اس منصوبے کی تیاری بھی شروع کرائی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پانچ ممالک کی پانچ لڑکیوں کو تربیت دی گئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ پانچ لڑکیوں کا گروپ ہے اور اس مشن کو کافرستان نے سیکرٹ گرلز مشن کا نام دیا ہے اور آج کل میں ہی یہ گروپ یہاں پہنچا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں لڑکیوں کے اس گروپ نے کس سے ملنا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ بات ٹھاکر رام بیدار نہیں جانتا تھا اس لئے یہ بات معلوم نہیں ہو سکی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھاکر رام بیدار یہ بات لازماً جانتا ہو گا لیکن اس نے راج وجاہت کمال کو چکمہ دے دیا ہو گا"...... عمران نے اپنا اندازہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہو سکتی ہے۔ ٹھاکر رام بیدار بہت عیار انسان تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم میرے لئے چائے بنا کر لاؤ۔ میں اتنی دیر میں جولیا کو ہدایات دے دوں"...... عمران نے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ میں نے آپ سے ناشتے کا نہیں پوچھا۔ میں ابھی آپ کے لئے ناشتہ لے آتا ہوں"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھنے لگا۔

"ناشتہ تو مجھے سلیمان نے کرا دیا ہے۔ البتہ چائے میں وہ ڈنڈی مار گیا ہے اس لئے میں نے تم سے صرف چائے کے لئے کہا

ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی بہتر۔ میں ابھی چائے بنا کر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ٹون چیک کرنے کے بعد جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''جولیا سپیکنگ''...... کچھ دیر بعد رسیور اٹھایا گیا اور جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... ایکسٹو کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کافرستان سے پانچ لڑکیوں کا ایک گروپ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کے قتل کا منصوبہ لے کر پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ تم نے اس گروپ کو ٹریس کرنا ہے۔ باقی تفصیلات تمہیں عمران سے معلوم ہو جائیں گی''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں باقی ممبران کو اپنے فلیٹ پر بلا لوں''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''یس۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد عمران تمہارے فلیٹ پر پہنچ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ چیف''...... جولیا نے کہا تو عمران نے ٹیلی فون کا

رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا کپ اپنے سامنے رکھ لیا۔

''عمران صاحب۔ اس بار تو بڑا عجیب کیس سامنے آیا ہے۔ پانچ ممالک کی پانچ کم سن لڑکیاں اور وہ آئی ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلہ پر''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''طاہر۔ تمہارے لفظوں سے مجھے تکبر کی بو محسوس ہو رہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور احسان سے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے چند کامیابیاں حاصل کر لی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ناقابل شکست ادارہ ہے اور دنیا کی دوسری ایجنسیاں اس کے مقابلے میں حقیر ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے جسم پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔

''میں ہرگز غرور نہیں کرنا چاہتا تھا عمران صاحب۔ اگر میرے انداز سے غرور جھلک رہا تھا تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں''...... بلیک زیرو نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ آنکھیں بند کر کے استغفار کا ورد کرنے لگا۔

''اللہ تعالیٰ۔ ہم سب کی توبہ قبول کرے آمین''...... عمران نے دعا کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ کیس بہت عجیب ہے۔ اس لئے میں

حیران ہو رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ اپنی نوعیت کا منفرد کیس ہے کہ اس میں پانچ ممالک کی پانچ نو عمر لڑکیاں ایک ساتھ اپنے مشترکہ دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے آئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس کی کیا وجہ ہو گی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''کافرستان کے صدر نے کسی سے کہا تھا کہ دنیا بھر میں باصلاحیت لوگوں کی کمی نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ان سب پر حاوی ہو جاتے ہیں تو اس شخص نے کافی غور وفکر کے بعد جواب دیا کہ ان لوگوں کا جذبہ حب الوطنی بہت شدید ہوتا ہے اور یہ شدید جذبہ ہی انہیں کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ یقیناً یہی بات ہے لیکن اس بات کا اس مشن سے کیا تعلق ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کی سولہ سال سے بائیس سال کی عمر انتہائی خطرناک ہوتی ہے۔ اس عمر میں محبت اور نفرت کا جذبہ انتہائی شدید ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ان ممالک نے پانچ ایسی لڑکیوں کا انتخاب کیا جن کے والد

سیکرٹ ایجنٹ تھے اور میرے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ ان لڑکیوں کے دلوں میں ہمارے خلاف پہلے ہی شدید نفرت تھی۔ پھر پانچ سال تک انہیں انتہائی سخت تربیت دی گئی اور ساتھ ساتھ ہمارے خلاف نفرت کو مزید ابھارا گیا۔ اب وہ لڑکیاں سترہ، اٹھارہ، انیس، بیس سال کی ہو چکی ہیں۔ انہیں سیکرٹ ایجنٹوں والی ٹریننگ مل چکی ہے اور ہمارے خلاف نفرت کا جذبہ ان کے دلوں میں انتہائی عروج پر ہے۔ جب یہی جذبہ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے تو یہ جذبہ انہیں بھی تو کامیاب کرا سکتا ہے''...... عمران نے بلیک زیرو کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ نے سو فیصد درست تجزیہ کیا ہے۔ کافرستان کے سابق صدر نے بالکل یہی بات سوچی ہو گی''۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کی سوچ پر اسے داد ملنی چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''واقعی عمران صاحب۔ یہ بہت اعلیٰ سوچ ہے۔ اگر کافرستان کا سابق صدر میرے سامنے آ جائے تو میں اسے داد ضرور دوں گا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تم اب بھی اسے داد دے سکتے ہو فون کر کے۔ میں تو جا رہا ہوں جولیا کے فلیٹ پر۔ میں نے آدھ گھنٹے میں وہاں پہنچنا تھا اور یہ آدھ گھنٹہ تم سے باتوں میں گزر گیا۔ اب تنویر وہاں بیٹھا میری

شان میں قصیدے گا رہا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے بھی کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی احترام میں اٹھ کھڑا ہوا اور عمران کو کنٹرول روم کے دروازے تک سی آف کرنے کے لئے آیا۔

''چیف نے کیا کہا تھا کہ عمران آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچ رہا ہے''...... تنویر نے جولیا سے پوچھا۔ اس وقت صفدر، تنویر، نعمانی، چوہان، خاور اور صدیقی جولیا کے فلیٹ پر تھے۔ ایکسٹو کی کال رسیو کرنے کے بعد جولیا نے انہیں فوری طور پر بلا لیا تھا۔ ایکسٹو کے بتائے ہوئے وقت کے مطابق عمران کو پندرہ منٹ پہلے پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن عمران ابھی تک نہیں آیا تھا۔

''ہاں۔ چیف نے یہی کہا تھا اور اب چیف کی کال کو رسیو کئے پون گھنٹہ ہو گیا ہے''..... جولیا نے جواب دیا۔

''غیر ذمہ داری کی حد ہوتی ہے۔ وقت کا تو ذرا بھی احساس نہیں ہے۔ جولیا تم چیف کو فون کرو اور اسے بتاؤ کہ عمران ابھی تک تمہارے فلیٹ نہیں پہنچا''...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھ میں تو ہمت نہیں ہے کہ میں چیف سے کسی کی شکایت کر

سکوں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو یہ بات تم چیف سے کہہ دو“۔ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر کا منہ لٹک گیا۔

”عمران ہمیں ہمیشہ اسی طرح خوار کرتا ہے اور تم لوگ اسے پر چڑھاتے ہو“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”عمران صاحب اگر وقت پر نہیں آ سکے تو یقیناً وہ نئے کے سلسلے میں کہیں مصروف ہوں گے“...... صدیقی نے کہا۔

”یہی باتیں، یہی باتیں تمہاری غلامانہ سوچ کی عکاس ہیں لوگ ذہنی طور پر عمران کے غلام بن چکے ہو“...... تنویر نے غ لہجے میں کہا تو ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”تم میری سچی باتوں پر ہنس لو۔ ایک نہ ایک دن تمہیں م باتوں کی سچائی کا احساس ہو جائے گا“...... تنویر نے بدستور غ لہجے میں کہا تو وہ سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ ان کے قہقہہ لگا پر تنویر کا موڈ اور زیادہ بگڑ گیا اور اس نے اپنے ہونٹ اس ط بھینچ لئے جیسے اس نے اب نہ بولنے کا عہد کر لیا ہو۔

”تنویر۔ عمران صاحب اتنے برے بھی نہیں ہیں جتنا تم ا سمجھتے ہو“...... خاور نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ وہ اتنا برا تو ہے نا۔ جتنا برا تم اسے سمجھتے ہو“...... ت نے کہا تو ان سب نے پھر قہقہہ لگایا۔

”کیا بات ہے تنویر۔ آج تمہیں عمران صاحب پر بہت غص رہا ہے“...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آج سے تمہاری کیا مراد ہے۔ مجھے تو ہمیشہ اس پر غصہ آتا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”آج تو تنویر خوب بول رہا ہے۔ لگتا ہے آج یہ عمران صاحب کو بولنے نہیں دے گا“...... چوہان نے تنویر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”میں تو اسے کبھی بھی نہ بولنے دوں۔ یہ تم ہی ہو کہ اس کی حمایت میں بول پڑتے ہو اور مجھے خاموش ہونا پڑتا ہے“...... چوہان کے تعریف کرنے پر تنویر نے پھیلتے ہوئے کہا۔

”تنویر کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ اگر ہم عمران کی باتوں پر توجہ نہ دیں اور اس کی باتوں پر قہقہے نہ لگائیں تو اس کی مسخری دم توڑ دے گی“...... جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا تو وہ خوشی سے کھل اٹھا۔

”یس۔ آج سب عہد کر لیں کہ عمران کی باتوں پر توجہ نہیں دیں اور اس کی جوکر ٹائپ باتوں پر بالکل نہیں ہنسنا۔ اگر ہم نے چند دنوں تک ایسا کر لیا تو وہ چند ہی دنوں میں تیر کی مانند سیدھا ہو جائے گا“...... تنویر نے کہا۔

”اوکے۔ آج سب سے پہلے جو عمران کی بات پر ہنسے گا وہ سب کو ڈنر کھلائے گا“...... نعمانی نے کہا۔

”میں نعمانی کی اس تجویز کی مکمل حمایت کرتا ہوں“...... تنویر نے اپنا سیدھا ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی نعمانی کی بات سے اتفاق ہے''...... خاور نے بھ
سیدھا ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا اور پھر باری باری سب نے
نعمانی کی تجویز کی حمایت کی۔ تنویر کا چہرہ اس طرح کھلا ہوا تھا
اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔ پھر اچانک ہی ڈور بیل بج
اور ڈور بیل بجتے ہی سب چونک پڑے۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب آئے ہیں۔ میں دروازہ
ہوں''...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیرونی درواز
طرف بڑھ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو عمران اس کے ساتھ تھا۔

''السلام علیکم یا اہل فلیٹ جولیا''...... عمران نے سٹنگ روم
داخل ہوتے ہی شوخ لہجے میں کہا۔

''وعلیکم السلام۔ آیئے عمران صاحب۔ تشریف رکھیئے''......
نے سنجیدہ لہجے میں سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران
سب کے چہروں کا جائزہ لیا وہ سبھی سنجیدہ دکھائی دے رہے تھے
پھر عمران صوفے پر بیٹھ گیا۔

''عمران۔ تم آدھ گھنٹہ لیٹ آئے ہو۔ تمہیں کسی کے وقت
ذرا بھی احساس نہیں ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تو تم سب کے چہرے اسی لئے لٹکے ہوئے ہیں کہ
دیر سے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ یہ ایک دو دن کی بات تو نہیں ہے۔ تم ہمیشہ
اسی طرح انتظار کراتے ہو''...... جولیا نے بدستور غصیلے لہجے میں

''پھر تو میری اس بات پر تمہیں غصہ کرنا ہی نہیں چاہئے''۔
ان نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی بات پر ہمیں غصہ کیوں نہیں کرنا
ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ایک آدمی ایک نجومی کے پاس گیا اور اس نے نجومی سے کہا
لہ جناب میرے حالات بہت خراب ہیں اور میری شادی بھی
ونے والی ہے۔ آپ بتائیں کہ میرے یہ حالات کب تک رہیں
گے۔ نجومی نے اس کا ہاتھ دیکھا اور کہنے لگا کہ شادی کے دس سال
بعد تک حالات کی وجہ سے تم بہت پریشان رہو گے۔ وہ آدمی خوش
ہو کر بولا اور دس سال بعد۔ نجومی نے جواب دیا کہ دس سال بعد تم
ان حالات کے عادی ہو جاؤ گے''...... عمران نے نجومی اور سائل کی
ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو تنویر بے ساختہ ہنس پڑا۔

''ڈنر۔ ڈنر''...... تنویر کے ہنستے ہی سب نے نعرہ بلند کیا تو
عمران نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

''تم بہت ہی شیطان ہو۔ تم نے مجھ پر ڈنر ڈیو کرا دیا ہے''۔
تنویر نے شرمندہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''میں نے۔ میں نے کیا کیا ہے بھائی جان''...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران کو حیران دیکھ کر چوہان نے اسے
شرط کے بارے میں بتایا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ
گئی۔

"چلو۔ ایک کنجوس کی جیب تو ہلکی ہو گی"...... عمران مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم سے زیادہ دعوتیں میں کھلا چکا ہوں۔ تم کبھی دعوت بھی دو تو کھانے کے بعد کہتے ہو کہ میں پرس گھر بھول آیا ہوں"
عمران کے کنجوس کہنے پر تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب ا
بار پھر ہنسنے لگے۔

"عمران ہنسی مذاق بہت ہو گیا۔ تم جس مقصد کے لئے آئے
اب وہ بات کرو"...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کاش کہ تم میرا مقصد میرے کہے بغیر بھی سمجھ سکو"...... عم
نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"فضولیات بند کرو اور کام کی بات کرو"...... جولیا نے
لہجے میں کہا۔

"ہمارے مقصد کو وہ فضول سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت آپ انہیں سمجھائیں"...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں انہیں کیا سمجھاؤں اور انہیں سے آپ کی کیا مراد
صفدر نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"پتا پتا۔ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے۔ جانے نہ جانے گل نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے"...... عمران نے شکایتی انداز م
تو صفدر کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔

"میں اب بھی آپ کا مطلب نہیں سمجھا عمران صاحب۔

کہنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"انسان جن پتوں پر تکیہ کرے اور وہی پتے ہوا دینے لگیں تو
ان کیا کر سکتا ہے"...... عمران نے بے چارگی سے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کیس کے بارے میں تفصیل بتانے کے
ئے آئے ہیں۔ کیس کیا ہے"...... چوہان نے عمران کو پٹڑی پر
ڑھانے کے لئے کیس کا ذکر چھیڑ دیا۔

"کیس بھی تو تبھی بنے گا نا جب صفدر نکاح کا خطبہ یاد کر لے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیس یعنی مشن کوئی بھی نہیں ہے۔ عمران نے چیف کو کوئی غلط انفارمیشن دے کر ہمارے سیر و سیاحت کے پروگرام کو غارت کیا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"تمہارا کہنا ہے کہ چیف نے عمران کی کسی غلط بات کو سنجیدہ لے لیا ہے"...... جولیا نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب میں اتنی جرأت بھی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ چیف کو غلط اطلاع دیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"مم۔ میں نے تو ایسے ہی ایک بات کہہ دی ہے۔ تم سب مجھ پر ناراض ہو رہے ہو جبکہ عمران کتنی بیکار باتیں کہہ جاتا ہے لیکن تم اس سے ناراض نہیں ہوتے"...... تنویر نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے بغیر سوچے سمجھے چیف کے متعلق غلط بات کہہ دی۔ جولیا نے ناراض لہجے میں کہا۔

"میں نے تو جو کچھ بھی کہا ہے عمران کے بارے میر ہے"...... تنویر نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے چیف کے بارے میں ایک غلط بات کہہ دی ہے تمہیں وہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔ اب اس بات کو رہنے دو تاکہ عمران سے کیس کے بارے میں پوچھ سکوں"...... جولیا نے بڑ ناراض لہجے میں کہا۔ جولیا کی بات سن کر تنویر خاموش ہو گیا جولیا نے عمران کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔ عمران۔ اب تم سنجیدہ ہو رہے ہو یا میں کوئی اور طر اپناؤں"...... جولیا نے عمران سے کہا۔

"اگر میں تم سے رنجیدہ ہو گیا تو پھر تم مجھے مناتی پھرو گی عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اٹھ کر فون کی طرف بڑھی۔

"ارے۔ ارے۔ رک جاؤ۔ کہاں جا رہی ہو"...... عمران اسے ٹیلی فون کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بوکھلا کر کہا۔

"جا کہیں بھی نہیں رہی۔ صرف ایک فون کرنا ہے مجھے"۔ ج نے رک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم چیف کو میری شکایت کرنے لگی ہو۔ را جاؤ۔ میں تمہیں کیس کے بارے میں بتا رہا ہوں"...... عمران

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا واپس آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ سب عمران کی صلاحیتوں سے واقف تھے۔ عمران نے نامی گرامی مجرموں کی گردنیں توڑ دی تھیں۔ چوٹی کے سیکرٹ ایجنٹوں کو لمحوں میں خاک میں ملا دیا تھا۔ وہ پراسرار، وحشت ناک اور دہشت ناک شیطانی مخلوق کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا تھا۔ کافرستان، اسرائیل اور ایکریمیا سمیت کئی ممالک کے حکمران اس کا نام سن کر پریشان ہو جاتے تھے اور وہی عمران ایکسٹو سے ایسے خوفزدہ نظر آ رہا تھا جیسے چوہا بلی سے خوفزدہ ہو۔ یقیناً ایکسٹو کی شخصیت ایسی تھی کہ عمران جیسا شخص بھی اس سے خوف کھاتا تھا۔

"اب تو میں نے ارادہ بدل دیا ہے لیکن آئندہ اگر تم نے ہمیں تنگ کیا تو میں لازماً چیف سے تمہاری شکایت کروں گی"...... جولیا نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہم سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا میں تنویر کو بھی تنگ نہ کروں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ تو اس کی بات سن کر جولیا ایک مرتبہ پھر صوفے سے کھڑی ہو گئی اور عمران پھر بوکھلا گیا۔

"بیٹھو۔ بیٹھو۔ ایک تو تم آج کل ناراض جلدی ہونے لگ گئی ہو"...... عمران نے جولیا سے کہا لیکن وہ نہ بیٹھی۔

"پلیز۔ بیٹھ جاؤ۔ میں کیس کی تفصیلات بتانے لگا ہوں"۔ عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور ایک بار پھر بیٹھ گئی۔

"پاکیشیا میں سیکرٹ گرلز آ گئی ہیں"...... عمران نے کہا تو ج نے اسے گھور کر دیکھا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ کسی فلم کا نام ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر کی بات سن کر جولیا ایک بار پھر کھڑی ہو گئی اور فون کی طرف بڑھی۔

"او کے۔ اپنے پردہ نشین ایکسٹو سے میری شکایت کر دو۔ اس سے کہنا کہ عمران ہمیں سیکرٹ گرلز نامی فلم کی کہانی سنا رہا ہے اور ہاں۔ فون کرتے وقت لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا تاکہ تمہارا چیف یہ بات سن کر تمہیں جو کچھ کہے وہ دوسرے بھی سن لیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا رک گئی اور اس کی شکل ایسی ہو گئی جیسے وہ ابھی رو دے گی۔

"میں بالکل سنجیدہ ہوں جولیا۔ آج سے پانچ سال پہلے کافرستان، روسیاہ، ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور اسرائیل سے پانچ کم سن لڑکیوں کا انتخاب کیا گیا۔ جن کی عمریں اس وقت بارہ بارہ تیرہ تیرہ سال تھیں اور یہ ایسی بچیاں تھیں جن کے باپ سیکرٹ ایجنٹ تھے اور وہ میرے یا تمہارے ہاتھوں مارے جا چکے تھے"...... عمران نے جولیا کے چہرے کے تاثرات دیکھے تو اس نے سنجیدہ لہجے میں بولنا شروع کر دیا اور پھر اس نے انہیں مکمل تفصیل بتا دی۔

"عمران صاحب۔ پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ کوئی راستے میں تو نہیں پڑا ہوا کہ یہ لڑکیاں اسے تباہ کر دیں گی"...... عمران سے تفصیلات

سننے کے بعد چوہان نے کہا۔

"بے شک۔ پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ محفوظ ہاتھوں میں ہے لیکن تم سیکرٹ ایجنٹوں کی خوبیوں اور خامیوں سے اچھی طرح واقف ہو گے کیونکہ تم خود بھی ایک سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ ایک سیکرٹ ایجنٹ پر کسی بھی ملک کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور ایک سیکرٹ ایجنٹ کمانڈوز کے کئی دستوں پر بھاری ہوتا ہے۔ اسپیشل سیکرٹ ایجنٹ اور سپر ایجنٹ عام سیکرٹ ایجنٹوں سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں اور ان پانچ لڑکیوں کی جو تربیت کی گئی ہے یہ سپر ایجنٹوں سے بھی بڑھ گئی ہیں اور پھر ان پانچوں میں ہمارے خلاف شدید نفرت کا جذبہ موجود ہے اور جذبہ ایک ایسی چیز ہے جو آتش نمرود میں بھی کود پڑتا ہے۔ سو ان پانچ لڑکیوں کو تم نظرانداز نہ کرو۔ انہیں پانچ ایٹم بم سمجھو اور ہم نے ان پانچ ایٹم بموں سے بچنا بھی ہے اور انہیں قابو بھی کرنا ہے"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ان کا پہلا ٹارگٹ تو آپ ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ مجھے اور میرے ایڈریس کو سب جانتے ہیں اور میرے ہی ذریعے وہ تم تک پہنچنے کی کوشش بھی کریں گی"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو عمران صاحب۔ آپ کو بہت محتاط رہنا چاہئے۔ جیسے ہی آپ ان کی نظروں میں آئیں گے وہ لڑکیاں آپ کی نظروں میں

آ جائیں گی''...... خاور نے کہا۔

''میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ تم ان لڑکیوں کو ایزی نہ لو لیکن تمہیں میری بات سمجھ نہیں آ رہی۔ تم انہیں بہت ہی معمولی لڑکیاں سمجھ رہے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب، ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اب انہیں اور ہمیں ہر لمحہ چوکس رہنا ہو گا۔ پانچ ممالک نے پانچ سال تک جن لڑکیوں کی تربیت کی ہے وہ عام لڑکیاں نہیں ہوں گی''...... صدیقی نے خاور سے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں بھی احساس ہو گیا ہے کہ یہ لڑکیاں انتہائی خطرناک ہوں گی اور ان پانچوں لڑکیوں پر ان ممالک کو اعتماد ہو گا تو انہوں نے انہیں بھیجا ہے''...... خاور نے کہا۔

''خدا تمہارا بھلا کرے۔ اب میری بات مکمل اور صحیح تمہارے ذہن میں بیٹھی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر عمران صاحب۔ آپ کیا لائحہ عمل اپنائیں گے''...... نعمانی نے کہا۔

''میں خاور کی بات پر عمل کرتے ہوئے نمایاں رہوں گا جبکہ تم لوگ لڑکیوں کے اس گروپ کو ٹریس کرنے کی کوشش کرو۔ پاکیشیا میں یقیناً ان کی مدد کرنے والے موجود ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں ہوٹلوں اور کلبوں پر زیادہ توجہ دینی ہو گی۔ خاص طور پر

ایسے ہوٹل اور کلب جن کے مالک غیر ملکی ہوں''...... جولیا نے ان سے کہا۔

''پھر تو اس کام کا آغاز ابھی ہو جانا چاہئے''...... صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یقیناً۔ ایسا ہی ہونا چاہئے''...... عمران نے صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم الگ الگ جائیں یا دو دو کے گروپ میں''...... چوہان نے عمران سے پوچھا۔

''بھئی۔ یہ بات تم اپنی ڈپٹی چیف سے پوچھو تو زیادہ بہتر ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''میرے خیال میں دو دو کے گروپ بنا لئے جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ تم نے فیصلہ کرنا ہے''...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پہلا گروپ صفدر اور تنویر کا ہو گیا۔ دوسرا چوہان اور نعمانی کا۔ تیسرا گروپ صدیقی اور خاور پر مشتمل ہو گا اور چوتھے گروپ میں عمران اور میں ہوں گے''...... جولیا نے گروپ تشکیل دیتے ہوئے کہا۔ گروپس کی تفصیل سن کر تنویر کا موڈ ایک بار پھر خراب ہو گیا لیکن وہ اس پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ گروپ جولیا نے تشکیل دیئے تھے۔

"اوکے۔ مس جولیا۔ اب ہم چلتے ہیں"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ سب چلے گئے۔ سب سے آخر میں عمران اور جولیا فلیٹ سے باہر آئے جولیا نے فلیٹ لاک کیا اور پھر وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔

"عمران کی نگرانی اس کے فلیٹ سے کیوں نہ کی جائے"۔ شردا پاؤ نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ سننے میں یہی آیا ہے کہ اس کے فلیٹ میں بہت کم لوگ آتے جاتے ہیں اور سیکرٹ ایجنٹ چونکہ خفیہ رہنے کے عادی ہوتے ہیں اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران عمران کے فلیٹ پر تو بالکل نہیں آتے ہوں گے"...... شلپا دیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہمیں چارمنگ ہوٹل پر ہی توجہ دینی ہو گی"...... شردا پاؤ نے کہا۔

"شلپا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تو ہم سنبھال ہی لیں گی۔ پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے۔ ہمارے مشن میں اس کی تباہی بھی شامل ہے"...... انجلینا نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ میں پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کے بارے میں بھی سوچ رہی ہوں اور میں نے شیفرڈ کے ذمے لگایا ہے کہ وہ کوئی ایسا آدمی ٹریس کرے جس کی ایٹمی پلانٹ میں بہت زیادہ اہمیت ہو۔ جیسے ہی کوئی ایسا آدمی ملا ہم اسے کور کر لیں گی''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''شلپا دیوی۔ہم اس آدمی کو کیسے کور کریں گی''...... روزا نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

''ہمارے پاس دنیا کا خطرناک ترین اسلحہ موجود ہے۔ ہم وہ اسلحہ استعمال کریں گی''...... شلپا دیوی نے جواب دیا۔

''خطرناک ترین اسلحہ۔تم کس اسلحے کی بات کر رہی ہو''۔ روزا نے حیران ہو کر کہا۔

''حسن، جوانی اور ادا یہ دنیا کے خطرناک ترین اسلحے میں شمار ہوتے ہیں''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو ہم علی عمران اور اس کے ساتھیوں پر یہ اسلحہ کیوں نہیں استعمال کر سکتیں''...... انجلینا نے کہا۔

''دوران ٹریننگ بتایا تو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عورت بیزار قسم کے لوگ ہیں۔ انہیں قلو پطرہ جیسی حسین عورت بھی اپنے حسن سے نہیں لبھا سکتی''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''مجھے تو اس بات پر بہت ہی حیرت ہے۔ کیا کوئی مرد کسی عورت

ے بیزار بھی ہو سکتا ہے''...... انجلینا نے کہا۔

''دوران ٹریننگ ہمیں جو کچھ بھی بتایا گیا ہے۔ سچ سچ بتایا گیا ہے۔ اس میں مبالغہ آرائی اور جھوٹ معمولی بھی شامل نہیں ہے''۔ رگریٹ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات میں جانتی تو ہوں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے یرت ہے''...... انجلینا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات حیرت انگیز ہے تو سہی لیکن یہی حیرت انگیز بات ہمیں ذہن نشین بھی رکھنی ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''مجھے تو بس ایک بات یاد ہے کہ علی عمران میرے پاپا کا قاتل ہے اور میں نے اس کے اتنے ٹکڑے کرنے ہیں کہ میرے پاپا کی روح کو سکون مل جائے''...... روزا نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''ہم سب کی یہی خواہش ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ ہم نے جذبات میں آ کر کوئی قدم نہیں اٹھانا۔ ہم نے تو پرسکون انداز میں اپنا کام کرنا ہے۔ پرسکون ذہن کے ساتھ ہی ہم بہتر انداز میں کام کر سکتے ہیں ورنہ ہمارا دشمن اتنا عیار اور چالاک ہے کہ اگر جذبات میں آ کر ہم سے کوئی لغزش ہو گئی تو نہ صرف وہ صاف بچ نکلے گا بلکہ ہمیں بھی وہ دوسری دنیا میں پہنچا دے گا''...... شلپا دیوی نے انہیں سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''شلپا۔ ہمیں ٹریننگ کی ایک ایک بات یاد ہے اور ہم اس پر عمل بھی کریں گی۔تم فکر نہ کرو''...... انجلینا نے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔ ہماری تربیت کوئی عام اند میں نہیں کی گئی بلکہ ہمیں بہت ہی خاص انداز میں ٹریننگ دی گ ہے''...... شلپا دیوی نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''شلپا۔ اب کیا پروگرام ہے۔ کیا ہم سب چارمنگ ہو چلیں''...... مارگریٹ نے شلپا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ سب کو ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فی الحال اور میں چلتی ہیں۔ اگر آج عمران اور اس کے ساتھی ڈنر کر آئے تو موقع کی مناسبت سے ہم اقدام کریں گی''...... شلپا دیو نے کہا۔

''اوکے۔ تم ہماری لیڈر ہو۔ ہم نے تمہارے حکم کی تعمیل کر ہے''...... مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری لیڈر نہیں ہوں بلکہ تمہاری بہن ہوں اور جس شخص نے تمہارے پاپا کا قتل کیا ہے اسی نے میرے پاپا کا قتل بھ کیا ہے اور یہ میرا تم سے ایک خاص رشتہ ہے''...... شلپا دیوی ن کہا۔

''میرے خیال میں ڈنر کا وقت ہونے والا ہے۔ تم دونوں چارمنگ ہوٹل پہنچو''...... روزا نے شلپا دیوی اور مارگریٹ سے مخاطب ہو ک کہا۔

''تم تینوں ڈنر کہاں کرو گی''...... شلپا دیوی نے ان تینوں سے پوچھا۔

''ڈنر ہم قریبی ہوٹل سے منگوا لیں گی۔ تم فکر نہ کرو''...... انجلینا نے جواب دیا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... شلپا دیوی نے کہا اور پھر وہ کمرے سے ہر آ گئیں۔ وہ کار میں سوار ہوئیں اور پھر کچھ دیر بعد وہ چارمنگ ہوٹل پہنچ گئیں۔ ہال میں ابھی بہت سی میزیں خالی تھیں۔ ان دونوں نے چند لمحے ہال کا جائزہ لیا اور پھر ایک میز کی طرف بڑھیں اور پھر وہ کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ وہ کرسیوں پر اس رخ بیٹھی تھیں کہ ان کا منہ داخلی دروازے کی طرف تھا۔ اس طرح وہ ہر آنے والے کو دیکھ سکتی تھیں۔

''یس مس''...... جیسے ہی وہ کرسیوں پر بیٹھیں ایک ویٹر نے ان قریب آتے ہوئے کہا۔

''صبر تو کرو۔ مرے کیوں جا رہے ہو''...... شلپا دیوی نے ویٹر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''اوکے مس''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور وہاں سے دور ہٹ گیا۔

''شانزہ۔ کہیں عمران میک اپ میں نہ ہو''...... مارگریٹ نے ایک خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''عام حالات میں تو کوئی بھی میک اپ میں نہیں رہتا''...... شلپا دیوی نے کہا اور پھر وہ دونوں مقامی انداز میں باتیں کرنے لگیں۔ اب لوگ بھی کافی تعداد میں آ رہے تھے اور ہال کی میزیں بھرتی جا

رہی تھیں۔ پھر ایک جوڑے کو دروازے میں دیکھ کر وہ چو
پڑیں۔ دروازے سے ایک غیر ملکی لڑکی جو کہ سوئس نژاد اور ا
مقامی نوجوان اندر داخل ہو رہے تھے۔ وہ اس نوجوان کو لاکھ
میں پہچان سکتی تھیں۔ اس نوجوان کی انہوں نے سینکڑوں تصویر
دیکھی تھیں۔ ٹریننگ کے دوران اس کی کئی فلمیں دکھائی گئی تھیں۔
ان کا سب سے بڑا دشمن علی عمران تھا۔ علی عمران کو دیکھتے ہی
دونوں کو ایسا محسوس ہوا جیسے ان کی رگوں میں دوڑنے والا خو
بہت زیادہ گرم ہو گیا تھا۔ لیکن انہوں نے خود پر قابو رکھا۔ ترب
کے دوران انہیں کول مائینڈڈ رہنے کی بھی ٹریننگ دی گئی تھی۔ عمرا
اور اس کی ساتھی لڑکی ایک میز پر جا کر بیٹھ گئے تو شلپا دیوی
ویٹر کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ ویٹر ان کے قریب آ گیا۔ یہ و
ویٹر تھا جو پہلے ان کے پاس آ چکا تھا۔

"پہلے تو ہمارے بیٹھتے ہی تم ہم پر نازل ہو گئے تھے۔ اب
اتنی دیر سے بیٹھی ہوئی ہیں تم نے ہمارا حال تک نہیں پوچھا"۔ ش
دیوی نے گلہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

"جی مس۔ حکم دیجئے"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھوک لگی ہے۔ کیا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ گے"...... شلپا دیو
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ انتہائی قاتلانہ تھی جو کسی
بھی گھائل کر سکتی تھی لیکن ویٹر اس کی مسکراہٹ کا جواب مسکراہ
سے نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے ہر حال میں گاہک کی عزت کر

تھی اور گاہک کے سامنے مؤدبانہ رہنا تھا کیونکہ انہیں یہی ہدایت
ہی جاتی تھی کہ گاہک ان کے ساتھ جیسے چاہیں پیش آئیں۔ انہوں
نے ہمیشہ گاہک کے سامنے مؤدبانہ ہی رہنا ہے اور ویٹرز ہمیشہ اس
بات کو مدنظر رکھتے تھے۔

"یس مس"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہیں
مینو پیش کر دیا۔ شلپا دیوی نے اپنی اور مارگریٹ کی پسند کا آرڈر
نوٹ کرایا۔ ویٹر نے آرڈر نوٹ کیا اور چلا گیا۔ اس کے بعد ایک
نظر عمران کی طرف دیکھنے کے بعد شلپا نے اپنی نظریں پھیر لیں۔
اس کے اندازے کے مطابق عمران بھی کھانے کا آرڈر دے رہا
تھا۔ کچھ دیر بعد ان کے آرڈر کے مطابق ویٹر نے کھانا ان کی میز
پر پہنچا دیا تو انہوں نے کھانا شروع کیا۔

"شانزہ۔ اب تم نے کیا سوچا ہے"...... کھانے کے دوران
مارگریٹ نے شلپا دیوی سے پوچھا۔ اس نے شلپا دیوی کا نام بھی
نہیں لیا تھا اور بات بھی آہستہ آواز میں کی تھی۔ گو کہ ان کے ارد
گرد سب لوگ اپنی اپنی باتوں میں اور کھانے میں مصروف تھے۔
اس کے باوجود وہ محتاط تھیں۔

"لگتا ہے آج عمران کے اور ساتھی نہیں آئے۔ صرف یہی
ایک لڑکی اس کے ساتھ آئی ہے"...... شلپا دیوی نے بھی آہستہ سے
کہا۔

"ہاں۔ بتایا تو یہی جاتا ہے نا کہ عمران کے ساتھیوں میں ایک

سوئس لڑکی بھی شامل ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''ہاں۔ ٹریننگ کے دوران یہ بات کئی بار بتائی گئی تھی''...... دیوی نے کہا۔

''شانزہ۔ میں نے پوچھا تھا کہ اب کیا کرنا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''فی الحال تو ان کا تعاقب کریں گے۔ اگر ہوٹل سے نکل کر سوئس لڑکی عمران سے الگ ہو گئی تو پھر اس لڑکی کا تعاقب کریں گے اور اس کا ٹھکانہ دیکھیں گے۔ عمران کی رہائش تو ہمیں معلوم ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کی ٹیبل کی طرف دیکھا۔ عمران کی ٹیبل پر بھی کھانا سرو کر دیا گیا تھا۔ عمران اور سوئس لڑکی کھانا کھا رہے تھے۔

''ہمیں ان سے پہلے ہی کھانے سے فارغ ہو جانا چاہیے''...... مارگریٹ نے کہا تو شلپا دیوی نے اثبات میں سر ہلایا اور کھانے میں ان کے ہاتھ تیز ہو گئے۔ چند منٹوں میں وہ دونوں کھانے سے فارغ ہو گئیں۔ جیسے ہی وہ کھانے سے فارغ ہوئیں ویٹر ان کی ٹیبل سے برتن اٹھا کر لے گیا۔ ویٹر کو انہوں نے چائے کا آرڈر دے دیا تھا۔ چند ہی لمحوں بعد انہیں چائے سرو کر دی گئی۔ چائے پینے کے دوران انہوں نے ایک بار پھر علی عمران کی ٹیبل کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ابھی کھانا کھا رہے تھے۔ انہیں کھانے میں مصروف دیکھ کر وہ اطمینان سے چائے پینے لگیں۔ کچھ دیر کے

عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کھانے سے فارغ ہو گئے اور پھر انہیں بھی چائے سرو کر دی گئی جبکہ وہ دونوں چائے بھی پی چکی تھیں۔ انہوں نے ویٹر کو بلا کر بل لانے کے لئے کہا۔ ویٹر نے بل لا دیا اور شلپا دیوی نے اسے ایک بڑا نوٹ تھما دیا۔

''بل کی ادائیگی کے بعد جو رقم بچ جائے وہ تم رکھ لینا''...... شلپا دیوی نے کہا تو ویٹر خوش نظر آنے لگا۔

''چلیں مرینہ''...... مارگریٹ نے کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں اور دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔ چند لمحوں بعد وہ پارکنگ میں موجود اپنی کار کے قریب پہنچ گئیں اور وہ کار میں بیٹھ گئیں لیکن انہوں نے کار کی لائٹس نہ جلائیں۔ شلپا ڈرائیونگ سیٹ پر جبکہ مارگریٹ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی اور ان کی نظریں ہال کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔ ہال کا دروازہ دودھیا روشنی میں نہایا ہوا تھا اور ہر آنے جانے والا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کار میں بیٹھے انہیں تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ انہوں نے علی عمران اور سوئس لڑکی کو دروازے پر دیکھا اور وہ چوکس ہو گئیں۔ علی عمران اور سوئس لڑکی پارکنگ میں ایک طرف بڑھے۔ ان کی کار سے تھوڑے سے فاصلے پر سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اسی کار میں سوار ہو گئے۔ پھر کار سٹارٹ ہو کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔ شلپا دیوی نے بھی کار سٹارٹ کر لی۔ جب سرخ سپورٹس کار گیٹ سے باہر نکل گئی تو شلپا نے کار آگے بڑھائی۔

چند لمحوں بعد وہ بھی گیٹ سے باہر آ گئیں۔ جس طرف سپور کار گئی تھی اس نے بھی کار اسی طرف موڑ دی۔ چند لمحوں بعد ا سپورٹس کار نظر آ گئی۔ وہ بہت ہی محتاط انداز میں تعاقب کر لگیں۔ اس وقت سڑک پر ٹریفک کا رش تھا۔ ان کی اور س سپورٹس کار کے درمیان کافی کاریں تھیں۔ اس لئے شلپا دیوی ا مارگریٹ کو یقین تھا کہ عمران جتنا بھی ہوشیار اور عیار سہی۔ ا حالت میں اپنے تعاقب سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ تقریباً پندرہ م کی مناسب رفتار کی ڈرائیونگ کے بعد سرخ سپورٹس کار ایک پلا کے سامنے رکتی نظر آئی۔ سرخ سپورٹس کار کو رکتے دیکھ کر شلپا دی نے نہ تو اپنی کار روکی اور نہ ہی کار کی رفتار آہستہ کی۔ وہ اسی ر سے سپورٹس کار سے آگے نکلتی چلی گئی۔ البتہ انہوں نے پلازہ کا ن پڑھ لیا تھا۔ پلازہ کا نام سٹی پلازہ لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے جولیا بھی کار سے نیچے اترتے دیکھ لیا تھا۔ کافی آگے جا کر شلپا نے ک فٹ پاتھ کے قریب روک لی۔

"شلپا۔ اب کیا پروگرام ہے تمہارا"...... مارگریٹ نے ش دیوی سے پوچھا۔

"عمران کی ایک ساتھی کی رہائشی بلڈنگ تو ہم نے دیکھ لی۔ لیکن اس وقت اس بلڈنگ میں اس کے فلیٹ کو تلاش کرنا منا نہیں ہو گا۔ آج کے لئے اتنی کامیابی بہت ہے۔ باقی کام کریں گے"...... شلپا دیوی نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ہمیں ہدایت بھی یہی کی گئی ہے کہ ہم دھیمے دھیمے انداز میں کام کریں۔ جلد بازی ہرگز نہ کریں"...... مارگریٹ نے کہا تو شلپا دیوی نے کار آگے بڑھائی اور پھر واپس موڑ لی۔ اس کا ارادہ واپس ظفر کالونی جانے کا تھا۔ سٹی پلازہ کے قریب سے گزرتے ہوئے ان دونوں نے ایک بار پھر غور سے پلازہ کو دیکھا اور پھر شلپا دیوی نے کار کی رفتار تیز کر دی۔

عمران سارا دن ہوٹلوں اور کلبوں میں گھومتا رہا تھا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ تھی۔ تمام دن گزر گیا تھا لیکن اسے کوئی بھی ایسی لڑکی نظر نہیں آئی تھی جس نے اس پر کوئی خاص توجہ دی ہو۔ کچھ خواتین اور لڑکیوں نے اسے پسندیدگی سے ضرور دیکھا تھا لیکن یہ معمول بات تھی۔ اس کی وجاہت اور شکل وصورت کو دیکھ کر کئی عورتیں اور لڑکیاں اسے پسندیدہ نظروں سے دیکھتی تھیں لیکن جب عمران ان پر توجہ نہیں دیتا تھا تو وہ آہ بھر کر رہ جاتی تھیں۔ ایسی ہی پسندیدہ نظروں سے اسے آج بھی کئی خواتین نے دیکھا تھا۔ اور ان تمام خواتین میں سے اسے ایک خاتون بھی ایسی نظر نہیں آئی تھی جس پر وہ سیکرٹ ایجنٹ ہونے کا شک کرتا۔

رات کو ڈنر کا وقت ہوا تو عمران اور جولیا چارمنگ ہوٹل میں آ گئے۔ چارمنگ ہوٹل کا افتتاح دو ماہ پہلے ہی ہوا تھا اور ان دو ماہ

میں اس ہوٹل نے اپنے کھانوں کے معیار اور لذت کی وجہ سے، کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران ایک ماہ سے اسی ہوٹل میں ڈنر کر رہے تھے۔ لہٰذا آج بھی بھوک، کا احساس ہوتے ہی عمران چارمنگ ہوٹل میں آ گیا تھا۔

”وہ ملتی کیوں نہیں جس کی مجھے تلاش ہے“...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ تو کب سے تمہارے سامنے ہے۔ اب تمہاری آنکھوں پر پردے پڑے ہوں تو کیا کیا جائے“...... جولیا نے سر جھکائے ہوئے کہا تو بے اختیار عمران کا ہاتھ اپنے سر پر پہنچ گیا اور وہ بلاوجہ ہی سر پر خارش کرنے لگا۔ پھر وہ جولیا کو اس بات کا کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ ویٹر ان کے قریب آ گیا۔

”آرڈر سر“...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مینیو کارڈ عمران کی طرف بڑھایا۔

”تمہارے ہوٹل میں کوئی ایسی چیز ہے جس سے آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے ہٹائے جا سکیں“...... عمران نے ویٹر سے پوچھا۔

”یس سر۔ ہمارے ہوٹل میں ایسی چیز بھی موجود ہے جو آنکھیں کھول دیتی ہے“...... ویٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ بھئی کیا چیز ہے وہ“...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ کھانے کا بل''...... ویٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا عمران کے ساتھ ساتھ جولیا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ وی کی اس دلچسپ بات نے ان دونوں کو ہی خوب محظوظ کیا تھا۔ چن لمحوں تک ہنسنے کے بعد عمران نے اسے آرڈر نوٹ کرا دیا اور پھ تھوڑی ہی دیر میں ان کی ٹیبل پر کھانا سرو کر دیا گیا۔

''ویٹر کے بقول اس ہوٹل کا بل آنکھیں کھول دیتا ہے۔ تم ایک مہینے سے اس ہوٹل میں آ رہے ہو۔ تمہاری آنکھیں کیوں نہیں کھلیں''...... کھانا کھانے کے دوران جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''اس لئے کہ میرے اس قسم کے بلوں کا بوجھ سوپر فیاض کی جیب برداشت کرتی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنسنے لگی۔ عمران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''تم بھی بہت بڑے شیطان ہو نجانے اس بے چارے کو کیسے کیسے بلیک میل کرتے رہتے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''کبھی اس بیچارے کے بارے میں بھی سوچ لیا کرو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم بیچارے نہیں ہو۔ تم تو بہت بڑے بلیک میلر، ظالم، اور سنگدل انسان ہو''...... جولیا نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ کھانے کے بعد انہوں نے چائے منگوالی۔

''مجھ جیسے معصوم اور بھولے بھالے انسان کو تم بلیک میلر اور ظالم کہہ رہی ہو۔ اللہ تم سے پوچھے گا''...... عمران نے کہا۔

''بالکل۔ تم شکل سے معصوم اور بھولے بھالے ہی نظر آتے ہو لیکن ہو تم انتہائی ظالم اور سنگدل۔ تمہارا ظاہر اور باطن مختلف ہے ور تمہیں معلوم ہے کہ جس کا ظاہر اور باطن مختلف ہو اسے کیا کہتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اس وقت تو تم ظالمانہ اور سنگدلانہ باتیں کر رہی ہو''۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چائے کا خالی کپ بھی میز پر رکھ دیا۔ جولیا نے بھی چائے کا آخری گھونٹ لیا اور کپ میز پر رکھ دیا جبکہ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔

''کیا ہوا۔ ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو''...... جولیا نے عمران کو ادھر ادھر دیکھتے دیکھا تو اس سے پوچھا۔

''لگتا ہے کہ آج پھر سلیمان نے میری جیب پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ جیب میں کوئی پیسہ نہیں ہے''...... عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

''میرے سامنے زیادہ ڈرامے بازی نہ کیا کرو۔ سیدھی بات کیا کرو کہ تم بل ادا نہیں کرنا چاہتے۔ کنجوس''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور پھر اس نے ویٹر کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

''یس مس''...... ویٹر نے ان کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بل لے آؤ''...... جولیا نے کہا تو ویٹر واپس مڑ گیا اور چند لمحوں بعد وہ بل لے آیا۔ جولیا نے بل کے ساتھ اسے ٹپ بھی دی

اور اس کے بعد وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔

''عمران۔ وہ سیکرٹ گرلز پاکیشیا پہنچی بھی ہیں یا نہیں''...... کا میں بیٹھتے ہوئے جولیا نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہارے چیف کو غلط اطلاع موصو ہوئی ہے اور اس نے تصدیق کئے بغیر یہ کارروائی شروع کرا د ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کار سٹارٹ کر کے آ بڑھائی اور ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

''وہ گرلز ابھی تک ہم میں سے کسی کو نظر نہیں آئیں نا''۔ جو نے کہا۔

''ہماری فیلڈ میں بعض اوقات حالات و واقعات اتنے تیز جاتے ہیں کہ ہم ان میں بے اختیار بہے چلے جاتے ہیں اور بعض اوقات ہمیں انتظار جیسی صعوبت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اگ آج ہمیں وہ سیکرٹ ایجنٹ گرلز نظر نہیں آئیں تو ممکن ہے کہ کل نظ آ جائیں یا ہمارا ان کا آمنا سامنا پرسوں ہو جائے''...... عمران ۔ کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو عمران۔ ہم ان گرلز کو ڈھونڈ رہے ہیں اور وہ ہمیں ڈھونڈ رہی ہوں گی۔ اتنے بڑے شہر میں کسی کو تلاش ک لینا آسان تو نہیں ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سٹی پلازہ قریب آ رہا ہے۔ تمہیں یہیں اتار دوں یا تم میر ساتھ میرے فلیٹ چلو گی''...... عمران نے کہا۔

''میرا فلیٹ کب سے منتظر ہے کہ تم کب آ کر مستقل اس میں بسیرا کرتی ہو''...... عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کسی بھی وقت ایک قاضی اور چند گواہوں کو لے کر میرے فلیٹ آ جاؤ اور اپنے فلیٹ کا انتظار ختم کرا دو''...... جولیا نے سادہ سے لہجے میں کہا لیکن ساتھ ہی اس نے گردن بھی جھکا لی۔ یہ بات کہتے ہوئے اس کے چہرے پر شفق رنگ بھی بکھر گئے تھے۔ اسی وقت عمران نے ایک جھٹکے سے کار بھی روک لی کیونکہ وہ سٹی پلازہ کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ جولیا کار سے نیچے اتر آئی۔

''انشاء اللہ۔ کل پھر ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اگلی صبح عمران ناشتے سے فارغ ہو کر دانش منزل پہنچ گیا۔ آج بھی اس نے ناشتہ جلدی کر لیا تھا۔ وہ دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد وہ دونوں اپنی اپنی مخصوص کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ ملٹی کنٹری کی سیکرٹ گرلز کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چلا''...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

''پتہ لگ جائے گا۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کہیں وہ کوئی کارروائی کر کے ہمیں کوئی نقصان ہی نہ پہنچا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ان کا مکمل مشن ہمارے سامنے ہے۔ ان کے مشن کے حصے ہیں۔ جب تک وہ پہلا حصہ مکمل نہیں کر لیتیں دوسرے حصے سوچ بھی نہیں سکتیں کیونکہ ان پر واضح کر دیا گیا ہے کہ جب تا ہم زندہ ہیں پاکیشیا کو نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ لہٰذا ہمارے خا کے لئے آخرکار انہیں ہم تک پہنچنا پڑے گا''...... عمران نے کہا بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ میں نے آپ سے چائے کا نہیں پوچھا''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ اب پوچھ لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کھڑا ہو گیا۔

''میں آپ سے پوچھتا نہیں ہوں بلکہ بنا کر لے آتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھا تو عمران نے ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ جلد والی ایک ڈائری نکال لی۔ اس ڈائری میں فون نمبر درج تھے۔ وہ ڈائری کے ورق پلٹنے لگا۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں۔ اسی وقت بلیک زیرو بھی چائے بنا کر لے آیا۔ اس نے عمران کو مصروف دیکھا تو چائے کا کپ اس نے خاموشی سے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ نمبر دیکھنے کے بعد عمران نے ڈائری بند کر کے واپس دراز میں رکھ دی اور پھر اس نے چائے کا کپ اٹھا لیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کسی کو فون کرنا چاہتے ہیں''...... بلیک

یرو نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ پتہ تو کریں کہ ان لڑکیوں نے ایکریمیا میں کہاں ینگ حاصل کی ہے اور کس کس آدمی نے انہیں ٹریننگ دی ہے''۔ مران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے پائے کا خالی کپ میز پر رکھا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا ور نمبر پریس کرنے لگا۔

''زگام انٹرنیشنل''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مسٹر زگام سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پلیز سر۔ چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ زگام سپیکنگ''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نائی بوائے تم۔ آج بہت عرصے بعد تم نے یاد کیا ہے''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''میری کوشش ہوتی ہے کہ میں زکام سے بچا رہوں۔ نزلہ، زکام اور کھانسی بہت بڑی بیماریاں ہیں۔ ایک فرد سے دوسرے فرد کو

لگ جاتی ہیں“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے قہقہہ ا
گیا۔

”تمہاری باتیں ابھی تک ویسے ہی شوخ وچنچل ہیں ؛
بوائے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہاری زبان میں ایک بیماری کا نام ز
ہے لیکن میں زکام نہیں بلکہ زگام ہوں“...... زگام نے ہنستے ہو
کہا۔

”ایک ہی بات ہے انکل زکام۔ اوہ سوری زگام۔ تم یہ بتاؤ
تمہارا نیٹ ورک کیسے چل رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”تم نہایت ہی مطلبی ہو۔ بغیر مقصد کے تم کال کر ہی نہ
سکتے۔ اس لئے تمہاری آواز سنتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ اگر تم
اتنے عرصے بعد مجھے یاد کیا ہے تو ضرور تمہیں کوئی مطلب
گا“...... زگام نے بدستور مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”انکل زکام۔ اوہ سوری۔ انکل زگام میرے بارے ؛
تمہارے خیالات اچھے ہیں“...... عمران نے بھی مسکراتے ہو
کہا۔

”اب بولو۔ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو“...... دوسری طرف
سے زگام کی آواز سنائی دی۔

”آج سے پانچ سال پہلے کافرستان نے ایکریمیا، روسیا
گریٹ لینڈ اور اسرائیل کے حکام کو آئیڈیا دیا کہ پانچ ایسی کم ع
لڑکیوں کو سیکرٹ فیلڈ کی تربیت دی جائے جن کے والد سیکر

ہٹ رہے ہوں اور وہ پاکیشیا کے خلاف کام کرتے ہوئے پاکیشیا
برٹ سروس یا میرے ہاتھوں مارے گئے ہوں۔ ان ممالک کو
افرستان کی یہ تجویز بہت پسند آئی اور پانچ ایسی لڑکیوں کا انتخاب
لر لیا گیا۔ اس کے بعد ان کی ایکریمیا میں ٹریننگ شروع ہو گئی۔
نچ سال تک یہ ٹریننگ ہوتی رہی اور اب یہ ٹریننگ مکمل ہو گئی
ہے اور وہ لڑکیاں جن کی عمریں اس وقت تقریباً اٹھارہ انیس سال
یں۔ پاکیشیا پہنچ چکی ہیں تاکہ وہ اپنے مقتولین کا بدلہ لے سکیں“۔
مران نے زگام کو مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”سب کچھ تو تمہیں معلوم ہے لڑکے۔ اب کیا معلوم کرنا چاہتے
ہو“...... دوسری طرف سے زگام نے پوچھا۔

”تم صرف اتنا معلوم کر دو کہ ان کی تربیت ایکریمیا کے کس
شہر میں ہوئی اور انہیں تربیت دینے والے کون کون لوگ تھے“۔
عمران نے کہا۔

”یہ معلوم کر کے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہو گا“...... دوسری طرف
سے زگام کی آواز سنائی دی۔

”ان کے اساتذہ کے بارے میں جان کر مجھے ان لڑکیوں کی
صلاحیتوں کا صحیح اندازہ ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں یہ معلوم کرتا ہوں تم صرف آدھے گھنٹے بعد مجھے
فون کر لینا“...... زگام نے کہا۔

”اس کا معاوضہ اور اپنا بینک اکاؤنٹ نمبر کی دیگر تفصیل بھی بتا

دو"...... عمران نے کہا۔

"معاوضہ صرف دو ہزار ڈالر بھیج دینا اور بینک اکاؤنٹ تفصیلات نوٹ کر لو"...... دوسری طرف سے زگام نے کہا اور اس نے اپنے بینک اکاؤنٹ کی تفصیلات بتا دیں جو بلیک زیرو نوٹ کر لیں۔ بلیک زیرو نے پہلے ہی کاغذ اور قلم اٹھا لیا تھا۔ عم کی زگام سے گفتگو سے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے بی اکاؤنٹ کی تفصیلات لکھنی پڑیں گی۔

"اوکے۔ تھینک یو اینڈ گڈ بائے"...... عمران نے کہا اور پھر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ زگام کی بات ٹھیک ہے۔ ان معلومات ہمیں کوئی خاص فائدہ نہیں ہونا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے زگام کو بتایا تو ہے کہ مجھے ان لڑکیوں کی صلاحیتوا صحیح اندازہ ہو جائے گا اور میں یہ بھی اندازہ لگا لوں گا کہ ان نے کس انداز میں کام کرنا ہے"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہ

"جی ہاں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان لڑکیوں نے کس ا میں کام کرنا ہے تو اس سے ہمیں فائدہ پہنچ سکتا ہے"...... بلیک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے کہ تمہیں میری بات سمجھ تو آئی۔ اب چائے کا ا اور کپ پلا دو تا کہ یہ آدھ گھنٹہ تو گزر سکے"...... عمران نے کہا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے بنا کر

آیا۔

"عمران صاحب۔ ہمارے دشمن بار بار ہم سے شکست کھاتے ہیں پھر بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے"...... بلیک زیرو نے چائے کا کپ عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"وہ یہی سوچتے ہوں گے کہ کبھی نہ کبھی تو کامیاب ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ان شاء اللہ۔ ایسا وقت کبھی نہیں آئے گا۔ میرا یقین ہے کہ باطل، حق پر کبھی غالب نہیں آ سکتا"...... بلیک زیرو نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ"...... عمران نے بھی کہا اور پھر اس نے میز پر رکھا ا چائے کا کپ اٹھا لیا۔

"عمران صاحب۔ کافرستان، گریٹ لینڈ، روسیاہ، اسرائیل اور یکریمیا مختلف مذاہب کے ملک ہیں۔ گریٹ لینڈ اور ایکریمیا کا ہب ایک ہے جبکہ باقی تینوں ممالک کے مختلف مذاہب ہیں۔ یہ لف مذاہب کے لوگ اسلام دشمنی میں متحد ہو سکتے ہیں تو پھر ہم سلمان جن کا ایک دین ہے ہم متحد کیوں نہیں ہو سکتے"...... بلیک یرو نے جذباتی لہجے میں کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"طاہر۔ میں بھی دعا کرتا ہوں اور تم بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ یں متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم مسلمانوں میں پیار اور حبت بڑھائے"...... عمران نے طویل سانس لینے کے بعد بلیک زیرو

سے کہا۔

''آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کرے''...... بلیک زی نے دعائیہ لہجے میں کہا تو عمران نے وال کلاک کی طرف دیکھ زگام کو فون کئے نصف گھنٹہ ہو گیا تھا۔ لہذا اس نے ٹیلی فون طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر ری ڈائل کا بٹن پریس کر دیا۔

''زگام انٹرنیشنل''...... رابطہ ملنے پر پہلی والی نسوانی آواز س دی۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مسٹر زگام سے با کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ چند سیکنڈ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس۔ زگام سپیکنگ''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دو طرف سے زگام کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''تمہارا خیال ہے کہ اگر تم اپنی ڈگریاں نہیں بتاؤ گے تو تمہیں لوگ نہیں پہچانیں گے''...... زگام نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جس طرح لوگ تخلص کو اپنے نام کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ لگتا کہ یہ ڈگریاں میرے نام کا حصہ ہیں''...... جواب میں عمران بھی ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ ایک بات سچ سچ بتاؤ کہ تم نے یہ ڈگریاں واقعی حاصل کی ہوئی ہیں یا صرف ہم جیسے لوگوں پر رعب ڈالنے کے لئے یہ اپنے نام کے ساتھ لگائی ہوئی ہیں''...... دوسری طرف سے زگام نے کہا۔

''تمہیں سچ نہیں بتانا چاہئے کیونکہ تم سچ بیچ دیتے ہو''...... عمران نے کہا تو زگام نے قہقہہ لگایا۔

''یہ تو میرا پروفیشن ہے ناٹی بوائے''...... زگام نے قہقہہ لگانے کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پروفیشن سے یاد آیا کہ میں نے بھی آپ کے ذمہ ایک کام لگایا تھا بلکہ میں تو یوں کہوں کہ آپ سے ایک سچ کا سودا کیا تھا''...... عمران نے زگام سے کہا۔

''ان لڑکیوں کی ٹریننگ ایکریمیا کی ریاست ٹکاس میں ہوتی رہی ہے۔ ان کی جسمانی تربیت باچان کے مارشل آرٹ کے ماسٹر شکاتر، ایکریمیا کے جان ولسن، روسیاہ کے ہابا گوف، کافرستان کے کرنل رمیش اور گریٹ لینڈ کے ماسٹر نے کی ہے۔ تم جانتے ہو کہ شکاتر کے علاوہ باقی افراد چوٹی کے سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور ماسٹر ان کے مشن کا نگران بھی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی ذہنی اور روحانی تربیت ڈاکٹر شمعون نے کی ہے۔ شمعون یہودی ہے اور اپنی فیلڈ میں اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ یہ لڑکیوں کے وہ انسٹرکٹر ہیں جنھوں نے لڑکیوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارہ ہے۔ چند اور لوگ بھی ہیں

جنہوں نے دو دو تین تین مہینے ان لڑکیوں کو ٹریننگ دی ہے
زگام نے عمران کو لڑکیوں کے ٹیچرز کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا

"یہ سب نام میں نے سنے ہوئے ہیں۔ او کے زگام ت شکریہ"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا بھی شکریہ علی عمران کہ تم نے مجھے یاد کیا۔ گڈ بائی دوسری طرف سے زگام نے کہا۔

"او کے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ر کریڈل پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا اب آپ ان لڑکیوں کے بارے اندازہ لگا سکیں گے"...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"کوشش تو کی جا سکتی ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اندا بس اندازہ ہی ہوتا ہے اسے حتمی بات نہیں سمجھنا چاہئے۔ انسا اندازہ درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آج لڑکیوں کی تلاش کا کام ہو گا"...... بلیک زیرو نے عمران سے ب تو عمران کے ہونٹوں پر ہنسی آ گئی۔

"آپ مسکرا رہے ہیں۔ شاید میں نے کوئی غلط بات کہہ ہے"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تم نے غلط بات نہیں کہی بلکہ میں تمہارے لفظ لڑکیوں تلاش پر ہنس رہا ہوں۔ لڑکیوں کی تلاش کا کام مائیں کرتی ہیں

ہے کہ پہلے وقتوں میں بیٹے کے لئے لڑکی تلاش کرتے کرتے ماں کے جوتے گھس جاتے تھے۔ پھر کہیں جا کر کوئی لڑکی ملتی تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ لیکن میں ان لڑکیوں کی بات نہیں کر رہا جنہیں رشتے کے لئے تلاش کیا جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایک لمحے کے لئے تم اپنے ذہن میں یہ تصور پیدا کرو کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے والد ہو اور ان کے لئے لڑکیاں تلاش کرنا تمہارا فرض ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب باپ ہی غیر شادی شدہ ہے تو وہ بچوں کی شادیوں کے لئے کیا رشتے تلاش کرے گا"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران زور سے ہنسنے لگا۔

"یہ تم نے کیا کہہ دیا ہے طاہر۔ یعنی تم باپ بھی ہو اور غیر شادی شدہ بھی ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے تو محاورتاً مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا باپ کہا تھا اور اب آپ ہی اس طرح بات بنا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوں گی پہلے میں جولیا کو فون پر چند ہدایات دے لوں"...... عمران نے کہا۔ اس کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد

دوسری طرف بیل جانے لگی۔ دوسری طرف بیل کافی دیر تک بجتی رہی لیکن جولیا نے رسیور نہ اٹھایا۔

”کہاں گئی یہ جولیا۔ فون کیوں نہیں اٹھا رہی“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جب کافی دیر تک جولیا نے رسیور نہ اٹھایا تو اس نے انگلی مار کر کریڈل دبا دیا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر وہ جولیا کے موبائل فون نمبر پریس کرنے لگا لیکن موبائل فون آف تھا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور چند لمحوں بعد پھر جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگا۔ اب بھی جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔ کافی دیر تک بیل جاتی رہی لیکن رسیور نہ اٹھایا گیا تو عمران کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئیں۔

”عمران صاحب۔ موبائل فون کے آف ہونے کا مطلب تو یہی ہے کہ موبائل فون کا مالک بے ہوش ہو گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ میں خود جا کر دیکھتا ہوں“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

”تم دونوں کے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب لوٹی ہو“...... روزا نے مارگریٹ اور شلپا دیوی سے کہا۔ وہ دونوں ابھی اپنی رہائش گاہ پر پہنچی تھیں اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

”ہاں۔ تھوڑی سی کامیابی ملی ہے“...... مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور یہ تھوڑی سی کامیابی جلد ہی مکمل کامیابی میں بدل جائے گی“...... شلپا دیوی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمیں تفصیل سے بتاؤ۔ تم کیا کر کے آ رہی ہو“...... شردا پاؤ نے ان سے کہا۔

”ٹریننگ کے دوران ہمیں بتایا گیا تھا کہ علی عمران کے ساتھیوں میں ایک لڑکی بھی ہے“...... مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل بتایا گیا تھا۔ تو کیا تم نے وہ لڑکی تلاش کر
ہے"...... انجلینا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آج چارمنگ ہوٹل میں علی عمران کے ساتھ صرف
لڑکی تھی۔ ڈنر کے بعد علی عمران نے اسے یہاں کے سٹی پلازہ
سامنے ڈراپ کیا ہے اور وہ لڑکی ہمارے سامنے ہی سٹی پلازہ
اندر گئی ہے"...... شاپا دیوی نے کہا۔

"ویری گڈ۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اسے ہی اغوا کر لیں تو
ہمیں اپنے باقی ساتھیوں کے بارے میں بتا سکتی ہے"...... شردا
نے شلپا دیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتی ہو لیکن سٹی پلازہ ایک مصروف ترین روڈ
ہے۔ وہاں سے جولیا کا اغوا بہت مشکل ہو جائے گا"...... مارگریہ
نے شردا پاؤ سے کہا۔

"مجھے سوچنے دو۔ میں اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالتی ہوں"۔ شا
دیوی نے کہا اور پھر کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"گڈ۔ میں نے ایک پلان بنا لیا ہے"...... کچھ دیر کے بعد شا
دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا پلان آیا ہے۔ تمہارے ذہن میں"...... انجلینا نے کہا۔
باقی لڑکیوں کی نظروں میں بھی یہی سوال تھا۔

"رات کا آخری پہر دنیا بھر میں ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب
ہر کوئی نیند میں ڈوب جاتا ہے۔ ہم اس وقت سٹی پلازہ جائیں

گے۔ وہاں کے سیکورٹی گارڈ کو کور کریں گے اور پھر اس سے عمران
کی ساتھی لڑکی کے فلیٹ کا پوچھ کر فلیٹ میں بے ہوش کر دینے والی
گیس پھیلا دیں گے۔ دروازے کے کی ہول سے۔ لازمی بات
ہے کہ دروازہ لاکڈ ہو گا۔ ہمارے پاس لوہے کو پگھلا دینے والا
تیزاب بھی موجود ہے۔ اس کی ایک سرنج دروازے کے لاک کے
لئے کافی ہو گی۔ اس کے بعد اسے یہاں لا کر تہہ خانے میں کرسی
سے جکڑ دیں گے۔ ہمارے تشدد کے سامنے وہ کتنی دیر تک خاموش
رہ سکے گی"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"تو تم نے اس لڑکی کا فلیٹ نہیں دیکھا"...... شردا پاؤ نے شلپا
دیوی سے پوچھا۔

"نہیں۔ ہم نے صرف رہائشی بلڈنگ ہی دیکھی ہے لیکن اس
کے فلیٹ کا پتہ چلانا مشکل نہیں ہے۔ وہ غیر ملکی لڑکی ہے۔ نوجوان
اور سمارٹ ہے۔ بلڈنگ کا سیکورٹی گارڈ اس کے فلیٹ سے واقف
ہو گا"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے"...... شردا پاؤ نے اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"شلپا۔ اس آپریشن میں کون کون حصہ لے گا"...... انجلینا نے
شلپا دیوی سے پوچھا۔

"اس آپریشن کے لئے تین لڑکیاں کافی رہیں گی۔ ایک کار میں
موجود رہے گی اور باقی دو اس لڑکی کے فلیٹ تک جائیں گی اور

کارروائی کریں گی''...... شلپا دیوی نے ان سے کہا۔

''میرے خیال میں اس کارروائی میں تمہارے ساتھ میں روزا حصہ لیں''...... شردا پاؤ نے شلپا دیوی سے کہا۔

''مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے''...... شلپا دیوی نے شر سے کہا۔

''کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہمارا مقصد تو کام کرنا ہے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنا ہے۔ کارروائیوں میں کوئی حصہ لے بس اسے کامیاب ہونا چاہئے''...... انجلینا نے کہا۔

''اوکے۔ ڈن ہو گیا کہ میں، روزا اور شردا پاؤ اس لڑکی کو کرنے جائیں گی''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''رات کا آخری پہر شروع ہونے میں ابھی بہت دیر ہے۔ وقت کیسے گزارا جائے''...... روزا نے کہا۔

''الارم لگا کر ہم سب ہی سو جاتے ہیں۔ الارم ہمیں اٹھا د گا''...... شردا پاؤ نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ٹیبل کلاک مجھے دکھاؤ میں اس میں چ بجے کا وقت لگا دیتی ہوں''...... شلپا دیوی نے شردا پاؤ سے کہا شردا پاؤ نے اسے ٹیبل کلاک اٹھا کر دیا۔ شلپا دیوی نے اس می چار کی بجائے پونے چار کا وقت سیٹ کیا اور پھر الارم آن کر ک ٹیبل کلاک واپس شردا پاؤ کو دے دیا۔ شردا پاؤ نے اسے ٹیبل ر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ سونے کے لئے لیٹ گئیں۔ سونے ک

لئے انہوں نے ایک ہی کمرے کو منتخب کیا تھا۔ سونے سے پہلے انہوں نے اغوا میں کام آنے والی چیزیں نکال کر ٹیبل پر رکھ دی تھیں۔ پونے چار بجے الارم کی بیل بجی تو ان پانچوں کی آنکھ کھل گئی۔ شردا پاؤ، روزا اور شلپا دیوی نے جلدی جلدی منہ ہاتھ دھویا اور پھر وہ کار میں سوار ہو کر گیٹ پر آ گئیں۔ شیفرڈ کا مہیا کردہ آدمی لکی کیبن میں سویا ہوا تھا۔

''لکی''...... شلپا دیوی نے کار کا ہارن بجانے کی بجائے اسے آواز دے کر اٹھانا زیادہ بہتر سمجھا۔ تیسری، چوتھی آواز پر لکی اٹھ بیٹھا اور پھر وہ جلدی سے کیبن سے باہر آ گیا۔

''اوہ۔ آپ کہیں جا رہی ہیں مس۔ اوکے۔ میں گیٹ کھولتا ہوں''...... لکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے گیٹ کھول دیا۔

''ڈیوٹی کے دوران سونا نہیں چاہئے۔ واپسی پر میں تمہاری جواب طلبی کروں گی''...... شلپا دیوی نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس کی کار باہر آ گئی۔ باہر اس وقت ٹریفک کا نام و نشان نہیں تھا۔ اس لئے ان کی کار خاصی تیز رفتاری سے سٹی پلازہ کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر شلپا دیوی تھی۔ فرنٹ سیٹ پر شردا پاؤ جبکہ پچھلی سیٹ پر روزا بیٹھی ہوئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ سٹی پلازہ پہنچ گئیں۔ سٹی پلازہ کے فرنٹ پر کافی ساری دکانیں تھیں اور اس وقت تمام دکانیں بند تھیں۔ دکانوں کے

اختتام پر ایک بڑا سا گیٹ تھا۔ گیٹ کراس کرتے ہی وسیع پارکنگ تھی اور ایک طرف سیڑھیاں تھیں۔ پارکنگ میں پلازہ کے مکینوں کی کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ گیٹ کے قریب ہی ایک چھوٹا سا کیبن بھی تھا جو کہ سیکورٹی گارڈ کے لئے بنایا گیا تھا۔ گیٹ اس وقت بھی کھلا ہوا تھا البتہ گیٹ سے آگے چار قدم کے فاصلے پر موٹی زنجیر ڈال کر راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ ان کی کار اندر داخل ہوئی تو کار کی آواز سن کر بنچ پر سویا ہوا سیکورٹی گارڈ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی گن پر جم گیا لیکن کار میں لڑکیوں کو دیکھ کر وہ تھوڑا مطمئن ہوا۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی شردا پاؤ کار سے نیچے اتری اور کیبن میں آ گئی۔

"تم یہاں کے سیکورٹی گارڈ ہو"...... شردا پاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں سیکورٹی گارڈ سے کہا جو کہ ایک نوجوان لڑکا تھا اور کافی خوبصورت بھی تھا۔

"جی ہاں مس۔ لیکن"...... سیکورٹی گارڈ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن شردا پاؤ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"ہمارے ملک میں تو کسی کی بھی قدر نہیں ہے۔ اب تم جیسا نوجوان، خوبصورت اور حسین لڑکا سیکورٹی گارڈ بننے کے قابل تو نہیں ہے۔ تمہیں تو کسی آفس میں اعلیٰ افسر ہونا چاہئے تھا۔ یقیناً تم پڑھے لکھے بھی ہو گے"...... شردا پاؤ نے اپنے لہجے میں ہمدردی پیدا کرتے ہوئے کہا تو سیکورٹی گارڈ اس سے متاثر ہو گیا۔

"یس مس۔ میں گریجویٹ ہوں لیکن ہمارے ملک میں بیروزگاری نی زیادہ ہے کہ گریجویٹ لڑکے دفتروں میں چپڑاسی بھی بھرتی ہو جاتے ہیں"...... سیکورٹی گارڈ نے مایوس لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... شردا پاؤ نے سیکورٹی گارڈ سے اس کا ام پوچھا۔

"جی میرا نام فیضان ہے"...... سیکورٹی گارڈ نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ہائے۔ تمہاری طرح تمہارا نام بھی بہت خوبصورت ہے۔ اب پتا نہیں مجھے تم سے محبت ہو رہی ہے یا ہمدردی میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں"...... شردا پاؤ نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

"مس۔ آپ میری کیا مدد کر سکتی ہیں"...... سیکورٹی گارڈ فیضان نے شردا پاؤ سے پوچھا۔

"میں تمہیں ملک سے باہر بھجوا سکتی ہوں۔ وہ جو اس پلازے میں سوئٹزر لینڈ کی لڑکی رہتی ہے نوجوان، خوبصورت اور سمارٹ سی۔ وہ میری بہترین دوست ہے"...... شردا پاؤ نے کہا۔

"آپ مس لیانا کی بات کر رہی ہیں"...... سیکورٹی گارڈ فیضان نے شردا پاؤ سے کہا۔

"ہاں۔ اسی کی بات کر رہی ہوں۔ کیا اور بھی کوئی غیر ملکی عورت اس پلازہ میں رہتی ہے"...... شردا پاؤ نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیڈی ٹیچر بھی ہیں لیکن وہ تو بڑی عمر کی ہیں۔ نوجوان

اور سمارٹ تو صرف مس لیانا ہی ہیں“...... سیکورٹی گارڈ نے شر
سے کہا۔

”اگر کہوں تو میں لیانا سے بات کروں۔ وہ تمہیں سوئٹرز لین
دے گی“...... شردا پاؤ نے کہا۔

”یہ تو آپ کا ایک ایسا احسان ہو گا مس جسے میں زندگی بھ
رکھوں گا“...... سیکورٹی گارڈ فیضان نے کہا۔

”میرا نام عینی ہے۔ میں لیانا سے بات کرتی ہوں۔ صرف
ہی بات نہیں کروں گی بلکہ اپنی ان دوستوں سے بھی کہوں گی
لیانا سے تمہاری سفارش کریں۔ اگر ہماری وجہ سے کسی غری
بھلا ہو جائے تو کتنی اچھی بات ہے“...... شردا پاؤ نے کہا اور پھ
نے روزا اور شلپا دیوی کو کیبن میں آنے کا اشارہ کیا تو وہ دا
کار سے اتر کر کیبن میں آ گئیں۔

”تم نے اتنی دیر لگا دی عینی“...... شلپا دیوی نے ناراض
میں شردا پاؤ سے کہا۔

”ہائے شانزہ۔ تم اس خوبصورت نوجوان کو تو دیکھو۔ اسے
کر کیا تمہارا دل چاہے گا کہ تم اس سے دور ہو جاؤ“...... شردا پاؤ
شلپا دیوی سے کہا تو شلپا دیوی نے سیکورٹی گارڈ کی طرف دیکھا

”واؤ۔ یہ تو چارمنگ پرنس ہے عینی“...... شلپا دیوی نے اس
تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”ہم نے لیانا پر زور دینا ہے کہ وہ اسے سوئٹرز لینڈ بھجوا

یہاں دیکھو اس حسین لڑکے کے ساتھ کیا زیادتی ہو رہی ہے۔ اسے سیکورٹی گارڈ بنا کر یہاں بٹھا دیا گیا ہے“...... شردا پاؤ نے کہا۔

”واقعی۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے لیکن اس وقت تم جلدی چلو۔ لیانا ہمارا انتظار کر رہی ہو گی۔ صبح کے ساڑھے چار بج چکے ہیں اور اس نے ہمیں سوا چار بجے کا وقت دیا تھا“...... روزا نے کہا۔

”ہاں چلو روزینہ۔ ہم واقعی لیٹ ہو گئی ہیں۔ لیانا ناراض ہو رہی ہو گی اور ہاں فلیٹ کا نمبر تمہیں یاد ہے اس نے کیا بتایا تھا“۔ شردا پاؤ نے روزا سے کہا۔

”ہاں۔ ابھی تو یاد تھا۔ کیا نمبر ہے اس کے فلیٹ کا۔ ہوں“۔ روزا نے کہا اور پھر سوچنے لگی۔

”مس لیانا کے فلیٹ کا نمبر۔ بی الیون ہے۔ مس عینی“۔ سیکورٹی گارڈ نے شردا پاؤ سے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ یہی نمبر ہے“...... روزا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی شردا پاؤ کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کا ایک مکا سیکورٹی گارڈ کی کنپٹی پر لگا۔ روزا نے پلک جھپکتے ہی اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ یوں اس کی چیخ روزا کی ہتھیلی میں دب کر رہ گئی۔

شردا پاؤ کا ایک ہاتھ ہی سیکورٹی گارڈ فیضان کے لئے کافی رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر گرنے لگا تھا کہ روزا نے اسے سنبھالا اور آرام سے نیچے لٹا دیا۔ پھر اس نے سیکورٹی گارڈ کی نبض چیک کی۔ اس کے بعد وہ سیدھی ہوئی اور اس کے بوٹ کی ٹھوکر سیکورٹی گارڈ

فیضان کی کنپٹی پر لگی اور پھر اس نے شلپا دیوی اور شردا پاؤ کو نکلنے کا اشارہ کیا۔

''شردا۔ تم کار کو سیڑھیوں کے قریب لے آؤ اور ہمارا انتظ کرو''...... شلپا دیوی نے شردا پاؤ سے کہا۔ شردا پاؤ نے اثبات سر ہلایا اور پھر وہ کار کی طرف بڑھی جبکہ شلپا دیوی نے آگے بڑ کر لوہے کی زنجیر نیچے گرا دی۔ پھر وہ اور روزا سیڑھیوں کی طر بڑھیں۔

سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر وہ نہایت احتیاط سے سیڑھیاں چڑ لگیں۔ سیڑھیوں میں بلب روشن تھے جن کی وجہ سے سیڑھیوں خوب روشنی ہو رہی تھی۔ وہ جلد ہی دوسری منزل پر پہنچ گئیں۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ نمبر گیارہ کے سامنے پہنچ گئیں۔ شلپا دیوی جیکٹ کی جیب میں سے ایک سرنج اور دو شیشیاں نکال لیں۔ ایک شیشی میں سبز رنگ کا محلول تھا۔ اس محلول سے اتنی تیز گیس بنتی تھ کہ جو لمحوں میں جانداروں کو بے ہوش کر دیتی تھی جبکہ دوسری شیش میں انتہائی طاقتور تیزاب تھا جو ہر قسم کے لوہے کو فی الفور پگھلا د تھا۔ شلپا دیوی کے پاس جو سرنج تھی وہ مخصوص کیمیکل سے بنی ہوئ تھی جس پر یہ تیزاب اثر نہیں کرتا تھا۔

شلپا دیوی نے روزا کی طرف دیکھا اور پھر اس نے سرنج سبز محلول سے بھر لی۔ شلپا دیوی اور روزا نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ سرنج کو محلول سے بھرنے کے بعد شلپا دیوی نے سرنج کی سوئی

فلیٹ کے دروازے کے کی ہول میں ڈالی اور اس نے سرنج خالی کر دی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ محلول ابھی سریع الاثر گیس میں تبدیل ہو کر فلیٹ میں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دے گا اور پھر تین منٹ سے بھی کم وقت میں یہ گیس فضا میں تحلیل ہو جائے گی۔ ان تین منٹوں میں ان دونوں نے اپنا سانس بند رکھنا تھا تاکہ گیس ان پر اثر انداز نہ ہو۔

سرنج خالی کرنے کے بعد شلپا دیوی نے یہ سرنج تیزاب سے بھی بھر لی اور اسے ایک مرتبہ پھر کی ہول میں ڈال دیا۔ دروازے کا لاک فوراً ہی پگھل گیا لیکن وہ دونوں فوری طور پر اندر داخل نہ ہوئیں۔ تقریباً ساڑھے تین منٹ کے بعد ان دونوں نے آہستگی سے سانس لیا پھر شلپا دیوی نے دروازہ کھولا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہو گئیں۔ اندر وہ سب سے پہلے سٹنگ روم میں داخل ہوئیں۔ سٹنگ روم میں کوئی بھی نہیں تھا۔ سٹنگ روم کے بعد بیڈ روم تھا اور بیڈ پر کوئی چادر تانے سو رہا تھا۔ شلپا دیوی اور روزا بیڈ کے قریب پہنچ گئیں۔ روزا شلپا دیوی سے دو قدم پیچھے ہو گئی اور اس نے جیب سے مشین پسٹل بھی نکال لیا۔ کسی بھی قسم کے حالات سے نمٹنے کے لئے وہ تیار تھی۔

شلپا نے سوئے ہوئے فرد کے اوپر سے چادر کھینچ لی۔ چادر کھینچتے ہی اسے وہ لڑکی نظر آ گئی جو علی عمران کے ساتھ چارمنگ ہوٹل میں دکھائی دی تھی۔ اسے دیکھ کر شلپا دیوی کے چہرے پر کامیابی کی

مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے لڑکی کی نبض چیک کی۔ وہ لڑکی بے ہو
ہی تھی۔ وہ گیس سے بے ہوش ہوئی تھی اور اب خود بخود ہوش م
نہیں آ سکتی تھی۔ شلپا دیوی نے اس غیر ملکی لڑکی کو بیڈ پر سے ک
اور پھر اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا۔

''شلپا۔ علی عمران کے ساتھ یہی لڑکی تھی''...... روزا نے ش
دیوی سے پوچھا۔

''ہاں۔ یہی لڑکی تھی اور اب جلدی سے چلو''...... شلپا دیوی ن
کہا اور پھر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھیں۔ جب وہ ی
پہنچیں تو ان کی کار سیڑھیوں کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی اور کار
رخ پلازہ کے بیرونی دروازے کی طرف تھا۔ شلپا دیوی نے کار
پچھلا دروازہ کھول کر بے ہوش لڑکی کو سیٹ کی درمیانی جگہ پر ڈا
دیا اور خود پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ روزا فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھی ا
شردا پاؤ نے کار آگے بڑھا دی۔

جولیا کو ہوش آیا تو لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی
ن وہ اٹھ نہ سکی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ جکڑی ہوئی ہے۔ یہ
ساس ہوتے ہی وہ مکمل طور پر شعور میں آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ
واقعی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اسے رسیوں سے جکڑ دیا گیا
۔ اس نے پہلے رسیوں کو دیکھا اور پھر سامنے دیکھا۔ سامنے ایک
رسی رکھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد جولیا نے ارد گرد نظریں
ڑائیں۔ کچھ فاصلے پر سیڑھیاں اوپر جاتی ہوئی دکھائی دے رہی
یں۔ وہ جس کمرے میں موجود تھی اس کی ساخت سے لگ رہا تھا
کہ یہ تہہ خانہ ہے۔

ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد اس نے سوچا کہ وہ بے ہوش کس
قت اور کیوں ہوئی تھی۔ لیکن اسے یہ بات یاد نہ آئی۔ اسے صرف
اتنا یاد آیا کہ وہ سونے کے لئے اپنے بیڈ پر لیٹی تھی۔ اس کے

سامنے جو کرسی رکھی ہوئی تھی اس کرسی کے ایک پائے کے ق
ایک سرنج پڑی ہوئی تھی۔ اس سرنج کو دیکھ کر جولیا کو اپنے باز
بھی سوئی کے چبھنے کا احساس ہوا۔ سرنج دیکھ کر اسے اندازہ ہ
کہ اسے اینٹی گیس انجکشن لگایا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ
گیس کی مدد سے اس کے کمرے میں ہی بے ہوش کر دیا گیا تھا

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے سیڑھیوں پر قدموں
آوازیں سنائی دیں۔ اس نے سر موڑ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا
سیڑھیوں سے تین لڑکیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ یہ لڑکیاں ابھی نو
ہی تھیں اور ان کی عمریں سترہ اٹھارہ سال لگ رہی تھیں۔ لیکن
غیر ملکی ہونے کے بجائے مقامی لڑکیاں تھیں۔ پھر فوراً ہی جولیا
خیال آ گیا کہ یہ مقامی میک اپ میں ہیں۔ جولیا فوراً ہی سمجھ
کہ یہ ان لڑکیوں میں سے ہیں جو ان کے خاتمے کا مشن لے
آئی ہیں اور جن کی تربیت پر پانچ سال لگے ہیں۔ وہ تینوں آ
پیچھے چلتی ہوئی جولیا کے قریب پہنچیں۔ ایک لڑکی اس کے سا
رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ باقی دو اس کے دائیں بائیں کھڑی
گئیں۔ وہ تینوں نہایت ہی غور سے جولیا کو دیکھنے لگیں۔

''میم۔ مجھے افسوس ہے کہ تم اس وقت کرسی سے بندھی ہوا
ہو''...... کرسی پر بیٹھنے والی لڑکی نے کہا۔

''تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''
جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سوری میم۔ ہم نے مجبوری کی وجہ سے آپ کو باندھا ہے۔ باقی رہی ہمارے تعارف کی بات تو میں اپنا تعارف کرائے دیتی ہوں۔ میرا نام شانزہ ہے۔ یہ صرینہ ہے اور یہ روزینہ ہے۔ اب تم بھی اپنا نام بتا دو''...... کرسی پر بیٹھنے والی لڑکی نے اپنا اور اپنی ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے جولیا سے کہا۔

''میرا نام لیانا ہے اور میں سوئٹرز لینڈ کی رہنے والی ہوں''۔ جولیا نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ہمیں افسوس ہے کہ تم نے اپنا نام درست نہیں بتایا''۔ شانزہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس میں افسوس کی کیا بات ہے۔ تم نے بھی تو مجھے اپنے نام صحیح نہیں بتائے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ ہمارے اصلی نام ہی ہیں''...... شانزہ نے غصیلے لہجے میں جولیا سے کہا۔

''اگر یہ تمہارے اصلی نام ہیں تو لیانا میرا نقلی نام کیسے بن گیا۔ یہ بھی اصلی نام ہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ تم اپنا اصلی نام نہ بتاؤ۔ لیکن یہ تو بتا دو کہ عمران سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... کرسی پر بیٹھی ہوئی شانزہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ کون عمران۔ میں تو عمران نامی کسی آدمی سے واقف نہیں ہوں''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''ہم نے سمجھا تھا کہ گھی سیدھی انگلی سے نکل آئے گا لیکن تم
لاتوں سے سیدھی ہونی والی ہو''...... شانزہ نے بدستور طنزیہ لہجے میں
کہا۔

''معلوم نہیں تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے
تم مجھے لاتوں سے سیدھا کرنے کی بات کر رہی ہو''...... جولیا۔
بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس دوران جولیا نے ا
ناخنوں میں مخصوص کیمیکل لگے بلیڈ سے رسی کاٹ لی تھی۔

''زیادہ سمارٹ بننے کی کوشش نہ کرو سوئس لڑکی۔ اگر تم
ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو ہم تمہیں جان سے مار دیں گی''۔ کر
پر بیٹھی ہوئی لڑکی شانزہ نے سخت لہجے میں کہا۔

''تم مجھ سے کس قسم کا تعاون چاہتی ہو''...... جولیا نے شانزہ
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''علی عمران کا ایڈریس تو ہمیں معلوم ہے۔ تم اپنے د
ساتھیوں کے نام اور ایڈریس بتا دو''...... شانزہ نے کہا۔

''میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میں کسی علی عمران کو نہیں جانتی''
جولیا نے کہا۔

''رات تم نے علی عمران کے ساتھ چارمنگ ہوٹل میں ڈنر
ہے۔ اس کے بعد علی عمران نے تمہیں سرخ سپورٹس کار میں
پلازہ میں ڈراپ کیا۔ اس کے بعد تم اپنے فلیٹ میں سو گئیں ا
اب تم یہاں ہماری قید میں ہو۔ اب بھی تم علی عمران سے لاتعلق

لمہار کرو گی''...... شانزہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں لازماً بہت بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میں تو سوئس لڑکی
وں سیر و سیاحت کے لئے پاکیشیا آئی ہوئی ہوں۔ میرا یہاں کے
کسی علی عمران سے بھلا کیا تعلق''...... جولیا نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''تم واقعی سوئس لڑکی ہو۔ تم کیوں علی عمران اور پاکیشیا کی خاطر
اپنی جان گنوانا چاہتی ہو۔ علی عمران اور پاکیشیا تمہاری جان سے
زیادہ قیمتی تو نہیں ہے''...... شانزہ نے جولیا کو سمجھانے والے انداز
میں کہا۔

''میں نے پہلے بھی پوچھا تھا کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو''۔ جولیا
نے شانزہ سے کہا۔

''اور میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے نام اور
ایڈریس بتا دو''...... شانزہ نے کہا۔

''میرے کن ساتھیوں کی تم بات کر رہی ہو''...... جولیا نے سنجیدہ
لہجے میں شانزہ سے کہا۔

''ہمیں معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ہو۔ ہمیں
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کے نام اور ایڈریس چاہئیں''۔
شانزہ نے کہا تو جولیا کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''تم اس طرح کیوں مسکرا رہی ہو''...... جولیا کو مسکراتے دیکھ کر
شانزہ نے غصیلے لہجے میں اس سے پوچھا۔

''تمہارا تعلق کس ملک سے ہے''...... جولیا نے شانزہ کے سوال

کا جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھا۔

"میرا تعلق کافرستان سے ہے اور میرا نام شلپا دیوی ہے"۔ لمحوں تک سوچنے کے بعد شانزہ نے کہا۔

"او کے۔ اگر تم نے اپنا درست تعارف کرا دیا ہے تو ان دو کا بھی درست تعارف کرا دو"...... جولیا نے کہا۔

"یہ مارگریٹ ہے اور یہ گریٹ لینڈ کی رہنے والی ہے۔ جبکہ روزا ہے اور اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے"...... شلپا دیوی نے دونوں ساتھیوں کا بھی درست نام بتا دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب اس لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑنا۔ اسی لئے اس نے سوچا کہ ا لڑکی کو اصل نام بتانے میں کوئی حرج نہیں۔

"شلپا دیوی۔ تمہیں دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کہ تم کوئی سمجھدار لڑ ہو لیکن افسوس کہ میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ تم تو انتہائی احمق لڑ ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا"...... جولیا کی بات سن کر شلپا دیو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کافرستان کسی غیر ملکی آدمی یا عورت کو اپنی کسی سیکر ایجنسی میں ملازم رکھے گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ کافرستان اپنی کسی سیکرٹ ایجنسی میں کسی غیر ملکی ملازم نہیں رکھے گا"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"گریٹ لینڈ یا ایکریمیا یہ کام کرے گا"...... جولیا نے مارگری

ر روزا سے پوچھا۔

"نہیں"...... ان دونوں نے بیک وقت جواب دیا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تو پھر کیا پاکیشیا کے حکام احمق ہیں کہ ایک غیر ملکی لڑکی کو اپنی سیکرٹ سروس میں بھرتی کر لیں گے"...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو شلپا دیوی نے مارگریٹ اور روزا کی طرف دیکھا۔

"تم ہمیں چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ہو اور پاکیشیا کے حکام نے تمہیں سیکرٹ سروس میں کیوں بھرتی کیا ہے یہ بات وہی جانتے ہوں گے"...... مارگریٹ اور روزا کو دیکھنے کے بعد شلپا دیوی نے دوبارہ جولیا کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تمہیں اتنی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تو پھر تمہاری عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مارگریٹ"...... جولیا کی بات سننے کے بعد شلپا دیوی نے اپنی ساتھی لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یس شلپا دیوی جی"...... مارگریٹ نے مؤدبانہ لہجے میں شلپا دیوی سے کہا۔

"اس تہہ خانے میں ایک الماری بھی ہے نا"...... شلپا دیوی نے مارگریٹ سے پوچھا۔

''یس شلپا دیوی جی۔ الماری موجود ہے''...... مارگریٹ
ایک دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس الماری میں ایک خاردار کوڑا رکھا ہوا ہے۔ وہ نکال
لے آؤ''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اوکے مس''...... مارگریٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھ
الماری کی طرف بڑھی۔ الماری کے قریب پہنچ کر اس نے الم
کھولی اور اس میں سے ایک خاردار ہنٹر نکال لیا۔ ہنٹر نکال کر
واپس شلپا دیوی کے قریب آ گئی۔ شلپا دیوی کرسی سے اٹھ کھ
ہوئی اور اس نے مارگریٹ سے ہنٹر لے لیا۔

''تم جانتی ہو کہ میں ہنٹر برسانے میں اسپیشلسٹ ہوں۔
خاردار ہنٹر اس لڑکی کے جسم کو قیمے میں بدل دے گا''......
دیوی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے خونی نظر
سے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا کے چہرے پر خوف کی بجا
طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ یہ مسکراہٹ دیکھ کر شلپا دیوی کو غصہ آ گیا۔
جولیا کے قریب آئی اور اس نے ہنٹر والا ہاتھ بلند کیا۔ ہنٹر فضا
بلند ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہنٹر جولیا کے جسم پر پڑتا۔ ج
حرکت میں آ گئی۔ اس نے شلپا دیوی کو اٹھایا اور مارگریٹ اور ر
پر اچھال دیا۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ بندھی ہو
لڑکی اس طرح حرکت میں آ سکتی ہے۔

شلپا دیوی ان دونوں کے اوپر گری تو وہ تینوں ہی فرش پر

گئیں۔ شلپا دیوی کے ہاتھ سے ہنٹر گر گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ
تینوں سنبھلتیں جولیا ان کے سر پر پہنچ گئی۔ اس کے پاؤں کی ایک
ٹھوکر شلپا دیوی کے سر پر پڑی اور ایک لمحے سے بھی کم وقت میں
اس کی ایک اور ٹھوکر روزا کی پسلیوں پر پڑی۔ جبکہ مارگریٹ نے
فوراً کروٹیں بدلیں اور وہ جولیا سے دور ہو گئی۔ ایک لمحے کے لئے
جولیا کی نظر اس کی طرف گئی اور اسی لمحے شلپا دیوی کی لات بھی
حرکت میں آئی۔ اس نے لیٹے لیٹے ہی جولیا کے پیٹ میں لات
مار دی تھی۔ جس کی وجہ سے جولیا لڑکھڑا گئی اور اسی وقت وہ تینوں
لڑکیاں اچھل کر کھڑی ہو گئیں۔ پھر ان تینوں نے ایک ساتھ جولیا پر
چھلانگیں لگائیں۔ جولیا نے ایک جمپ لگایا اور وہ فضا میں بلند ہوتی
چلی گئی۔ وہ تینوں لڑکیاں وہاں آ گریں جہاں ایک سیکنڈ پہلے جولیا
موجود تھی اور پھر اگلے ہی لمحے اس کے پاؤں کی ٹھوکریں ان تینوں
لڑکیوں کے سروں پر پڑیں اور ان تینوں کے منہ سے ہلکی سی چیخیں
نکلیں۔ پھر اس سے پہلے کہ جولیا ان پر دوبارہ وار کرتی۔ وہ تینوں
ایک مرتبہ پھر کروٹیں بدل کر ایک دوسرے سے دور ہو گئیں۔ ان
کے دور ہوتے ہی جولیا بھی اچھل کر ایک طرف ہو گئی جبکہ وہ تینوں
بھی اچھل کر کھڑی ہو گئیں۔

اب تینوں نے تین اطراف میں جولیا کے گرد گھیرا ڈال لیا اور
پھر وہ یہ گھیرا تنگ کرنے لگیں۔ پھر جیسے ہی وہ جولیا کے قریب
پہنچیں جولیا ایک دم ہی پھرکی کی مانند گھومی۔ اس کی لات شلپا

دیوی کی گردن پر لگی اور وہ اچھل کر دور جا گری لیکن مارگریٹ نے
جولیا کی ٹانگ کو پکڑ کر مخالف سمت میں جھٹکا دیا۔ جولیا اچھل کر سر
کے بل فرش پر جا گری اور اس کے سر کو شدید جھٹکا لگا جس کی وجہ
سے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ اس نے فوراً
ہی سر کو جھٹک کر خود کو سنبھالا لیکن اسی وقت روزا نے اس پر
چھلانگ لگائی اور وہ جولیا کے اوپر آ گری۔ جولیا کے اوپر گرتے ہی
اس نے جولیا کی گردن پکڑ لی لیکن جولیا نے اس کے دونوں ہاتھ
پکڑ کر مخالف سمتوں میں جھٹکا دیا تو جولیا کی گردن اس کی گرفت
سے آزاد ہو گئی۔

اسی لمحے روزا ان کے قریب آ گئی اور قریب آتے ہی اس نے
جولیا کی پسلیوں پر ٹھوکر ماری۔ اس کی یہ ٹھوکر بہت ہی زور دار تھی۔
جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں اور
اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ مارگریٹ نے اب جولیا کے
بال پکڑ لئے اور بالوں کو اپنی طرف کھینچنے لگی۔ اسی وقت روزا نے
اس کے سر پر ٹھوکر مارنا چاہی لیکن اس کی ٹھوکر مارگریٹ کے ہاتھ
پر پڑی۔ مارگریٹ کے ہاتھ کو جھٹکا لگا۔ جس کی وجہ سے جولیا کے
سر کو بھی جھٹکا لگا اور اس کو سر میں شدید درد محسوس ہوا لیکن یہ جھٹکا
لگنے سے مارگریٹ کی گرفت سے جولیا کے بال بھی چھوٹ گئے۔
مارگریٹ کو بھی ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی انگلیاں ٹوٹ گئی ہوں
کیونکہ روزا کی ٹھوکر اس کی انگلیوں پر لگی تھی۔

مارگریٹ کی گرفت سے بالوں کے آزاد ہوتے ہی جولیا نے
پ کر کروٹ بدل لی اس کے کروٹ بدلتے ہی مارگریٹ ایک
رف گر گئی جبکہ روزا نے ایک بار پھر اس کے سر پر ٹھوکر مارنے کی
کوشش کی لیکن اس کا پاؤں ہوا میں ہی گھوم کر رہ گیا جبکہ جولیا لیٹے
لیٹے ہی اسپرنگ کی مانند اوپر اچھلی۔ فضا میں بلند ہوتے ہی اس
نے اپنا رخ بھی بدل لیا کیونکہ اس نے شلپا دیوی کو دیکھ لیا تھا جو
کہ ہنٹر اٹھا رہی تھی۔ جولیا اس سے جا ٹکرائی تو وہ دونوں فرش پر گر
گئیں۔

جولیا ہنٹر کے قریب ہی گری تھی لہذا ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت
میں اس کا ہاتھ ہنٹر پر پڑا اور وہ ایک مرتبہ پھر اچھلی اور فضا میں
بلند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی تہہ خانے میں شائیں شائیں کی آواز
بلند ہوئی اور شلپا دیوی کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔ خاردار ہنٹر نے
اس کے کپڑوں کو تار تار کر دیا تھا اور بیک وقت اس کے جسم پر کئی
زخم لگ گئے تھے۔

مارگریٹ اور روزا نے شلپا دیوی کی چیخیں سنیں تو وہ دونوں بوکھلا
گئیں اور بوکھلاہٹ میں انہوں نے جولیا کی طرف دوڑ لگا دی۔
لیکن جیسے ہی وہ ہنٹر کی زد میں آئیں وہ بھی بری طرح چیختی ہوئیں
فرش پر گر گئیں۔ ان دونوں کے کپڑے بھی پھٹ گئے تھے اور ان
کے جسموں سے خون بہنے لگا تھا۔ فرش پر گرنے کے بعد وہ ذبح
کئے ہوئے مرغے کی مانند تڑپنے لگیں۔ اسی لمحے جولیا کی کمر پر شلپا

دیوی کے سر ٹکر لگی اور جولیا اچھل کر مارگریٹ پر جا گری۔ جیسے جولیا گری شلپا دیوی نے اس پر چھلانگ لگا دی جولیا کی دوا ٹانگیں فوراً ہی سیدھی ہوئیں شلپا دیوی جولیا کی ٹانگوں سے ٹکرائی ا جولیا نے اسے، اپنی ٹانگوں کے ذریعے دور اچھال دیا۔

اس کے ساتھ ہی وہ ایک مرتبہ پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی ا کے ساتھ ساتھ مارگریٹ اور روزا بھی کھڑی ہو گئی تھیں۔ پھر ا سے پہلے کہ ان تینوں میں سے کوئی حرکت کرتی تہہ خانے میں ایک دھماکہ ہوا اور تہہ خانے میں ایک دم ہی تیز بو پھیل گئی۔ جولیا اپنا سانس روکنے کی کوشش تو کی لیکن یہ بو اس کے دماغ میں گھ چلی گئی۔ جس کے نتیجے میں اسے چکر آیا اور پھر وہ فرش پر گر گئی اس کے دماغ پر مکمل تاریکی چھا گئی تھی۔

”تم تو صبح سویرے ہی شراب لے کر بیٹھ گئی ہو“...... انجلینا نے شردا پاؤ سے کہا۔

”ہاں۔ ہم آج اتنی جلدی بیدار جو ہو گئیں۔ پھر کوئی کام بھی نہیں ہے سو شراب پی کر ہی وقت گزارا جائے“...... شردا پاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے خالی ہوجانے والا گلاس دوبارہ بھر لیا۔

”شلپا وغیرہ کو تہہ خانے میں گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب تک تو انہیں واپس آ جانا چاہئے تھا“...... انجلینا نے کہا۔

”کسی پر تشدد کرنے میں جو مزہ آتا ہے شاید ہی کسی اور کام میں آتا ہو۔ وہ تینوں سوئس لڑکی پر خوب تشدد کر رہی ہوں گی اور سوئس لڑکی کی چیخوں کو انجوائے کر رہی ہوں گی“...... شردا پاؤ نے کہا۔

"تشدد کرنے کے لطف سے ہم کیوں محروم رہیں"...... انج نے شردا پاؤ سے کہا۔

"ہمیں کسی نے منع تو نہیں کیا۔ ہم خود ہی یہاں رک تھیں"...... شردا پاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ ہم تہہ خانے میں چل کر سوئس لڑکی کے چیخنے چلانے آوازوں سے اپنی سماعتوں کو سکون پہنچائیں"...... انجلینا نے مسکراتے ہوئے کہا تو شردا پاؤ فوراً ہی کرسی سے کھڑی ہوگئی۔

"یہ بات ہے تو آؤ"...... شردا پاؤ نے انجلینا سے کہا تو وہ کھڑی ہوگئی۔

اس کے بعد وہ دونوں سٹور روم میں آ گئیں۔ سٹور روم سے تہہ خانے کو راستہ جاتا تھا۔ تہہ خانے کو جانے والا راستہ اس وق کھلا ہوا تھا۔ وہ دونوں اس راستے سے سیڑھیوں تک پہنچ گئیں جیسے ہی وہ پہلی سیڑھی پر پہنچیں حیران رہ گئیں۔ ان کی نظر تہہ خا کے فرش پر پڑی۔ وہاں باقاعدہ لڑائی ہو رہی تھی۔ سوئس لڑکی ہونے کے باوجود ان کی تینوں ساتھیوں سے لڑ رہی تھی اور وہ ا تینوں پر بھاری دکھائی دے رہی تھی۔ ان دونوں نے صرف ایک ا نیچے کا منظر دیکھا پھر انہوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا ا اس کے بعد وہ نہایت ہی احتیاط کے ساتھ واپس مڑ گئیں۔

"کیا کریں انجلینا۔ سوئس لڑکی کو گولی مار دیتے ہیں"...... انجلا نے کہا۔

"نہیں۔ گولی نہیں مارتے۔ معلوم نہیں شلپا وغیرہ اس سے علومات حاصل کرسکی ہیں یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اسے ہلاک کر یں اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہمیں سراغ ہی نہ ملے"...... شردا پاؤ نے کہا۔

"پھر تمہی بتاؤ۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... انجلینا نے شردا پاؤ سے پوچھا۔

"ہم تہہ خانے میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم فائر کر دیتے ہیں بعد میں پھر جو کرنا ہوگا کریں گے"...... شردا پاؤ نے کہا۔

"اوکے۔ جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ سوئس لڑکی ہماری تینوں ساتھیوں کا خاتمہ کر دے"...... انجلینا نے کہا۔

"تم جاؤ اور جلدی سے بم اٹھا لاؤ اور ہاں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے پاس مشین پسٹل بھی ہونا چاہئے۔ تم ایک مشین پسٹل بھی ساتھ لیتی آنا"...... شردا پاؤ نے انجلینا سے کہا۔

"ٹھیک ہے تم یہیں رکو۔ میں ایک منٹ میں آتی ہوں"۔ انجلینا نے کہا اور پھر وہ سٹور روم سے باہر نکل گئی۔ اس کی واپسی ایک منٹ سے بھی کم وقت میں ہوگئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک گیس بم اور ایک مشین پسٹل تھا۔ اس نے گیس بم شردا پاؤ کی طرف بڑھا دیا۔

"آؤ۔ لیکن بہت زیادہ محتاط رہنا"...... شردا پاؤ نے گیس بم لینے کے بعد تہہ خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ چند سیکنڈوں

بعد وہ دونوں تہہ خانے کی سیڑھیوں تک پہنچ گئیں۔ نیچے تہہ خا میں ابھی تک لڑائی ہو رہی تھی۔ پہلی سیڑھی پر ہی کھڑے ہو کر پاؤ نے گیس بم نیچے اچھال دیا اور بم کے نیچے پہنچنے سے پہلے دونوں واپس سٹور روم میں آ گئیں۔ سٹور روم میں بھی انہوں رکنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ سٹور روم سے بھی باہر نکل آئیں۔ روم تک گیس کے اثرات پہنچ سکتے تھے لیکن باہر کھلی فضا میں ا گیس سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

وہ پانچ منٹ تک باہر رہیں۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر روم کی طرف بڑھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ اب تک گیس ہوا تحلیل ہو گئی ہو گی۔ سٹور روم سے ہوتی ہوئیں وہ تہہ خا۔ طرف بڑھیں۔ گو کہ انہیں یقین تھا کہ تہہ خانے میں موجود لڑکیاں بے ہوش ہو چکی ہوں گی لیکن اس کے باوجود وہ محتاط تھ تہہ خانے کی پہلی سیڑھی پر پہنچ کر انہوں نے نیچے دیکھا۔ نیچے لڑکی سمیت ان کی ساتھی تینوں لڑکیاں بھی بے ہوشی کی حالت فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں نہایت ہی احتیاط سے اترنے لگیں۔ مشین پسٹل انجلینا کے ہاتھ میں تھا اور اس کا سامنے کی طرف تھا۔ ایک لمحے سے بھی کم وقت میں انجلینا ا میں آ سکتی تھیں۔ وہ دونوں نیچے اتر آئیں اور اس دوران لڑکی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار نہ ہوئے۔ وہ دونوں سوئ لڑکی کے قریب بیٹھ گئیں۔ انہوں نے سوئس لڑکی کی آنکھیں کھو

لر دیکھیں۔ اس کی نبض چیک کی تو انہیں اطمینان ہوا کہ سوئس لڑکی مکمل طور پر بے ہوش ہے۔

''شلپا وغیرہ نے نجانے کیوں اسے کھولا ہو گا اور شلپا وغیرہ تو زخمی بھی ہیں۔ ہوش میں لانے کے بعد ان کی مرہم پٹی بھی کرنی پڑے گی''...... شردا پاؤ نے انجلینا سے کہا اور پھر اس نے بے ہوش سوئس لڑکی کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ الماری سے اس نے رسی کا ایک چھوٹا بنڈل اٹھایا اور واپس سوئس لڑکی کے قریب آ گئیں۔

''شلپا وغیرہ نے اسے نہیں کھولا بلکہ اس نے کسی طریقے سے رسی کاٹی ہے۔ یہ دیکھو پہلے والی رسی کے ٹکڑے''...... انجلینا نے کہا اور ساتھ ہی اسے رسی کے ٹکڑے بھی دکھائے جو کرسی سے نیچے گرے ہوئے تھے۔

''ہاں۔ میری نظر ان پر نہیں پڑی۔ یا شاید میں نے رسی کے ان ٹکڑوں پر توجہ نہیں دی۔ واقعی یہ تو کٹے ہوئے ٹکڑے ہیں۔ اس لڑکی نے یہ رسی کیسے کاٹی ہو گی''...... شردا پاؤ نے سوچتے ہوئے کہا۔

''شلپا وغیرہ کو ہوش میں لا کر پوچھیں گے شاید انہیں معلوم ہو''۔ انجلینا نے کہا۔ شردا پاؤ نے اثبات میں سر ہلایا پھر اس نے سوئس لڑکی کے ہاتھ پشت پر کر کے رسی سے باندھے اور پھر رسی کو کرسی سے بھی باندھ دیا۔

”الماری میں اینٹی گیس انجکشن موجود ہیں۔ میں شلپا، مارگ
اور روزا کو انجکشن لگاتی ہوں“...... سوئس لڑکی کو کرسی سے باند
کے بعد شردا پاؤ نے انجلینا سے کہا اور پھر وہ الماری کی طر
بڑھی۔ اس نے الماری میں سے ایک سرنج اور ایک انجکشن نکالا
تیار کر کے اپنی تینوں ساتھیوں کو لگا دیا۔ انجکشن لگنے کے ایک ڈ
منٹ بعد ان کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر
تھوڑی دیر بعد وہ مکمل طور پر ہوش میں آ گئیں۔

”اوہ۔ لڑائی کے دوران تم آ گئی تھیں“...... شلپا دیوی نے ا
اور شردا پاؤ سے کہا۔

”ہاں۔ باتیں بعد میں ہوں گی پہلے میں اور انجلینا تمہاری
پٹی کر دیں۔ تمہارے زخموں سے ابھی تک خون رس رہا ہے“۔
پاؤ نے شلپا دیوی سے کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ الم
میں میڈیکل بکس رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ بکس اٹھایا اور پھر
نے انجلینا کے ساتھ مل کر ان تینوں کی مرہم پٹی کر دی۔ مرہم
کرنے کے بعد اس نے انہیں طاقت کے انجکشن بھی لگا دیئے۔

”ہاں۔ شلپا۔ اب یہ بتاؤ کہ اس لڑکی نے اپنے ہاتھ پر ب
ہوئی رسی کیسے کاٹ لی“...... مرہم پٹی سے فارغ ہونے کے بعد
پاؤ نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

”اس بات پر ہمیں بھی حیرت ہے۔ میں ابھی تک نہیں
پائی“...... شلپا دیوی نے کہا۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھی اور

نے سوئس لڑکی کے بندھے ہوئے ہاتھ چیک کیے۔ خاص طور پر اس
نے ناخن بھی دیکھا۔ لیکن اسے کوئی بھی خاص بات نظر نہیں آئی۔

”حیرت ہے۔ اب بھی میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ
رہی“...... شلپا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی لڑکیوں
نے بھی باری باری جولیا کے ہاتھوں اور ناخنوں کا معائنہ کیا لیکن
انہیں بھی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔

”واقعی۔ اس کے ہاتھوں اور ناخنوں میں کوئی بھی خاص بات
نظر نہیں آ رہی“...... مارگریٹ نے کہا۔

”یہ سیکرٹ ایجنٹ ہے اس نے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کر ہی
لیا ہو گا“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”پھر اسے ہوش میں لا کر اسی سے نہ پوچھا جائے“...... انجلینا
نے شلپا دیوی سے کہا۔

”نہیں۔ یہ لڑکی زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے“۔ شلپا
دیوی نے انجلینا سے کہا۔

”زبان کھلوانے کے ہمیں جو طریقے بتائے گئے ہیں۔ ان میں
سے ہم نے ابھی تک اس لڑکی پر ایک طریقہ بھی نہیں آزمایا“۔ روزا
نے شلپا دیوی سے کہا۔

”وہ طریقے بھی ہم اس لڑکی پر آزمائیں گی لیکن اب ہم شردا
پاؤ اور انجلینا سے یہ پوچھ لیں کہ یہ تہہ خانے میں کیسے آ گئیں“۔
شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا تو انجلینا نے اسے تہہ خانے میں

پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔

''ہاں۔ یہ ہم پر کچھ حاوی ہو تو گئی تھی لیکن ہم نے اسے قابو کر لینا تھا''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''دراصل ہمیں اس کی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوا تھا۔ جس کا اس نے کچھ دیر کے لئے فائدہ اٹھایا''...... روزا نے انجلینا اور شردا پاؤ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شلپا دیوی، روزا اور مارگریٹ، انجلینا اور شردا پاؤ سے شرمساری محسوس کر رہی تھیں۔

''واقعی۔ دشمن کی طاقت کا صحیح اندازہ نہ ہو تو بعض اوقات نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا کرنا ہے۔ کیا اس لڑکی کو بھی اینٹی گیس انجکشن لگا دیں''...... انجلینا نے شلپا دیوی سے کہا۔

''نہیں۔ اس وقت نہیں۔ پہلے راڈز والی کرسی لے کر آؤ۔ اس لڑکی کو اس کرسی پر جکڑ دو۔ اس کے بعد ہم اسے ہوش میں لائیں گے''...... شلپا دیوی نے انجلینا سے کہا۔

''ہاں۔ راڈز والی کرسی بہتر رہے گی''...... انجلینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ راڈز والی دو کرسیاں سٹور میں رکھی ہوئی تھیں اور انجلینا سٹور میں سے کرسی اٹھانے کی خاطر آگے بڑھی لیکن ابھی اس نے دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ سیڑھیوں پر کھٹکا سا ہوا اور تہہ خانے میں موجود وہ پانچوں لڑکیاں بری طرح چونک پڑیں۔

عمران کی کار دانش منزل سے نکل کر سڑک پر آئی تو اس نے جیب سے اپنا موبائل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ صفدر سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد رابطہ ملنے پر صفدر کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جی عمران صاحب۔ میں نے آپ کا نمبر دیکھ لیا تھا۔ حکم کیجئے''۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''میں اس وقت جولیا کے فلیٹ کی طرف جا رہا ہوں۔ تم بھی فوراً جولیا کے فلیٹ پہنچ جاؤ۔ جولیا اپنے فلیٹ سے غائب ہے''۔ عمران نے صفدر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''جولیا اپنے فلیٹ سے غائب ہے۔ کیا مطلب عمران صاحب''۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔
''مطلب جولیا کے فلیٹ پر آ کر پوچھنا''...... عمران نے کہا
پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ جولیا کا فلیٹ صفدر کے فلیٹ
قریب ہی تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس کے پہنچنے
پہلے ہی صفدر جولیا کے فلیٹ پر پہنچ چکا ہو گا اور پھر ہوا بھی ا
ہی۔ جب عمران جولیا کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو و
دروازے پر ہی موجود تھا اور اس کے چہرے پر غیر معمولی سنج
کے تاثرات تھے۔

''عمران صاحب۔ دروازے کے لاک میں تیزاب ڈال
لاک توڑا گیا ہے''...... عمران کو دیکھ کر صفدر نے کہا۔ عمران
دروازے کے لاک کا معائنہ کیا۔ صفدر نے جو کچھ کہا تھا ٹھیک
تھا۔ لاک واقعی تیزاب ڈال کر توڑا گیا تھا۔

''تم ابھی تک باہر ہی کھڑے ہو یا اندر کا چکر لگا لیا ہے
نے''...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ میں ابھی تک اندر نہیں گیا''...... صفدر
انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ اندر کا معائنہ کر لیں''...... عمران نے صفدر سے کہا ا
پھر وہ دونوں جولیا کے فلیٹ میں داخل ہو گئے۔ ان دونوں
اچھی طرح فلیٹ کی تلاشی لی لیکن کوئی بھی کارآمد چیز نظر نہ آئی۔

''عمران صاحب۔ یقیناً جولیا کو اغوا کر لیا گیا ہے''...... کچھ د

صفدر نے عمران سے کہا۔

''آثار تو ایسے ہی دکھائی دے رہے ہیں کہ اب سیکرٹ گرلز
ے ساتھ ساتھ جولیا کا بھی سراغ لگانا پڑے گا''...... عمران نے
فدر سے کہا تو اس نے اثبات میں اپنے سر کو ہلا دیا۔

''جی ہاں۔ فلیٹ سے تو کچھ بھی معلوم نہیں ہو رہا''...... صفدر
نے عمران سے کہا۔

''فکر نہ کرو۔ سب کچھ معلوم ہو جائے گا''...... عمران نے صفدر
سے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ صفدر بھی اس
کے ساتھ جولیا کے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اب دروازے کو لاک نہیں
کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے دروازے کو لاک کئے بغیر ہی
چھوڑا اور نیچے گراؤنڈ فلور پر آ گئے۔ پلازہ کے رہائشی حصے کے آغاز
میں گیٹ کے قریب ہی کیبن بنا ہوا تھا اور اس کیبن میں ایک
سیکورٹی گارڈ نظر آ رہا تھا۔ عمران اس سیکورٹی گارڈ کی طرف بڑھا۔

''السلام علیکم''...... عمران نے کیبن میں داخل ہوتے ہی سیکورٹی
گارڈ کو سلام کیا۔

''وعلیکم السلام''...... سیکورٹی گارڈ نے سلام کا جواب دیا اور ساتھ
ہی سوالیہ انداز میں عمران اور صفدر کو دیکھا۔

''یہاں آپ ہی ڈیوٹی دیتے ہیں''...... عمران نے سیکورٹی گارڈ
سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اس ہفتے صبح سے شام تک میری ڈیوٹی ہے اور رات

کو فیضان ڈیوٹی پر ہوتا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔
''اب فیضان ہی ڈیوٹی کر کے گیا ہے''...... عمران نے
گارڈ سے دوسرا سوال کیا۔
''جی ہاں۔ میں حسبِ معمول صبح ہی آیا ہوں''...... سیکور
نے عمران کے سوال کا جواب دیا۔
''فیضان آپ کے آنے پر ڈیوٹی آف کر کے گیا ہے
کے آنے سے پہلے ہی چلا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔
''جناب وہ میرے آنے پر ہی گیا ہے لیکن آپ یہ سب
پوچھ رہے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔
''ہم تمہارے ہیڈ آفس سے آئے ہیں۔ ہمیں فیضا
بارے میں ایک نہایت ہی غلط شکایت ملی ہے۔ ہم اسی شکای
سلسلے میں چھان بین کرنے آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔
''سر''...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس
عمران اور صفدر کو سیلوٹ بھی کیا۔
''کہاں رہتا ہے یہ فیضان۔ اس کا ایڈریس بتائیں''......
نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔
''الکریم کالونی۔ مکان نمبر سی ایک سو دس۔ سر شکایت کیا۔
سیکورٹی گارڈ نے ایڈریس بتانے کے بعد پوچھا۔
''فی الحال شکایت کے بارے میں ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔
ہے شکایت غلط ہو۔ جب ہم چھان بین کر لیں گے تو اس کی

میں رپورٹ تیار کریں گے۔ اس رپورٹ میں سب کچھ لکھا جائے گا
اور وہ رپورٹ بھی سب کے سامنے آ جائے گی''...... عمران نے کہا
اور وہ واپسی کے لئے مڑا۔
''کیا فیضان بھی ریٹائرڈ فوجی ہے''...... عمران کے مڑنے کے
بعد صفدر نے سیکورٹی گارڈ سے پوچھا۔
''نو سر۔ فیضان تو نوجوان لڑکا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے صفدر
سے کہا۔
''اوکے''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ بھی کیبن سے باہر آ گیا۔
عمران نے اس کا سوال اور سیکورٹی گارڈ کا جواب بھی سن لیا تھا۔
اس کے بعد وہ اپنی کار کی طرف بڑھا جبکہ صفدر اپنی کار کی طرف
بڑھ گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ الکریم کالونی پہنچ گئے۔ یہ غریب
طبقے کی کالونی تھی جو دارالحکومت کے مضافات میں تھی۔ اس کالونی
کی گلیاں اتنی کشادہ نہیں تھیں کہ کاریں گلیوں میں جا سکتیں لہٰذا
انہوں نے اپنی کاریں مین روڈ سے نیچے اتار کر ایک سائیڈ پر کھڑی
کیں اور دکانوں کی طرف بڑھے۔
''سیکورٹی گارڈ تو ریٹائرڈ فوجی ہوتے ہیں عمران صاحب۔ اس
کمپنی نے نوجوان کیسے بھرتی کر لیا''...... دکانوں کی طرف بڑھتے
ہوئے صفدر نے عمران سے پوچھا۔
''جب سے بے روزگاری زیادہ ہوئی ہے اور پرائیویٹ سیکورٹی
فراہم کرنے والی کمپنیاں بھی زیادہ ہو گئی ہیں تب سے کمپنیوں کو

نوجوان افراد کو بھی سیکورٹی گارڈ رکھنے کی اجازت مل گئی ہے“ عمران نے صفدر سے کہا۔ پھر وہ دکانوں کے قریب پہنچ گئے۔ عمرا نے ایک دکاندار سے مکان نمبر سی ایک سو دس کا پوچھا۔ تو اس عمران کو اچھی طرح ایڈریس سمجھا دیا۔ عمران نے دکاندار کا شکریہ ا کیا اور پھر وہ گلیوں کی طرف بڑھے۔ تھوڑی سی کوشش کے بع انہیں مکان نمبر سی ایک سو دس نظر آ گیا۔ عمران نے دروازے پ دستک دی تو چند لمحوں بعد ایک بزرگ صورت دکھائی دی۔

”السلام علیکم“...... عمران نے بزرگ کو سلام کیا تو بزرگ اس کے سلام کا جواب دیا۔

”محترم۔ کیا فیضان صاحب اسی گھر میں رہتے ہیں“...... عمران نے بزرگ سے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ میرا بیٹا ہے“...... بزرگ نے عمران اور صفدر ک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ ہم فیضان صاحب سے ملنے کے لئے آئے ہیں“۔ عمران نے بزرگ سے کہا۔

”بیٹا۔ وہ تو رات کی ڈیوٹی کر کے آیا ہے اور سو رہا ہے لیکن آپ کون ہیں اور اس سے کیوں ملنا چاہتے ہیں“...... بزرگ نے عمران سے پوچھا وہ عمران اور صفدر کی شخصیت کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

”آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم فیضان کے ہیڈ آفس سے آئے

ہیں۔ ہمیں اس کے متعلق ایک شکایت ملی ہے اور ہم اس سے چند سوال کرنے آئے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور اسے جگا دیں“۔ عمران نے فیضان کے والد سے کہا۔

”اچھا جی۔ میں اسے جگا دیتا ہوں“...... بزرگ نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا اور تقریباً دو منٹ بعد پھر دروازے سے باہر آ گیا۔

”آیئے جناب۔ اندر آ جایئے۔ میں نے پردہ کرا دیا ہے“۔ فیضان کے والد صاحب نے عمران اور صفدر سے کہا۔ وہ دونوں فیضان کے گھر میں داخل ہو گئے یہ ایک چھوٹا سا گھر تھا چھوٹے سے صحن کے بعد دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے اور کمروں کی حالت کافی خستہ تھی۔ صحن میں ہی پانی کے لئے ہینڈ پمپ لگا ہوا تھا اور ایک نوجوان ہینڈ پمپ پر منہ ہاتھ دھو رہا تھا۔ عمران اور صفدر، فیضان کے والد کی رہنمائی میں ایک کمرے میں آ گئے۔

”جناب۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو بٹھانے کے لئے میرے پاس آپ کی شان کے مطابق کوئی جگہ نہیں ہے“...... فیضان کے والد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ کمرے میں صرف دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں۔

”بزرگوار۔ آپ ہمیں کیوں شرمندہ کر رہے ہیں۔ ہماری شان آپ کی شان سے زیادہ نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اور صفدر ایک چار پائی پر بیٹھ گئے۔

"جناب۔ فیضان منہ دھو کر آ رہا ہے۔ میں آپ کے چائے بنا کر لاتا ہوں"...... فیضان کے والد نے عمران سے کہا۔

"نہیں بزرگوار۔ ہمیں بہت جلدی ہے۔ اس لئے چائے تکلف نہ کریں۔ فیضان کو جلدی سے بلا دیں"...... عمران نے اور اسی لمحے وہ نوجوان کمرے میں داخل ہوا جو ہینڈ پمپ پر ہاتھ دھو رہا تھا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی انہیں س کیا۔

"تو آپ کا نام فیضان ہے"...... عمران نے اس نوجوان کو سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میرا نام فیضان کریم ہے"...... نوجوان نے مؤد لہجے میں عمران سے کہا۔

"تشریف رکھیں آپ"...... عمران نے اس سے کہا تو وہ دو چار پائی پر بیٹھ گیا۔

"بزرگوار۔ آپ کمرے سے باہر تشریف لے جائیں اور کو کریں کہ ہماری آواز گھر کے کسی فرد تک نہ پہنچے"...... عمران فیضان کے والد سے کہا جو ابھی تک کمرے میں کھڑا ہوا تھا۔

"بہت بہتر جناب"...... فیضان کے والد نے عمران سے کہا پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور دروازہ اس نے بند کر لیا۔

"فیضان۔ ہم نے بتایا تو یہی ہے کہ ہم تمہارے ہیڈ آفس آئے ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ ہم تمہارے ہیڈ آفس سے

آئے بلکہ ہمارا تعلق خفیہ پولیس سے ہے لیکن چونکہ تم محنتی اور اچھے کردار کے نوجوان ہو اور تم پر گھر کی ذمہ داریاں بھی ہیں اس لئے ہم نے تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر نہیں بلایا۔ بلکہ خود چل کر تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ محلے میں تمہاری عزت اور کمپنی میں تمہاری ساکھ برقرار رہے"...... عمران نے فیضان سے کہا۔ عمران کی بات سن کر فیضان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ وہ نہایت ہی خوفزدہ دکھائی دینے لگا۔

"ہم سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ہمیں اپنا دوست سمجھو۔ ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اگر ہم نے تمہیں کوئی نقصان پہنچانا ہوتا یا تم سے کوئی زیادتی کرنی ہوتی تو ہم یہاں نہ آتے بلکہ تم کو کسی نامعلوم مقام پر تشدد کا نشانہ بنا رہے ہوتے"...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"س۔ سر۔ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی ہے"...... فیضان نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"جس پلازہ میں تم ڈیوٹی دیتے ہو اس پلازہ میں آج کل ایک نوجوان غیر ملکی لڑکی رہائش پذیر ہے۔ تم اسے جانتے ہو"...... عمران نے فیضان سے کہا۔

"جی ہاں۔ مس لیانا ان کا نام ہے"...... فیضان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ بالکل یہی نام ہے اس کا۔ رات اسے اس کے فلیٹ

سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ اب تم یہ بتاؤ گے کہ اسے کیسے اغوا کیا گیا ہے''...... عمران نے فیضان سے کہا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔

''اغ۔لل۔لیکن میں کیسے بتا سکتا ہوں''...... فیضان نے بری طرف ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ تم اس پلازہ میں سیکورٹی گارڈ ہو۔ تمہاری مدد کے بغیر اس پلازہ میں کوئی غیر قانونی حرکت نہیں ہو سکتی''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''جج۔ جناب۔ یقین کریں۔ میں مس لیانا کے اغوا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... فیضان نے کہا۔ عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''فیضان۔ مس لیانا یہاں مہمان تھی۔ اگر اس کے اغوا کی خبر اس کے ملک تک پہنچ گئی تو یہ ہماری بہت بڑی بدنامی ہو گی۔ ہم نے فوری طور پر اسے تلاش کرنا ہے۔ یہ ہمارے ملک کے وقار کا معاملہ ہے۔ لہٰذا تم صحیح صحیح بتاؤ کہ رات پلازہ میں کون کون آیا ہے۔ میں پلازہ کے غیر رہائشی افراد کے متعلق پوچھ رہا ہوں''۔ عمران ے فیضان سے کہ تو فیضان ایک مرتبہ پھر چونک پڑا۔

''سر۔ تین لڑکیاں آئی تھیں۔ جنہوں نے مجھے بتایا کہ وہ مس لیانا کی دوست ہیں اور ان سے ملنے کے لئے آئی ہیں۔ مس لیانا نے انہیں ملنے کے لئے صبح چار بجے کا وقت دیا تھا''...... فیضان نے عمران سے کہا۔

''پھر کیا ہوا۔ کیا وہ تمہارے سامنے فلیٹس کی طرف بڑھی تھیں''۔ عمران نے فیضان سے پوچھا۔

''نو سر۔ انہیں مس لیانا کے فلیٹ کا نمبر بھول گیا تھا۔ میں نے نہیں نمبر بتا دیا لیکن جیسے ہی میں نے انہیں نمبر بتایا ایک لڑکی نے میرے سر پر مکا مار دیا۔ جس سے میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے صبح چھ بجے ہوش آیا''...... فیضان نے عمران سے کہا۔

''تمہارے سامنے انہوں نے مس لیانا کا نام بھی لیا تھا''۔ عمران نے فیضان سے پوچھا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

''نہیں۔ انہوں نے مس لیانا کا حلیہ بتایا تھا۔ نام میں نے ان کے سامنے لیا تھا''...... فیصان نے سوچنے کے بعد کہا۔

''کس طرح آئی تھیں وہ''...... عمران نے ایک اور سوال فیضان سے پوچھا۔

''سر۔ وہ کار پر آئی تھیں۔ سفید رنگ کی ہنڈا کار تھی''۔ فیضان نے عمران سے کہا۔

''نمبر کیا تھا اس کار کا''...... عمران نے فیضان سے پوچھا تو اس نے نمبر بھی بتا دیا۔

''اوکے فیضان۔ ہم تمہاری باتوں پر یقین کرتے ہوئے فی الحال جا رہے ہیں۔ لیکن اگر تمہاری باتیں غلط ثابت ہوئیں تو پھر ہم تمہیں اپنے ہیڈکوارٹر بلوا لیں گے اور ہاں اپنے بھلے کے لئے اتنا بھی یاد رکھنا کہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں انہیں اپنے تک

محدود رکھنا۔ اپنے گھر والوں کو بھی اس کے متعلق نہ بتانا۔ خفیہ پولیس کی باتیں خفیہ ہی ہوتی ہیں''...... عمران نے فیصان سے کہ اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''جی سر۔ جی سر۔ میں سمجھتا ہوں سر''...... فیضان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''باہر دیکھو۔ پردہ تو نہیں ہے''...... عمران نے فیضان سے کہا وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا۔

''آیئے سر۔ آیئے''...... اس نے باہر دیکھنے کے بعد کہا عمران اور صفدر کمرے سے باہر آئے۔

''جناب۔ چائے تیار ہے۔ چائے تو پیتے جائیں''...... اسی لے فیضان کے والد نے دوسرے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

''محترم۔ آپ کے خلوص کا بہت شکریہ۔ لیکن اس وقت بہت جلدی میں ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ فیضان کے گ سے باہر آ گئے۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد وہ اپنی کاروں کے قریب چکے تھے۔

''عمران صاحب۔ میں اس کار کے بارے میں معلومات حاص کرتا ہوں''...... صفدر نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ تم رجسٹریشن آفس سے کار کے بارے میں معلوما حاصل کر کے مجھے فون کرو۔ میں اتنی دیر میں ایکسٹو کو رپورٹ د لوں''...... عمران نے صفدر سے کہا اور پھر اس نے اپنی کار کا درو

کھولا جبکہ صفدر اپنی کار کی طرف بڑھا۔ پھر دونوں کاریں مڑیں اور واپس دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگیں۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... جیسے ہی عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے اس سے کہا۔

''جولیا کو سیکرٹ گرلز اغوا کر چکی ہیں''...... عمران نے بلیک زیرو کو بتایا تو وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو سیکرٹ گرلز پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تک پہنچنا شروع ہو گئی ہیں لیکن کیسے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے ذریعے سے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو وہ اور زیادہ حیران ہو گیا۔

''آپ کے ذریعے سے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ یہ میرا اندازہ ہے کہ کل جولیا تمام دن میرے ساتھ رہی ہے۔ ان لڑکیوں نے یقیناً اسے میرے ساتھ دیکھا ہو گا اور پھر ہمارا تعاقب کر کے وہ سٹی پلازہ پہنچی ہوں گی''...... عمران نے اپنا اندازہ بلیک زیرو کو بتایا۔ اس کے بعد اس نے اپنی آج کی کارروائی کی تفصیل بھی اسے بتا دی۔

''عمران صاحب۔ ان لڑکیوں نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ کو اور جولیا کو اس کی خبر تک نہیں ہو سکی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کل ہم سارا دن شہری حدود میں ہی رہے ہیں۔ جہاں ٹریفک کا اژدھام رہتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے تعاقب کو چیک نہیں سکے ہوں گے اور دوسری بات یہ کہ سیکرٹ فیلڈ کے ہم ہی تو ا نہیں ہیں اور لوگوں کو بھی اس فیلڈ کے ماہر ہونے کا حق حا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ ہم سے بھی بڑھ ا باصلاحیت لوگ اس فیلڈ میں موجود ہوں گے"...... بلیک زیرو ا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی وقت عمران کے موبائل فو کی بیل بھی بجنے لگی۔ عمران نے جیب میں سے موبائل فون نکال ا سکرین دیکھی۔ صفدر کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میں صفدر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"میاں دفتر۔ بولتے رہو۔ تمہاری آواز میرے کانوں میں ر گھولتی ہے"...... عمران نے صفدر سے کہا۔

"عمران صاحب۔ کار کسی اکرام اللہ کے نام رجسٹرڈ ہے۔ م نے رجسٹریشن آفس سے اس کا ایڈریس حاصل کر لیا ہے اور ا اس ایڈریس کی طرف جا رہا ہوں"...... دوسری طرف سے صفدر۔ عمران سے کہا۔

"اوکے۔ تم کار کے مالک کو دانش منزل پہنچا دینا۔ پھر کار کا مالک جانے اور چیف جانے"...... عمران نے صفدر سے کہا۔

"جی بہتر۔ عمران صاحب۔ کیا آپ نے چیف کو رپورٹ دے دی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تمہیں تو پتہ ہے کہ چیف کو پل پل کی رپورٹ دینی پڑتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے الوداعی کلمات کہہ کر کال منقطع کر دی۔

"عمران صاحب۔ کیا گرلز نے ایسی کار استعمال کی ہو گی جس کے ذریعے ہم ان تک پہنچ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

"کاریں اور رہائشیں انہوں نے خود حاصل نہیں کیں۔ اس کے لئے انہوں نے یقیناً کسی کی مدد حاصل کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جس سے مدد حاصل کی ہو اس سے یہ غلطی ہو گئی ہو کہ اس نے اپنے نام سے ہی یہ کار حاصل کی ہو"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"جی ہاں۔ غلطی سے ایسا ہو سکتا ہے۔ اب صفدر اکرام اللہ کو لے آئے تو پھر بات آگے بڑھے گی"...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا تو عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر تو اپنا کام کر ہی رہا ہے۔ میں تنویر کو بھی ہدایت کر دیتا ہوں کہ وہ تمام ممبران سے کہہ دے کہ وہ یہ کار تلاش کریں"۔

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اس نے تنویر کے نمبر پریس کر
دیئے۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی عمران
نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم چیف''...... دوسری طرف سے تنویر کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

''ایک کار کا نمبر نوٹ کر لو''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں
کہا اور ساتھ ہی اس نے نمبر بھی بتا دیا۔

''یس چیف۔ میں نے کار کا نمبر نوٹ کر لیا ہے''...... تنویر نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جولیا کو اغوا کرنے والی لڑکیوں نے یہی کار استعمال کی ہے''۔
عمران نے تنویر سے کہا۔

''یس چیف''...... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صفدر رجسٹریشن آفس سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اس
کار کے مالک کی طرف گیا ہے لیکن ممکن ہے کہ کار کا مالک ان
معلومات کے مطابق نہ مل سکے۔ لہٰذا تم سمیت تمام ممبران اس کار
کو ٹریس کرنے کی کوشش کریں''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں
تنویر سے کہا اور پھر دوسری طرف سے جواب سنے بغیر ہی اس نے
رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لے آؤں''۔

ہی عمران نے فون کا رسیور رکھا بلیک زیرو نے اس سے کہا۔

''ہاں۔ بنا لاؤ''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کرسی سے اٹھ کر
ن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ چائے کے دو
پ بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا
ر دوسرا کپ اپنے سامنے رکھ لیا۔

''تم نے تو کہا تھا کہ آپ کے لئے چائے بنا لاؤں۔ اب
یرے ساتھ تم اپنے لئے بھی چائے بنا لائے ہو''...... عمران نے
کہا۔

''میزبان کے لئے حکم ہے کہ وہ جو مہمان کو پیش کرے۔ خود
بھی استعمال کرے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ مجھے تو آج پتہ چلا ہے کہ میں تمہارا مہمان ہوں''۔
جواب میں عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا وہ چائے پینے کے ساتھ
ساتھ باتیں بھی کرتے رہے۔ پھر چائے ختم ہو گئی اور چائے ختم
ہونے کے تھوڑی دیر بعد عمران کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ''۔
عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف
سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں صفدر۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں

صفدر سے کہا۔

‘‘عمران صاحب۔ اکرام اللہ گرینڈ ہوٹل میں سپروائزر تھا۔ ایک ہفتے قبل اس کی یہ کار چوری ہو گئی تھی۔ جس کی رپورٹ اس نے اپنے متعلقہ تھانے میں بھی درج کرائی تھی اور آج سے تین دن پہلے وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں مارا بھی گیا ہے’’...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

‘‘گرینڈ ہوٹل کا مالک کون ہے’’...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔

‘‘گرینڈ ہوٹل کے مالک کا نام شیفرڈ ہے’’...... صفدر نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘تم نے اس شیفرڈ کو چیک کیا ہے’’...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔

‘‘نہیں۔ عمران صاحب۔ ابھی تک تو چیک نہیں کیا’’...... دوسری طرف سے صفدر نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

‘‘تم اس شیفرڈ کو چیک کرو اور تنویر کو بھی اپنے پاس بلا لو۔ اگر شیفرڈ معمولی سا بھی مشکوک دکھائی دے تو اسے دانش منزل پہنچا دو۔ میں اتنی دیر میں تمہاری دی ہوئی رپورٹ ایکسٹو کو دیتا ہوں’’۔ عمران نے کہا۔

‘‘اوکے عمران صاحب۔ میں شیفرڈ کو چیک کرتا ہوں’’...... صفدر نے عمران سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ عمران نے موبائل فون اپنے سامنے رکھ دیا۔

صفدر نے عمران سے بات کرنے کے بعد کال منقطع کی اور پھر تنویر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

‘‘یس صفدر۔ تنویر بول رہا ہوں’’...... کال رسیو ہونے پر تنویر کی آواز سنائی دی۔

‘‘تنویر۔ میں گرینڈ ہوٹل جا رہا ہوں تم بھی گرینڈ ہوٹل پہنچ جاؤ۔ میں تمہیں ہوٹل کے باہر ملوں گا’’...... صفدر نے کہا۔

‘‘مجھے تو چیف نے بتایا تھا کہ تم اس کار کے مالک کی طرف جا رہے ہو جس کار کو جولیا کے اغوا میں استعمال کیا گیا ہے’’...... تنویر نے صفدر سے کہا۔

‘‘ہاں۔ میں نے عمران صاحب کو یہی رپورٹ دی تھی اور عمران نے چیف کو رپورٹ دی ہو گی۔ اس کار کے مالک کا گرینڈ ہوٹل سے گہرا تعلق ہے۔ اس لئے تم اسی طرف آ جاؤ’’...... صفدر نے تنویر

سے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے تنویر کی آ سنائی دی اور پھر کال منقطع ہو گئی۔ صفدر نے موبائل فون جیب رکھ لیا اور اس کے بعد وہ پوری توجہ سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔ دیر کے بعد وہ گرینڈ ہوٹل پہنچ گیا۔ گرینڈ ہوٹل سے کچھ پہلے ا نے فٹ پاتھ کے قریب کار روک لی اور تنویر کا انتظار کرنے ل اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ صرف نصف منٹ بعد تنویر کی اس کی کار کے پیچھے آ کر رکی اور پھر تنویر کار سے نیچے اتر آیا۔

''تم نے کار کے اندر ہی بیٹھے رہنا ہے''...... تنویر نے صفدر کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم میرے ساتھ آ کر بیٹھو۔ ہم ایک دوسرے کو اپ حالات تو بتا دیں''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔ تنویر اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تو صفدر نے مختصراً اسے جولیا کے اغوا ا اس کے بعد کے واقعات بتا دیئے۔

''اب ہم نے گرینڈ ہوٹل کے مالک شیفرڈ کو چیک کرنا ہے''۔ صفدر نے تنویر سے کہا۔

''صرف چیک کرنا ہے یا اس کی گردن بھی توڑنی ہے''...... تنو نے صفدر سے کہا۔

''عمران صاحب نے حکم دیا ہے کہ اگر شیفرڈ مشکوک ہو تو اسے دانش منزل پہنچا دیا جائے''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔

''یہ عمران ہمیں حکم دینے والا کون ہوتا ہے''...... عمران کا نام سن کر تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں پتہ ہے کہ عمران صاحب عموماً ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کے طور پر کام کرتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ ضرور ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کے طور پر کام کرتا ہے لیکن دوسرے لوگوں کے لئے، سیکرٹ سروس کے ممبران کے لئے نہیں''۔ تنویر نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر ہنسنے لگا۔

''اچھا۔ آؤ شیفرڈ سے ملیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کار سے اتر کر ہوٹل کی طرف بڑھے۔ چند سیکنڈ بعد وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوئے۔ اس وقت ہال خالی تھا۔ ہال میں ایک گاہک بھی موجود نہیں تھا۔ البتہ کاؤنٹر پر ایک لڑکی موجود تھی۔ وہ دونوں کاؤنٹر کی طرف بڑھے۔

''یس سر۔ جیسے ہی وہ کاؤنٹر کے قریب پہنچے تو کاؤنٹر گرل نے کاروباری مسکراہٹ سے کہا۔

''ہم نے ہوٹل کے مالک شیفرڈ سے ملنا ہے''...... صفدر نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''سر۔ باس تو شام چار بجے کے بعد ہوٹل آتے ہیں''۔ کاؤنٹر گرل نے صفدر سے کہا۔

''ہم اقوام متحدہ کی طرف سے پاکیشیا کے فائیو سٹار ہوٹلوں کا سروے کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارا شیفرڈ صاحب سے ملنا

بہت ضروری ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ ہم بار بار اس ہوٹل کا چکر لگاتے رہیں۔ ہم نے اس ہوٹل کی غلط رپورٹ دے دی تو ہوٹل کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ میں باس کے بنگلے پر فون کر کے پوچھتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے تنویر کے انداز اور شخصیت سے متاثر ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگی۔ رابطہ ملنے پر وہ تقریباً ایک منٹ تک بات کرتی رہی۔ پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''سر۔ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو آپ ان کے بنگلے پر چلے جائیں''...... کاؤنٹر گرل نے ان سے کہا۔

''اوکے۔ ایڈریس دیں ہمیں''...... تنویر نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''ٹی ڈبل فور، سوسائٹی''...... کاؤنٹر گرل نے شیفرڈ کا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... صفدر نے کاؤنٹر گرل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا جبکہ تنویر اس دوران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ دارالحکومت کے پوش علاقے سوسائٹی میں پہنچ گئے۔ ٹی ڈبل فور تلاش کرنے میں انہیں زیادہ وقت نہ لگا۔ دونوں کاریں ٹی ڈبل فور کے گیٹ پر رکیں۔ پھر صفدر نے نیچے اتر کر بیل کا بٹن پریس کیا تو فوراً ہی گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھل گیا اور ایک

غیر ملکی آدمی کی شکل دکھائی دی جس کے کندھے پر مشین گن نظر آ رہی تھی۔

''یس سر''...... مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں ان سے پوچھا۔

''ہم اقوام متحدہ کے اہلکار ہیں اور ہم نے شیفرڈ صاحب سے ملنا ہے''...... صفدر نے مسلح آدمی سے کہا۔

''باس۔ آپ کے متعلق مجھے ہدایات دے چکے ہیں۔ آپ تشریف لے آئیں''...... مسلح آدمی نے ان سے کہا۔ پھر وہ واپس اندر گیا اور اگلے ہی لمحے اس نے مین گیٹ کھول دیا۔ صفدر اس دوران دوبارہ اپنی کار میں بیٹھ چکا تھا۔ پھر دونوں کاریں حرکت میں آئیں اور بنگلے میں داخل ہو گئیں۔ بنگلے کے صحن، لان اور برآمدے میں کئی مسلح آدمی نظر آ رہے تھے۔ مین گیٹ کے قریب ہی درمیانے سائز کا ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں بھی تین افراد نظر آ رہے تھے۔ یہ سب مسلح افراد غیر ملکی تھے۔

''آیئے۔ میں باس تک آپ کی رہنمائی کر دوں''...... جب صفدر اور تنویر کار سے نیچے اترے تو گیٹ کھولنے والے نے ان سے کہا۔ ان دونوں نے اثبات میں اپنا سر ہلایا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ برآمدے سے گزر کر وہ ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ کافی کشادہ اور وسیع و عریض تھا اور اسے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ قیمتی فرنیچر کے علاوہ کمرے میں بیش قیمت ڈیکوریشن پیس بھی موجود تھے۔

"تشریف رکھیے سر۔ باس ابھی آتے ہیں"...... ان کے سا
آنے والے مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ دونوں صوف
پر بیٹھ گئے اور ڈرائینگ روم کا جائزہ لینے کے لگے۔

"سر۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ چائے، کافی یا شراب"...... ا
آدمی نے ان سے پوچھا۔

"نہیں شکریہ۔ بس ہم شیفرڈ صاحب سے جلد ملنا چاہیں گے"......
صفدر نے مسلح آدمی سے کہا۔

"باس۔ بس آنے ہی والے ہیں۔ میں آپ کے لئے چا
بنا کر لاتا ہوں"...... اس مسلح آدمی نے ان سے کہا اور پھر ا
ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ اسے ڈرائنگ روم سے باہر گئے ایک
آدھ منٹ ہی ہوا ہو گا کہ صفدر اور تنویر کو ایک دم ہی تیز بو
احساس ہوا۔ انہوں نے فوراً ہی اپنے سانس روکنے کی کوشش
لیکن بے سود کیونکہ انہیں ڈرائنگ روم تیزی سے گھومتا ہوا محسوس ہ
اور پھر ان کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

"صفدر کو اب تک رپورٹ دے دینی چاہئے تھی"...... عمران نے وال کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اب تک تو اس کی کال آجانی چاہئے تھی"...... بلیک زیرو نے بھی وال کلاک کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران نے میز پر رکھا ہوا اپنا موبائل فون اٹھایا اور اس نے صفدر کا نمبر ملایا لیکن صفدر کا نمبر آف ہو چکا تھا۔ عمران نے دو تین بار کوشش کی اور پھر اس نے موبائل فون سیٹ میز پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ گرینڈ ہوٹل کا مالک شیفرڈ واقعی اس معاملے میں ملوث ہے"...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے اور اب مجھے خود گرینڈ ہوٹل جانا پڑے گا"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور اس کے بعد وہ کرسی

سے کھڑا ہو گیا اسے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہوا اور عمران کو کنٹرول روم کے دروازے تک چھوڑنے کے لئے آیا۔

عمران کی سرخ سپورٹس کار نے اسے جلد ہی گرینڈ ہوٹل پہنچا دیا۔ اس نے اپنی کار گرینڈ ہوٹل کی پارکنگ میں روکی۔ اس وقت پارکنگ میں کوئی اور کار نہیں تھی۔ جیسے ہی اس نے کار پارک کی تو پارکنگ بوائے بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے ایک کارڈ کار کے شیشے پر چسپاں کر دیا اور دوسرا عمران کے حوالے کر دیا۔ عمران نے اسے ایک چھوٹا نوٹ پکڑایا اور ہال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔
وہ ہال میں داخل ہوا تو ہال اس وقت مکمل طور پر خالی تھا۔ اس نے خالی ہال پر نظر دوڑائی اور پھر اس نے کاؤنٹر کی طرف دیکھا۔ کاؤنٹر پر اس وقت ایک لڑکی کھڑی ہوئی تھی جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔
کاؤنٹر گرل کو اپنی طرف متوجہ پا کر عمران کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے مس۔ کیا آج گاہکوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے"۔ عمران نے کاؤنٹر گرل سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ ابھی چونکہ لنچ میں بہت دیر ہے اس لئے گاہک آپ کو نظر نہیں آ رہے"...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی گاہک مجھے تو نظر نہیں آ رہے کیا آپ کو نظر آ رہے ہیں"...... عمران نے ہال کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میرا مطلب ہے کہ گاہک لنچ ٹائم میں آنا شروع کرتے ہیں اور پھر رات اڑھائی تین بجے تک ہال بھرا رہتا ہے"...... کاؤنٹر گرل نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ مجھے گاہکوں سے کیا لینا دینا۔ وہ لنچ ٹائم میں آئیں یا بریک ٹائم میں۔ مجھے تو مسٹر شیفرڈ سے ملنا ہے۔ سنا ہے وہ اتنے شاندار ہوٹل کے مالک ہیں"...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ آپ کو باس سے ملنا ہے۔ لیکن باس تو شام چار بجے کے بعد ملتے ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"میں ملنا تو تم سے چاہتا ہوں۔ مسٹر شیفرڈ کا تو ایک بہانہ ہے"...... عمران نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"تو مجھ سے مل لیجئے سر۔ آپ کو کس نے منع کیا ہے"۔ کاؤنٹر گرل نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن مسٹر شیفرڈ سے پہلے ملنا میری مجبوری ہے۔ میں شیفرڈ سے مل لوں پھر تم سے ملوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

"اوکے۔ باس سے ملنا اگر آپ کی مجبوری ہے تو پھر آپ پہلے ان سے مل لیں۔ ان سے ملنے کے لئے آپ کو شام چار بجے تک انتظار کرنا پڑے گا"...... کاؤنٹر گرل نے عمران سے کہا۔

"شام چار بجے تک تو میں انتظار نہیں کر سکتا۔ چار بجنے میں تو

ابھی کئی گھنٹے پڑے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”سوری سر۔ باس تو چار بجے سے پہلے ہرگز نہیں مل سکتے“۔ کاؤنٹر گرل نے کہا۔

”اچھا آپ ان کا ایڈریس بتائیں۔ میں ان کے گھر انہیں مل لیتا ہوں“...... عمران نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

”اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ گھر پر کسی سے نہیں ملتے“...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

”آپ فائدے اور نقصان کو رہنے دیں۔ فی الحال ایڈریس بتائیں“...... عمران نے کہا۔

”اوکے میں آپ کو ان کے بنگلے کا ایڈریس بتا دیتی ہوں ڈبل فور، سوسائٹی۔ لیکن میں ایک بار پھر آپ پر واضح کر دوں باس آپ کو ملیں گے نہیں“...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

”یہ اب میرا مسئلہ ہے۔ بہرحال آپ کا شکریہ“...... عمران کاؤنٹر گرل سے کہا اور پھر وہ مڑا اور ہال سے باہر آ گیا۔ پھر لمحوں بعد اس کی کار سوسائٹی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ سوسائٹی کر ٹی ڈبل فور تلاش کرنے میں اسے زیادہ وقت نہ لگا۔ ٹی ڈبل کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے بیل کا بٹن پریس کیا۔

”یس سر“...... چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور غیر ملکی مسلح آدمی نے باہر آ کر کہا۔

”میرا نام سیٹھ جیران ہے اور میں آل ورلڈ فائیو سٹار ہوٹلز ایسوی ایشن کا جائنٹ سیکرٹری ہوں۔ مجھے شیفرڈ صاحب سے ملنا ہے“...... عمران کو شیفرڈ سے ملنے کا اور کوئی بہانہ نہ سوجھا تو اس نے سلیمان والا حربہ آزمانے کا سوچا۔ سلیمان آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن کا صدر تھا اور عمران آل ورلڈ فائیو سٹار ہوٹلز کا جائنٹ سیکرٹری بن گیا۔

اوکے۔ سر۔ میں باس کو اطلاع کرتا ہوں“...... مسلح آدمی نے مران سے کہا اور پھر وہ اندر چلا گیا۔ تقریباً ایک ڈیڑھ منٹ بعد گیٹ کھل گیا اور وہ مسلح آدمی دوبارہ دکھائی دیا۔

”آیئے سر۔ اس نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا تو عمران اپنی کار میں بیٹھا اور بنگلے میں داخل ہو گیا۔ مسلح آدمی نے اسے اشارے سے بتایا کہ وہ کار ایک طرف کھڑی کر دے۔ عمران نے کار روکی اور نیچے اترا اسے بنگلے کے پلاٹوں اور برآمدے میں کئی مسلح افراد دکھائی دیئے۔ گیٹ کے قریب ہی کیبن بنا ہوا تھا اور اس کیبن میں بھی تین افراد دکھائی دے رہے تھے۔

”سر۔ سیکورٹی آفس میں تشریف لا کر مہمانوں کی بک میں دستخط کر دیجئے“...... گیٹ کھولنے والے مسلح آدمی نے عمران کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کیبن کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ کیبن کے اندر پہنچا کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے ایک رجسٹر اس کی طرف

بڑھایا۔ عمران نے جیب سے قلم نکالا اور رجسٹر پر دستخط کرنے ک
لئے جھکا۔ جیسے ہی وہ جھکا رجسٹر والے آدمی کا دوسرا ہاتھ
حرکت میں آیا اور عمران کی ناک سے ٹکرایا۔ عمران کو اپنی ناک ا
منہ پر گیلے پن کا احساس ہوا اور اس نے فوراً ہی حرکت کرنا چا
لیکن اسی لمحے اس کا سر نہایت تیزی سے چکرایا اور وہ خالی
ہوئی بوری کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ اس کا ذہن مکمل طور
تاریکیوں میں ڈوب گیا تھا۔

صدیقی اور نعمانی اکٹھے ہی تھے۔ تنویر کی معرفت انہیں ایکسٹو کی ہدایت مل چکی تھی کہ وہ سفید رنگ کی ہنڈا کار نمبر ایل ایل ڈی ڈبل تھری ڈبل فائیو کو ٹریس کریں کیونکہ جولیا کو اغوا کرنے والی لڑکیوں نے یہی کار استعمال کی تھی اور اب وہ اسی کار کی تلاش میں تھے۔ اتنے بڑے شہر میں ایک کار کو تلاش کر لینا آسان کام نہیں تھا جبکہ دارالحکومت میں سفید رنگ کی ہزاروں ہنڈا کارڈ کاریں موجود تھیں لیکن اس کے باوجود وہ نہ تو پریشان تھے اور نہ ہی نا امید۔ مایوس ہونا تو ان کی سرشت میں ہی نہیں تھا۔ انہیں ہمیشہ یہی تربیت دی گئی تھی کہ وہ امید کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اپنی کوشش جاری رکھیں اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی امید کا بہتر نتیجہ برآمد کرے گا اور ان کے ساتھ ایسا کئی بار ہوا تھا۔ موت کے یقینی لمحات میں بھی وہ نا امید نہیں ہوئے تھے اور

انہوں نے اپنی زندگی کے لئے کوشش جاری رکھی تھی اور اسی کوشش کے نتیجے میں وہ آخری لمحوں میں موت کے یقینی چنگل سے بخیر و عافیت آزاد ہو گئے تھے۔ اب بھی انہیں اپنی مطلوبہ کار کو تلاش کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور کار کا کہیں بھی نام و نشان نہیں ملا تھا لیکن انہوں نے کار کو تلاش کرنے کی کوشش ترک نہیں کی تھی۔ صدیقی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ نعمانی اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ اس وقت عسکری روڈ سے گزر رہے تھے۔ ان کی کار کے کیسٹ پلیئر میں غزلوں کی ایک کیسٹ چل رہی تھی۔ پاکیشیا کے معروف غزل گو گلوکار کی آواز نے کار میں سماں باندھا ہوا تھا کہ صدیقی کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ صدیقی کا موبائل فون ڈلیش بورڈ پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے موبائل فون اٹھا کر دیکھا۔ موبائل فون پر دانش منزل کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

"چیف کی کال ہے"...... صدیقی نے نعمانی سے کہا تو اس نے فوراً ہی کیسٹ پلیئر آف کر دیا۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی صدیقی نے کال اوکے کا بٹن پریس کر کے موبائل فون کان سے لگایا ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ صدیقی سپیکنگ"...... صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا کو اغوا کرنے والی گرلز کا تعلق گرینڈ ہوٹل کے مالک

شیفرڈ سے ہے۔ صفدر، تنویر اور عمران اس شیفرڈ کی طرف گئے ہیں لیکن اب یہ تینوں رابطے میں نہیں ہیں لہذا تم ان کی خبر لو کہ یہ کہاں رہ گئے ہیں اور شیفرڈ کو بھی دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچا دو"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"اوکے چیف"...... صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع کر دی گئی۔ کال منقطع ہونے کے بعد صدیقی نے موبائل فون ڈلیش بورڈ پر رکھا اور نعمانی کو کال کی تفصیل بتا دی۔

"حیرت ہے۔ عمران صاحب، صفدر اور تنویر کہاں غائب ہو گئے ہیں"...... نعمانی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے کہ شیفرڈ نے ان پر قابو پا لیا ہے"۔ صدیقی نے نعمانی سے کہا۔ اسی لمحے وہ ایک چوک پر پہنچ گئے۔ صدیقی نے وہاں سے کار موڑی اور پھر اس کی کار گرینڈ ہوٹل کی طرف بڑھنے لگی۔

"صدیقی۔ ان تینوں پر قابو پانا کوئی آسان کام نہیں ہے"۔ نعمانی نے صدیقی سے کہا۔

"بے شک۔ ان پر قابو پانا آسان کام نہیں ہے لیکن یہ ناممکن بھی نہیں ہے۔ ہم عام انسان ہی ہیں۔ کوئی جن بھوت یا چھلاوہ ٹائپ مخلوق نہیں ہیں کہ کوئی ہم پر قابو نہ پا سکے"...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جنوں، بھوتوں کا ٹولہ نہیں ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''اب سوچنا یہ ہے کہ ہم شیفرڈ تک کس طرح پہنچیں۔ عمران صاحب، صفدر اور تنویر اس تک پہنچ کر رابطے سے باہر ہو چکے ہیں۔ اب وہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کے انتظار میں ہو گا''...... صدیقی نے نعمانی سے کہا۔

''بات تو تمہاری یہ بھی ٹھیک ہے۔ او کے۔ تم بھی سوچو اور میں بھی سوچتا ہوں''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صدیقی کار ڈرائیو کرتے ہوئے سوچنے لگا۔ جبکہ نعمانی بھی سوچ میں گم ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی طریقہ ان کی سمجھ میں آتا۔ وہ گرینڈ ہوٹل پہنچ گئے۔ جیسے ہی ان کی کار ہوٹل کی پارکنگ میں رکی۔ پارکنگ بوائے بھاگتا ہوا ان کی کار کے قریب آیا۔ اس نے کار کے شیشے پر ایک سٹیکر چسپاں کر دیا اور دوسرا اسٹیکر اس نے صدیقی کی طرف بڑھایا۔ اس نے جو اسٹیکر صدیقی کی طرف بڑھایا تھا وہ چپکنے والا نہیں تھا۔

''سنو۔ تم جانتے ہو کہ اس ہوٹل کا مالک کون ہے''...... صدیقی نے پارکنگ بوائے سے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک نوٹ بھی اس کی طرف بڑھا دیا۔ صدیقی سے نوٹ لے کر وہ خوش نظر آنے لگا۔

''یس سر۔ اس ہوٹل کا مالک ایک غیر ملکی آدمی ہے جس کا نام شیفرڈ ہے''...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''کیا تم یہ جانتے ہو کہ یہ رہتا کہاں ہے''...... صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے والٹ سے ایک اور نوٹ بھی نکال لیا۔

''یس سر۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں مسٹر شیفرڈ سوسائٹی میں رہتے ہیں اور ان کے بنگلے کا نمبر ہے ٹی ڈبل فور''...... پارکنگ بوائے نے صدیقی کے ہاتھ میں موجود نوٹ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی نے وہ نوٹ بھی اسے دے دیا۔

''گڈ۔ یہ تمہارا انعام ہے''...... صدیقی نے کہا اور پھر اس نے کار بیک کی۔ اب اس ہوٹل میں جانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ وہ جانتے تھے کہ پاکیشیا میں ہوٹل بزنس لنچ ٹائم سے کچھ دیر پہلے شروع ہوتا تھا اور ہوٹلوں کے مالک یا مینیجر عموماً شام کے بعد ہی ہوٹلوں کا رخ کرتے تھے۔ اس لئے شیفرڈ کے اس وقت ہوٹل میں موجود ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ وہ ہوٹل آئے ہی اس لئے تھے کہ یہاں سے شیفرڈ کا ایڈریس حاصل کریں اور ایڈریس انہیں پارکنگ بوائے سے مل گیا تھا اس لئے اب ہوٹل کے اندر جانا بے کار تھا۔ لہٰذا وہ ہوٹل سے باہر آ گئے اور ان کی کار سوسائٹی کی طرف دوڑنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ سوسائٹی پہنچ گئے۔ صدیقی نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ وہ ٹی لائن میں پہنچے تو انہیں جلد ہی ڈبل فور نمبر نظر آ گیا۔ صدیقی نے اس کے سامنے کار نہ روکی بلکہ کار کو آگے بڑھاتا لے گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بنگلوں کی عقبی سمت آ گئے۔ بنگلوں کی عقبی

سمت تنگ گلیاں تھیں اور ان گلیوں میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم نظر آ رہے تھے۔ کچھ آگے جا کر صدیقی نے کار ایک جگہ روک دی۔ کار سے اتر کر وہ ایک بار پھر ٹی ڈبل فور کی فرنٹ سائیڈ پر آ گئے انہوں نے اس بنگلے کو غور سے دیکھا اور پھر عقبی سمت کی طرف بڑھنے لگے۔ اب وہ عقبی گلی سے بھی اس بنگلے کو پہچان سکتے تھے۔ ڈیڑھ دو منٹ کے بعد وہ عقبی گلی میں آ گئے۔ عقبی گلی میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرموں کے علاوہ گٹر کے ڈھکن بھی نظر آ رہے تھے۔ فرنٹ سائیڈ پر تو ٹریفک کی بہت آمد و رفت تھی اور سڑک پر بہت سے لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ عقبی گلی بالکل ویران اور سنسان تھی۔

آگے جا کر یہ گلی بند ہو گئی تھی۔ انہوں نے ٹی ڈبل فور کی دیوار کا جائزہ لیا دیوار کافی بلند تھی دیوار کا جائزہ لینے کے بعد صدیقی نے ایک ڈرم کو الٹ دیا اور پھر اسے ٹی ڈبل فور کی دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے ایک بار پھر گلی کا جائزہ لیا گلی میں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ دونوں ہی ڈرم پر چڑھ گئے۔ پھر صدیقی تھوڑا سا جھکا تو نعمانی اس کے کندھوں پر سوار ہو گیا۔ صدیقی سیدھا ہوا تو نعمانی کے ہاتھ دیوار کے کنارے تک پہنچ گئے اور پھر دوسرے ہی لمحے نعمانی دیوار پر چڑھ گیا۔ دیوار پر چڑھنے کے بعد نعمانی دیوار پر لیٹ گیا اور اس نے اپنے ہاتھ صدیقی کی طرف بڑھائے۔ صدیقی نے اس کے ہاتھ تھامے اور پھر وہ بھی دیوار پر

چڑھ گیا۔ ان دونوں نے چند لمحے دوسری طرف کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اپنا اطمینان کر لینے کے بعد وہ دونوں دوسری طرف کود گئے۔ دوسری طرف کودنے کے بعد ابھی وہ سنبھلے نہیں تھے کہ ان کے قریب ہی ایک دھماکہ ہوا اور وہاں دھواں پھیل گیا۔ اس دھوئیں میں بہت ہی تیز بو تھی۔ انہوں نے اپنے سانس روک کر اس بو سے بچنے کی کوشش کی لیکن ان کے سانس روکنے سے پہلے ہی بو ان پر اثر دکھا چکی تھی۔ انہیں دیوار، درخت اور آسمان گھومتا ہوا دکھائی دیا اور پھر ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

تہہ خانے کی سیڑھیوں پر لکی تھا اور لکی بغیر کسی وجہ کے ان کے کسی کام میں مداخلت نہیں کر سکتا تھا۔

''کیا بات ہے لکی۔ تم یہاں کیوں آئے ہو''...... شلپا دیوی نے سخت لہجے میں اس سے کہا۔

''مس۔ باس کا فون ہے اور وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں''...... لکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ شفیرڈ کا فون ہے۔ اچھا چلو''...... شلپا دیوی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

''تم یہیں رکو۔ میں فون سن کر آتی ہوں''...... شلپا دیوی نے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اوپر آ گئی۔ فون سٹنگ روم میں موجود تھا۔

''ہیلو۔ شلپا دیوی سپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر شیفرڈ کے

ر پریس کیئے اور کال ملنے پر کہا۔

''مس شلپا۔ آپ اس فون پر اور اپنے موبائل فون پر کال اٹنڈ نہیں کر رہی تھیں۔ مجبوراً مجھے لکی کو فون کرنا پڑا''...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''شیفرڈ صاحب۔ ہم سب تہہ خانے میں تھیں''...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

''اوہ۔ تہہ خانے میں۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر آپ کے ہاتھ لگ گیا ہے''...... شیفرڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ممبر کو ہم نے ٹریس کر کے اغوا کر لیا ہے اور اس وقت ہم اسی سے پوچھ گچھ کر رہی تھیں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ نے فون کیوں کیا ہے''...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کو میرے بارے میں معلوم ہو گیا ہے''۔ دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیا۔ اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے شیفرڈ صاحب''...... شلپا دیوی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''برا تو ہوا ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... شیفرڈ نے کہا۔

''شیفرڈ صاحب۔ پریشان ہونے والی بات ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ سروس کتنی خطرناک ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''جی ہاں مس شلپا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں اس کے ا
بھی میں اب ان کی طرف سے پریشان نہیں ہوں۔ آپ ا
خاتمہ کرنے آئی ہیں اور یہ آپ کے لئے اچھا ہو گیا ہے کہ
میرے بارے میں معلوم ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے
کی مطمئن آواز سنائی دی۔

''یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو آ
دشمن بن جائے گی''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''دشمن تو وہ بن چکی ہے مس شلپا۔ لیکن میں ان کی پہنچ سے
ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جتنے افراد بھی آئیں گے وہ میر
بنگلے ٹی ڈبل فور پر آئیں گے جبکہ میں اس وقت ٹی فور فائیو
تہہ خانے میں بیٹھا ہوں اور میرے سامنے کمپیوٹر سکرین پر ڈبل
کا اندرونی اور بیرونی منظر اوپن ہے۔ بیرونی فرنٹ منظر بھی
بیک منظر بھی''...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ پھر تو آپ ڈبل فور میں آنے والے ا
پر نظر رکھ سکتے ہیں''...... شلپا دیوی نے خوش ہو کر کہا۔

''یس مس شلپا۔ نہ صرف ان پر نظر رکھ سکتا ہوں بلکہ ان
خاتمہ بھی کر سکتا ہوں اور چاہوں تو انہیں بے ہوش بھی کر
ہوں۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔ میں ویسے ہی کروں گا''...... شیفر
نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''آپ کے بنگلے پر جو بھی آدمی آئے۔ آپ اسے بے ہوش

کے ہمارے پاس پہنچا دیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اوکے مس شلپا۔ میزے لئے یہ بہت معمولی کام ہے۔ میرے
بنگلے پر پاکیشیا سروس کے جتنے ممبرز آئیں گے میرے آدمی انہیں
آپ تک پہنچا دیں گے''...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی
دی۔

''شیفرڈ صاحب۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
آدمی آپ کے بنگلے ٹی فور فائیو تک بھی پہنچ جائیں''...... شلپا دیوی
نے ایک خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا ممکن نظر تو نہیں آ رہا مس شلپا۔ اگر ایسا ہو بھی گیا تو ٹی
فور فائیو کے ارد گرد کے مناظر بھی میں تہہ خانے میں بیٹھا دیکھ رہا
ہوں۔ اگر کوئی اس طرف آئے گا تو میں تہہ خانے کے خفیہ راستے
سے نکل جاؤں گا اور پھر کچھ دنوں کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں گا
یا واپس گریٹ لینڈ چلا جاؤں گا''...... شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ اب میں آپ کی طرف سے بھی مطمئن ہو گئی ہوں''۔
شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

''مس شلپا۔ مجھے ہوٹل سے اطلاع مل چکی ہے کہ دو افراد وہاں
سے میرے بنگلے کی طرف آ رہے ہیں۔ وہ اب پہنچنے ہی والے
ہوں گے۔ لہٰذا میں اب فون رکھ رہا ہوں اور اپنی ساری توجہ سکرین
کی طرف مبذول کر رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز
سنائی دی اور پھر کال کٹ گئی۔ شلپا دیوی نے فون کا رسیور رکھا اور

میز کی دراز میں سے موبائل فون اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور پھر نیچے تہہ خانے میں آ گئی۔

''کیا کہہ رہے تھے شیفرڈ''...... مارگریٹ نے اس سے پوچھا اس نے اپنے اور شیفرڈ کے درمیان ہونے والی تمام باتیں انہیں بتا دیں۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں اوپر ہی بیٹھنا چاہئے۔ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہت سے ممبران ہماری قید میں آ جائیں گے تو پھر ہم ان سب کا ایک ساتھ ہی خاتمہ کر دیں گی''...... انجلینا نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری تجویز بہت اچھی ہے۔ ان سب کا خاتمہ ایک ساتھ ہونا چاہئے''...... روزا نے انجلینا سے کہا۔

''اگر تم سب کی یہی رائے ہے تو ایسا ہی کر لیتے ہیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''لیکن اوپر جانے سے پہلے ہمیں ایک اور بات پر دھیان دینا ہو گا''...... شردا پاؤ نے کہا۔

''شردا پاؤ۔ تمہارا اشارہ کس بات کی طرف ہے''...... مارگریٹ نے اس سے پوچھا۔

''اس سوئس لڑکی نے پہلے بھی اپنے ہاتھ کی رسیاں کاٹ لی تھیں۔ یہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتی ہے''...... شردا پاؤ نے کہا۔

''واقعی۔ یہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتی ہے۔ ہم نے اسے راڈز والی

کرسی سے جکڑنا تھا لیکن ابھی وہ کرسی ہم اٹھا کر نہیں لائیں''۔ انجلینا نے کہا۔

''اب راڈز والی کرسی رہنے دو۔ ہم اسے زنجیر سے بھی باندھ دیتے ہیں۔ الماری میں زنجیریں بھی کافی تعداد میں موجود ہیں''۔ شلپا دیوی نے کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری میں سے ایک زنجیر نکالی اور رسی سے بندھی ہوئی سوئس لڑکی کو زنجیر سے بھی جکڑ دیا۔ اس کے بعد باقی چاروں لڑکیوں نے باری باری سوئس لڑکی کی زنجیر اور رسی چیک کی تو ان سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات آ گئے۔

سوئس لڑکی کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد وہ چاروں اوپر سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئیں ابھی انہیں بیٹھے دو منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ شلپا دیوی کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ شلپا دیوی نے موبائل فون کی سکرین دیکھی سکرین پر شیفرڈ کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''شلپا دیوی سپیکنگ''...... شلپا دیوی نے کال اوکے کا بٹن دبا کر موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مس شلپا دیوی۔ میں شیفرڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''جی شیفرڈ صاحب۔ میں نے آپ کا نمبر دیکھ لیا تھا''...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

”مس شلپا۔ میرے بنگلے ٹی ڈبل فور پر دو افراد آئے تھے۔ میرے آدمیوں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے اور اب ان دونوں افراد کو میں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں“...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

”اوکے۔ ہم بے چینی سے ان دونوں افراد کی منتظر ہیں“۔ شلپا دیوی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

”آپ کو زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا“...... دوسری طرف سے شیفرڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ ہوشیار رہیں شیفرڈ صاحب۔ یہ دو افراد آئے ہیں تو ان کے پیچھے اور افراد بھی آئیں گے“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”میں تو جال لگائے بیٹھا ہوں مس شلپا۔ جتنی بھی مچھلیاں آئیں گی میں شکار کر کے بھجواتا رہوں گا“...... دوسری طرف سے شیفرڈ نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

”ثابت ہو گیا ہے شیفرڈ صاحب۔ کہ آپ بہت بڑے شکاری ہیں“...... شلپا دیوی نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ شلپا دیوی کی بات سن کر شیفرڈ نے ایک قہقہہ لگایا اور اس قہقہے کی آواز اتنی بلند تھی کہ شلپا دیوی نے موبائل فون سیٹ اپنے کان سے دور کر لیا۔

”اوکے۔ میں لکی کو بتاتی ہوں کہ آپ کے آدمی شکار لا رہے ہیں“...... جب شیفرڈ کا قہقہہ تھما تو شلپا دیوی نے اس سے کہا اور اس نے کال کاٹ دی۔ اس کے بعد شلپا دیوی نے لکی کے نمبر

ا کئے جو کہ گیٹ پر موجود تھا۔

”یس مس۔ لکی سپیکنگ“...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے لکی آواز سنائی دی۔

”لکی۔ مسٹر شیفرڈ کے آدمی دو بے ہوش افراد کو لا رہے ہیں۔ تم انہیں رسیو کرنا ہے اور بے ہوش افراد کو تہہ خانے میں پہنچا دینا “...... شلپا دیوی نے لکی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر مس“...... دوسری طرف سے لکی نے کہا تو شلپا دیوی کال منقطع کر دی۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد شلپا دیوی کے ل فون کی گھنٹی بجی تو اس نے موبائل فون اٹھا کر دیکھا۔ سکرین ا کا نام فلیش ہو رہا تھا۔ اس نے کال اوکے کا بٹن پریس کر موبائل فون کان سے لگایا۔

”ہاں لکی۔ کیا شیفرڈ صاحب کے آدمی آ گئے ہیں“...... شلپا ا نے لکی سے پوچھا۔

”یس مس۔ میں نے بے ہوش افراد کو تہہ خانے میں پہنچا دیا اور خود میں واپس گیٹ پر پہنچ چکا ہوں“...... دوسری طرف سے نے کہا تو شلپا دیوی نے کال کاٹ کر موبائل فون جیب میں لیا۔

”آؤ۔ بے ہوش افراد تہہ خانے میں پہنچ چکے ہیں۔ انہیں بھی ہ دیں“...... شلپا دیوی نے اپنی ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ وں تہہ خانے میں آ گئیں۔ تہہ خانے کے فرش پر واقعی دو افراد

بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان
افراد کی پشت آپس میں ملا کر انہیں زنجیر سے باندھ دیا اور
کو موٹا سا تالا بھی لگا دیا۔ سوئس لڑکی کی طرح انہوں نے ان
کو بھی اس طرح جکڑا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں ک
تھے۔ انہیں جکڑنے کے بعد وہ واپس اوپر آ گئیں۔

''شلپا۔ ہمیں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہت سے قصے
گئے تھے۔ آئے روز ان کی تعریفوں کے پل باندھے جا
لیکن جتنی آسانی سے یہ پکڑے جا رہے ہیں اتنی آسانی سے ت
بھی نہیں پکڑی جاتی''...... شردا پاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا
سب ہنسنے لگیں۔ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے لئے آ
شکار ثابت ہو رہی تھی جبکہ تربیت کے دوران ان کے بار
ایسی ایسی باتیں بتائی جاتی تھیں کہ وہ یہ سمجھنے لگی تھیں کہ
سیکرٹ سروس کسی ماورائی مخلوق کا نام ہے اور اس سروس
کرنے کے لئے شاید انہیں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے
لیکن ان کے قصے اور حیران کن باتیں سننے کے باوجود بھی ا
نے عزم کیا ہوا تھا کہ چاہے ان کی جان چلی جائے لیکن وہ
سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر کے رہیں گی کیونکہ اس سروس کے ہا
ان سب کے والد ہلاک ہوئے تھے۔ وہ پانچوں پاکیشیا س
سروس کے بارے میں ہی باتیں کر رہی تھیں کہ شلپا دیوی
موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے موبائل فون کی سکرین

ن پر شیفرڈ کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''لگتا ہے کہ کوئی اور مچھلی شیفرڈ کے جال میں آن پھنسی ہے''۔
شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد شلپا دیوی نے کال
کے کا بٹن پریس کیا اور موبائل فون اپنے کان سے لگا لیا۔

''مس شلپا دیوی۔ میں شیفرڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف
سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''یس مسٹر شیفرڈ۔ بولتے رہئے۔ میں آپ کی آواز سن رہی
ہوں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''مس شلپا دیوی۔ آپ کو مبارک ہو۔ آپ سب کا۔ سب سے
بڑا دشمن اس وقت میرے جال میں پھنس چکا ہے''...... دوسری
طرف سے شیفرڈ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''شیفرڈ صاحب۔ آپ علی عمران کی بات کر رہے ہیں''۔ شلپا
دیوی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ ٹھیک سمجھی ہیں۔ میرے آدمیوں نے اسے بھی
بے ہوش کر دیا ہے اور اب میں اسے بھی آپ کی طرف بھجوا رہا
ہوں''...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ گڈ ویری گڈ۔ یو آر گریٹ مسٹر شیفرڈ''...... شلپا دیوی
نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''تھینک یو مس شلپا دیوی۔ میں علی عمران کو آپ کی طرف بھجوا
رہا ہوں اور اپنے حکام کو اطلاع دے رہا ہوں کہ ہم نے علی عمران

کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ خبر یقیناً سب کو خوش کر دے گی''...... شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''بالکل۔ بالکل شیفرڈ صاحب۔ آپ یہ اطلاع حکام کو دے دیں۔ علی عمران کا خاتمہ یقینی ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... شیفرڈ کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ شلپا دیوی نے ایک بار پھر لکی کے نمبر پریس کئے تو ایک دو سیکنڈ بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس مس۔ لکی سپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے لکی کی آواز سنائی دی۔

''شیفرڈ صاحب کے آدمی ایک اور بے ہوش آدمی کو لے کر آنے والے ہیں۔ اسے بھی تہہ خانے میں پہنچا کر مجھے فون پر اطلاع کر دینا''...... شلپا دیوی نے لکی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''یس مس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے لکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ لکی کی بات سن کر شلپا دیوی نے کال اینڈ کا بٹن دبا کر کال منقطع کر دی۔

''علی عمران کا ایڈریس تو ہمیں معلوم تھا۔ اس کے خاتمے کے لئے تو ہم کسی بھی وقت حرکت میں آسکتی تھیں''...... شلپا دیوی نے موبائل فون جیب میں رکھا تو انجلینا نے کہا۔

''ہاں۔ بالکل یہی بات ہے لیکن اس صورت میں ہمیں بہت مشکل پیش آسکتی تھی اور عمران کا خاتمہ یقینی بھی نہیں تھا جبکہ اب

عمران بے ہوش ہو گا اور بے ہوش آدمی کو مارنا مشکل کام نہیں ہے''...... شلپا دیوی کی بجائے مارگریٹ نے انجلینا سے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو مارگریٹ۔ اب علی عمران کا خاتمہ نہایت آسانی سے ہو جائے گا''...... روزا نے کہا۔

''بے ہوش آدمی میں اور مرے ہوئے آدمی میں کوئی زیادہ فرق بھی نہیں ہوتا''...... شردا پاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران کے خاتمے کے فوراً بعد میں تو اپنے انسٹرکٹرز کو فون کروں گی اور انہیں بتاؤں گی کہ وہ جس عمران کو چھلاوہ کہتے رہتے تھے وہ کس طرح چوہے کی مانند ہمارے ہاتھوں مارا گیا ہے''۔ شلپا دیوی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''علی عمران کا خاتمہ سیکرٹ فیلڈ کا ایک بہت بڑا واقعہ ہو گا۔ پوری دنیا میں ہلچل مچ جائے گی''...... روزا نے کہا۔

''خاص طور پر ہمارے پانچوں ممالک میں تو چراغاں کیا جائے گا۔ جشن منائے جائیں گے۔ خصوصی شو منعقد کئے جائیں گے''۔ انجلینا نے جوشیلے لہجے میں کہا تو باقی چاروں لڑکیوں کو بھی جوش آ گیا۔ وہ سب جوشیلے انداز میں باتیں کرنے لگیں۔ باتیں وہ اس طرح کر رہی تھیں جیسے انہوں نے علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہو۔ ان کی باتوں کو اس وقت ایک دم بریک لگ گئی جب شلپا دیوی کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ شلپا دیوی نے چونک کر سب کی طرف دیکھا اور پھر اس نے جیب سے موبائل فون نکالا اور سکرین

پر نظر دوڑائی۔ لکی کی کال آ رہی تھی۔

''لیں۔ شلپا دیوی سپیکنگ''...... شلپا دیوی نے کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔

''مس۔ میں لکی بول رہا ہوں۔ باس کے آدمی ایک بے ہوش آدمی کو لے کر آئے تھے۔ میں نے بے ہوش آدمی کو تہہ خانے میں پہنچا دیا ہے''...... دوسری طرف سے لکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اگر شیفرڈ صاحب کے آدمی اور افراد کو بھی لے کر آئیں تو تم نے انہیں بھی اسی طرح تہہ خانے میں پہنچا دینا ہے''...... شلپا دیوی نے لکی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے مس''...... دوسری طرف سے لکی کی آواز سنائی دی تو شلپا دیوی نے کال کاٹ دی۔

''آؤ۔ عمران کو زنجیر سے جکڑ دیں''...... شلپا دیوی نے اپنی ساتھیوں سے کہا اور وہ ایک مرتبہ پھر تہہ خانے میں آ گئیں۔ تہہ خانے کے فرش پر عمران پڑا ہوا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اسے دیکھ کر ان چاروں کا پارہ ہائی ہو گیا۔ یہ وہی انسان تھا جس نے ان کے والد کا خاتمہ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے غصے پر فوراً ہی قابو پا لیا کیونکہ انہیں تربیت دی گئی تھی کہ غصہ نہیں کرنا۔ شلپا دیوی نے الماری سے ایک اور زنجیر نکالی اور اس زنجیر سے عمران کو اچھی طرح جکڑ دیا۔ عمران کو بھی اس طرح باندھا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔

''شلپا۔ ہمیں ان کے مزید ساتھیوں کا انتظار کرنا چاہئے یا ان کا ابھی خاتمہ کر دینا چاہئے''...... روزا نے کہا۔

''ابھی ان کے مزید ساتھی آ جائیں تو پھر ایک کے علاوہ باقی افراد کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ بچ جانے والے سے ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کی تفصیلات اور دیگر معلومات حاصل کریں گے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اب ہمیں زیادہ دیر یہاں نہیں رہنا چاہئے۔ عمران کی موجودگی میں ہمیں کسی بھی لمحے غصہ آ سکتا ہے''...... مارگریٹ نے اپنی ساتھی سیکرٹ گرلز سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان سب نے مارگریٹ کے خیال کی تائید کی اور پھر وہ دوبارہ اوپر آ گئیں۔ سٹنگ روم میں بیٹھ کر وہ دوبارہ باتیں کرنے لگیں اور شیفرڈ کی نئی کال کا انتظار بھی کرنے لگیں۔ کافی انتظار کے بعد شلپا دیوی کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی تو وہ سبھی یکدم خاموش ہو گئیں۔ شلپا دیوی نے موبائل فون کی سکرین دیکھی۔ سکرین پر شیفرڈ کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''شیفرڈ کی کال ہے۔ یقیناً اس نے مزید شکار کر لیا ہے''۔ شلپا دیوی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے بعد اس نے کال رسیو کرتے ہوئے موبائل فون سیٹ کان سے لگا لیا۔

''ہیلو شیفرڈ صاحب۔ کیا کوئی اور آدمی آپ نے پکڑ لئے ہیں''...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے پوچھا۔

”جی ہاں۔ مس شلپا دیوی۔ میں نے دو آدمی اور آپ کی طرف بھیج دیئے ہیں۔ لیکن یہ دونوں آدمی بہت ہی ہوشیار اور چالاک معلوم ہوتے ہیں“...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

”اچھا۔ وہ کیسے۔ شیفرڈ صاحب“...... شلپا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں شیفرڈ سے پوچھا۔

”ان دونوں نے بنگلے کی عقبی گلی سے بنگلے میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی لیکن میں چونکہ عقبی گلی بھی دیکھ رہا تھا۔ اس لئے میرے آدمیوں نے ان پر بھی قابو پا لیا ہے“...... شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

”آپ نے تو کمال کر دیا ہے شیفرڈ صاحب۔ ہمارا تو سارا مشن ہی آپ نے مکمل کر دیا ہے“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”اس خدمت کے عوض آپ مجھے انعام دینا چاہیں گی“۔ دوسری طرف سے شیفرڈ نے کہا۔

”آپ انعام کی بات کر رہے ہیں۔ آپ مجھ سے جان مانگ لیں“...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

”نہیں۔ مجھے آپ کی جان نہیں چاہئے۔ میں تو چاہوں گا کہ آپ اور آپ کی ساتھی لڑکیاں سینکڑوں سال جئیں تاکہ مسلمانوں میں اگر علی عمران جیسے لوگ پیدا ہوں تو آپ ان کا خاتمہ کرنے کے لئے موجود ہوں“...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی اور اس کے لہجے میں موجود خوشامد شلپا دیوی نے محسوس کر لی۔

”چلئے۔ آپ بتائیے کہ آپ کیا انعام لینا چاہتے ہیں“...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

”مس شلپا۔ یہ میری خوش قسمتی ہو گی کہ آپ پانچوں لڑکیاں ایک ایک رات میرے ساتھ گزاریں“...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی تو شلپا کے ذہن کو ایک جھٹکا لگا۔ شیفرڈ سے بات کرتے وقت وہ موبائل فون کا سپیکر آن کر دیتی تھی۔ اس لئے اس کی یہ فرمائش باقی چاروں لڑکیوں نے بھی سن لی لیکن ان چاروں نے شیفرڈ کی اس بات کو اہمیت نہ دی۔

شلپا دیوی ایک مشرقی لڑکی تھی اس میں فطری طور پر شرم و حیا موجود تھی لیکن باقی چاروں ایسے ماحول سے تعلق رکھتی تھیں جہاں اس قسم کی باتیں معمولی سمجھی جاتی تھیں۔ انہوں نے لڑکپن سے جوانی تک پانچ سال ایک ساتھ گزارے تھے اور اس قسم کی فرمائش کسی نے بھی نہیں کی تھی۔ اس لئے ان سب کو ہی شیفرڈ کی فرمائش پر حیرت کا اظہار کرنا چاہئے تھا لیکن سوائے شلپا دیوی کے باقی کسی بھی لڑکی نے اس بات کو محسوس ہی نہ کیا کیونکہ شیفرڈ کی بات سن کر بھی ان کے چہروں پر کسی قسم کے تاثرات نظر نہیں آ رہے تھے۔

”شیفرڈ صاحب۔ بھلا آپ کی کسی بات کو رد کیا جا سکتا ہے“۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے فوراً ہی خود پر قابو پا لیا تھا۔

”تھینک یو۔ تھینک یو“...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی خوشی

سے معمور آواز سنائی دی۔

''آپ نے جو نیا شکار کیا ہے۔ اسے ہمارے پاس بھجوا دیں اور باقی شکار کے لئے چوکنے رہیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... شیفرڈ نے کہا تو شلپا دیوی نے بغیر مزید کچھ کہے کال کاٹ دی۔ کال منقطع کر کے اس نے موبائل فون سیٹ جیب میں رکھ لیا لیکن جیسے ہی اس نے سیٹ جیب میں رکھا۔ اس کی بیل بجنے لگی۔ شلپا دیوی نے جیب سے موبائل فون نکال کر سکرین دیکھی۔

''ہاں لکی۔ کیا مسٹر شیفرڈ کے بھجوائے ہوئے دو اور بے ہوش آدمی آ چکے ہیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''یس مس۔ میں نے انہیں بھی تہہ خانے میں پہنچا دیا ہے''۔ دوسری طرف سے لکی کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ مزید آدمی آئیں تو انہیں بھی تہہ خانے میں پہنچا دینا''...... شلپا دیوی نے لکی سے کہا۔

''کم آن گرلز۔ ہم اپنی کارروائی ایک بار پھر دہرائیں''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ تہہ خانے میں پہنچ چکی تھیں۔ جہاں دو اور بے ہوش آدمی پڑے ہوئے تھے۔ شلپا دیوی نے الماری سے ایک اور زنجیر نکال کر ان دونوں کو بھی زنجیر سے جکڑ دیا۔ وہ ان آدمیوں کو زنجیر سے جکڑ کر فارغ ہی ہوئی تھی کہ اس کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ شلپا دیوی یکدم

چونکی اور پھر اس نے جیب میں سے موبائل فون سیٹ نکال کر سکرین دیکھی۔ سکرین پر لفظ ماسٹر فلیش ہو رہا تھا۔

''ماسٹر کی کال ہے گرلز''...... شلپا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں اپنی ساتھی لڑکیوں سے کہا۔ ماسٹر ان کے انسٹرکٹرز کا انچارج تھا جو گریٹ لینڈ کی ایک سیکرٹ ایجنسی کا سیکنڈ چیف تھا اور اس کی کال آنے پر شلپا دیوی کو حیرت اس لئے ہو رہی تھی کہ ماسٹر اور دیگر حکام نے ان سے کہا تھا کہ وہ مشن مکمل کرنے کے بعد خود ہی حکام سے رابطہ کریں گی۔ حکام ان سے رابطہ نہیں کریں گے اور اب ماسٹر کی کال آ رہی تھی تو انہیں حیرت ہو رہی تھی۔

''ماسٹر سپیکنگ''...... جیسے ہی شلپا دیوی نے کال رسیو کر کے موبائل فون کان سے لگایا ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ شلپا دیوی بول رہی ہوں''...... شلپا دیوی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے شیفرڈ نے کال کر کے بتایا ہے کہ علی عمران اور اس کے چند ساتھی شیفرڈ کی مدد سے آپ کے قبضے میں آ چکے ہیں''۔ دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ علی عمران اور اس کے ساتھی مسٹر شیفرڈ کو ٹریس کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور مسٹر شیفرڈ نے انہیں بے ہوش کر کے ہم تک پہنچا دیا''...... شلپا دیوی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے شیفرڈ کے ٹریس ہونے کی بات جان بوجھ کر کی تھی اور اس کی

اس بات کا نتیجہ اس کی توقع کے مطابق نکلا۔

”کیا مطلب۔ کیا علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے شیفرڈ کو ٹریس کر لیا تھا“...... ماسٹر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یس سر۔ شیفرڈ صاحب نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران انہیں ٹریس کرتے ہوئے ان کے ہوٹل پہنچے اور پھر ان کے ہوٹل سے ان کے بنگلے پر لیکن شیفرڈ صاحب نے انہیں با آسانی بے ہوش کر دیا“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ آپ نے بہت بری خبر سنائی ہے۔ شیفرڈ کے ساتھ ساتھ ہمارا تمام سیٹ اپ خطرے میں پڑ گیا ہے“۔ دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

”نہیں سر۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ علی عمران اور اس کے چند ساتھی ہماری قید میں ہیں“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”آپ نے ان قیدیوں کے میک اپ چیک کئے ہیں“۔ دوسری طرف سے ماسٹر نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

”نو سر۔ ابھی تک تو نہیں کئے۔ ہم ابھی ان کے میک اپ چیک کر لیتی ہیں“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”نو۔ اب مت کریں بلکہ آپ فی الفور رہائش چھوڑ دیں۔ چند منٹوں بعد آپ کے پاس ایک وین پہنچ رہی ہے۔ اس وین کے ڈرائیور کا نام البرٹ سن ہو گا۔ وہ آپ کو اور بے ہوش افراد کو بہار

کالونی کی کوٹھی پر لے جائے گا۔ اس کوٹھی میں بھی تہہ خانے اور آپ کی ضرورت کا تمام سامان موجود ہو گا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے سب سے پہلے ان بے ہوش افراد کے میک اپ چیک کرنے ہیں اور پھر مجھے فون کرنا ہے“...... دوسری طرف سے ماسٹر کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس سر“...... شلپا دیوی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”وین میں آپ نے سفر کے دوان اپنے تعاقب کا خیال رکھنا ہے۔ اگر آپ کا تعاقب ہو رہا ہو تو پھر آپ نے بہار کالونی نہیں جانا بلکہ پہلے اپنے تعاقب سے جان چھڑانی ہے“...... ماسٹر نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے سر“...... شلپا دیوی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کی رہائش کے گیٹ پر شیفرڈ کا آدمی موجود ہے۔ آپ نے اسے بھی نہیں بتانا کہ آپ کس جگہ پر شفٹ ہو رہی ہیں“۔ ماسٹر نے شلپا دیوی کو دوسری طرف سے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر“...... شلپا دیوی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کال منقطع کر دی گئی۔

”شلپا۔ ان بے ہوش افراد کو اوپر بھی تو لے جانا ہے“...... شلپا دیوی اور ماسٹر کی بات چیت ختم ہو گئی تو روزا نے کہا۔

”لکی اور وین کا ڈرائیور انہیں اوپر پہنچا دیں گے“...... شلپا دیوی نے کہا اور پھر اس نے بے ہوش افراد کی طرف دیکھا۔ ان پانچ

بے ہوش افراد میں سے عمران کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے۔ اس کے چہرے سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ہوش میں آ رہا ہو

"اوہ۔ لگتا ہے کہ علی عمران کو ہوش آ رہا ہے"...... شلپا نے کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"خود بخود۔ مگر یہ سب تو گیس سے بے ہوش ہوئے ہیں" انجلینا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی لڑکیوں کو بھی عمران خود بخود ہوش میں آنے پر حیرت ہو رہی تھی۔

"ہمیں جلدی ہے۔ ہمارے پاس حیران ہونے کے لئے وقت نہیں ہے اس لئے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا جائے" شلپا دیوی نے کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھی۔ الماری میں بے ہوشی کے انجکشن موجود تھے۔ اس نے ایک انجکشن اور سرنج اٹھائی اور انجکشن تیار کر کے وہ عمران کی طرف بڑھی۔

"مجھے بے ہوش کرنے کے لئے انجکشن کی کیا ضرورت ہے تمہارا حسن ہی مجھے بے ہوش کرنے کے لئے کافی ہے"...... جیسے ہی شلپا دیوی عمران کے قریب پہنچی عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے اس سے کہا لیکن اس نے عمران کی بات پر توجہ نہ دی اور اس کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگتے ہی عمران کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ پھر بے ہوش ہو گیا۔

"آؤ گرلز۔ وین آنے والی ہو گی"...... عمران کے بے ہوش ہونے کے بعد شلپا دیوی نے اپنی ساتھیوں سے کہا۔ پھر وہ اوپر آ

گئیں۔ اوپر آ کر وہ کمروں میں جانے کی بجائے گیٹ پر پہنچ گئیں۔ انہیں گیٹ کی طرف آتے دیکھ کر لکی مستعد نظر آنے لگا۔

"مس۔ مجھے فون کر کے بلا لیا ہوتا"...... لکی نے مؤدبانہ لہجے میں شلپا دیوی سے کہا۔

"ایک وین آنے والی ہے۔ ہم نے بے ہوش افراد کو دوسری جگہ شفٹ کرنا ہے"...... شلپا دیوی نے لکی کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سے کہا۔

"او کے مس۔ لکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں شلپا دیوی سے کہا اور اسی وقت ڈور بیل بج اٹھی۔ لکی نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھولی۔ پھر لکی اور شلپا دیوی گیٹ سے باہر نکل آئے۔ گیٹ کے سامنے ایک وین کھڑی ہوئی تھی اور گریٹ لینڈ کا ایک باشندہ وین کے ڈرائیونگ گیٹ کے قریب کھڑا ہوا تھا جبکہ وین میں دو اور افراد بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

"میرا نام البرٹ سن ہے مس اور مجھے ماسٹر نے بھیجا ہے"...... نیچے کھڑے ہوئے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شلپا دیوی نے دور دور تک نظر دوڑائی لیکن اسے کوئی بھی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔

"لکی۔ گیٹ کھول دو"...... شلپا دیوی نے لکی سے کہا تو وہ اندر آ گیا اور پھر اس نے گیٹ کھول دیا۔ البرٹ سن وین میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور وین اندر لے آیا جبکہ شلپا دیوی نے ایک بار پھر

اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر وہ بھی اندر آ گئی۔ لکی نے گیٹ بند کر دیا۔ البرٹ سن اور وین میں بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی وین سے نیچے اتر آئے۔

''بے ہوش افراد تہہ خانے میں پڑے ہوئے ہیں۔ لکی تم البرٹ سن اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جاؤ اور ان سب کو لا کر وین میں ڈال دو''...... شلپا دیوی نے پہلے البرٹ سن سے اور پھر لکی سے کہا۔

''اوکے مس''...... لکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ چاروں تہہ خانے کی طرف بڑھے۔

''گرلز۔ تم بھی اپنا ضروری سامان اٹھا کر وین میں ڈال لو لیکن لکی کو اس کا احساس نہ ہو''...... جب وہ چاروں سٹور روم میں داخل ہو گئے تو شلپا دیوی نے اپنی ساتھیوں سے کہا۔ اس کی چاروں ساتھی لڑکیاں کمروں کی طرف بڑھیں جبکہ وہ وہیں کھڑی رہی۔ کچھ دیر بعد لکی، البرٹ سن اور اس کے ساتھی دو بے ہوش افراد کو اٹھا کر لے آئے۔ وہ دونوں ایک ہی زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان افراد کو وین میں ڈالا اور ایک بار پھر وہ وین کی طرف چلے گئے۔ جب وہ چاروں سٹور روم میں غائب ہو گئے تو چاروں لڑکیاں دو بیگ اٹھائے ہوئے کمروں سے باہر آ گئیں۔ ان کے پاس زیادہ سامان نہیں تھا۔ انہوں نے دونوں بیگ فرنٹ سیٹ کی پیروں والی جگہ پر رکھ دیئے۔ بیگ یہاں رکھنے کا مقصد یہی تھا کہ لکی بے

ہوش افراد کو وین میں ڈالتے وقت ان بیگ کو نہ دیکھ سکتے۔ چند لمحوں بعد وہ چاروں مرد مزید دو بے ہوش افراد کو لے آئے اور انہوں نے انہیں بھی وین میں ڈال دیا۔

''اب صرف علی عمران تہہ خانے میں رہ گیا ہے۔ اس کے لئے لکی اور البرٹ سن چلے جائیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

لکی اور البرٹ سن نے شلپا دیوی کی بات سن کر اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تہہ خانے کی طرف چلے گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ علی عمران کو بھی اٹھا کر لے آئے۔

''مس۔ بے ہوش لڑکی بھی تو تہہ خانے میں موجود ہے''...... علی عمران کو وین میں ڈالنے کے بعد البرٹ سن نے کہا۔

''ہاں۔ اسے شردا پاؤ اور انجلینا اٹھا کر لائیں گی''...... شلپا دیوی نے البرٹ سن سے کہا۔ مشرقی لڑکی ہونے کے ناطے اس نے لاشعوری طور پر ایسا کیا تھا ورنہ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اس نے مردوں کو ایک لڑکی کو ہاتھ کیوں نہیں لگانے دیا۔ اس کی یہ بات تو وہاں موجود باقی کسی کو بھی سمجھ نہیں آ سکتی تھی۔

شردا پاؤ اور انجلینا اس کی بات سن کر تہہ خانے میں چلی گئیں اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ بے ہوش سوئس لڑکی کو اٹھا کر لے آئیں۔ انہوں نے اس لڑکی کو بھی وین میں ایک سیٹ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد البرٹ سن ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ شلپا دیوی آخری سیٹ پر بیٹھی۔

”روزا۔ تم فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاؤ“...... شلپا دیوی نے روزا سے کہا تو وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”مس۔ آپ سب جا رہی ہیں“...... لکی نے مؤدبانہ لہجے میں شلپا دیوی سے پوچھا۔

”ہاں۔ ان بے ہوش افراد کو بحفاظت دوسری جگہ شفٹ کرنا ہماری ذمہ داری ہے“...... شلپا دیوی نے لکی سے کہا۔

”اوکے مس“...... لکی نے مؤدبانہ لہجے میں شلپا دیوی سے کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے گیٹ کھولا تو وین باہر آ گئی۔ ان کے پیچھے لکی نے گیٹ بند کر دیا۔

”ہم سب نے تعاقب کا خاص خیال رکھنا ہے“...... شلپا دیوی نے اپنی ساتھی لڑکیوں سے کہا۔ شلپا دیوی کی بات سن کر سب نے ہی اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ چوکس ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگیں۔ شلپا دیوی کی نظریں پیچھے دور دور تک جا رہی تھیں لیکن اسے کوئی بھی گاڑی ایسی نظر نہیں آ رہی تھی جس پر اسے شک ہوتا کہ یہ ان کے تعاقب میں ہے۔

”مس۔ اگر آپ تعاقب سے مطمئن ہو چکی ہوں تو میں وین بہار کالونی کی طرف موڑ دوں“...... تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد البرٹ سن نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

”ہاں۔ ہمارا تعاقب نہیں ہو رہا۔ تم بہار کالونی کی طرف چلو“۔ شلپا دیوی نے البرٹ سن سے کہا۔ البرٹ سن نے اگلے چوک سے

وین بہار کالونی کی طرف موڑ لی اور پھر دس منٹ بعد وہ بہار کالونی کی کوٹھی نمبر ایس تھری ون کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ البرٹ سن نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو کوٹھی کا گیٹ کھل گیا اور وین کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ گیٹ سے چند فٹ کے فاصلے پر کیبن بنا ہوا تھا جس میں تین افراد بیٹھے دکھائی دے رہے تھے جبکہ چوتھے نے ان کے لئے گیٹ کھولا تھا۔ ان چاروں کے پاس مشین گنیں نظر آ رہی تھیں۔ گیٹ سے چند گز آگے جا کر البرٹ سن نے وین روک لی اور پھر وہ سب وین سے نیچے اتر آئے۔

”لڑکی کو شردا پاؤ اور انجلینا ہی اٹھائیں گی جبکہ البرٹ سن اور اس کے ساتھی بے ہوش مردوں کو اٹھا کر تہہ خانے میں پہنچائیں گے“...... شلپا دیوی نے کہا تو اس کے حکم پر عمل کیا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب اس کوٹھی کے تہہ خانے میں پہنچ چکے تھے۔ شلپا دیوی نے تمام بے ہوش افراد کو چیک کیا۔ سبھی بے ہوش تھے۔

”اپنا سامان کمرے میں رکھنے کے بعد ہم نے ماسٹر سے بات کرنی ہے۔ انہوں نے ہدایت کی تھی کہ ہم یہاں پہنچ کر انہیں فون کر لیں“...... شلپا دیوی نے اپنی ساتھیوں لڑکیوں سے کہا۔

”شلپا۔ ان کا میک اپ بھی چیک کرنا ہے“...... مارگریٹ نے شلپا دیوی کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس۔ یہ بات تو میں بھول گئی تھی۔ تھینک یو مارگریٹ“۔ شلپا دیوی نے مارگریٹ سے کہا۔

”البرٹ سن۔ کیا اس تہہ خانے میں میک اپ واشر موجود ہے“...... شلپا دیوی نے البرٹ سن سے پوچھا۔

”یس مس۔ اس تہہ خانے میں دو الماریاں موجود ہیں اور ان دو الماریوں میں آپ کی ضرورت کا تمام سامان موجود ہے“...... البرٹ سن نے مؤدبانہ لہجے میں شلپا دیوی سے کہا۔

”او کے۔ آؤ گرلز۔ الماریوں میں موجود سامان چیک کر لیں“۔ شلپا دیوی نے پہلے البرٹ سن سے اور پھر لڑکیوں سے کہا۔ تہہ خانے کی ایک دیوار میں دو الماریاں موجود تھیں۔ وہ پانچوں ان الماریوں کی طرف بڑھیں۔ انہوں نے الماریاں چیک کیں۔ واقعی الماریوں میں ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ شلپا دیوی نے الماریوں کی چیکنگ کے بعد میک اپ واشر اٹھا لیا۔ یہ جدید میک اپ واشر تھا۔ وہ میک اپ واشر اٹھا کر بے ہوش افراد کے قریب آئی اور اس نے ان سب کا میک اپ چیک کیا لیکن ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں تھا۔

میک اپ سے مطمئن ہونے کے بعد شلپا دیوی نے میک اپ واشر واپس الماری میں رکھا اور پھر وہ اوپر آ گئیں۔ وین میں سے بیگ اٹھانے کے بعد وہ البرٹ سن کی رہنمائی میں ایک کمرے میں آ گئیں۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ انہوں نے بیگ کمرے کے ایک کونے میں فرش پر رکھ دیئے۔ البرٹ سن انہیں کمرے میں پہنچا کر باہر چلا گیا۔

”شلپا۔ میرا خیال ہے کہ اب ماسٹر سے بات کر لی جائے“۔ روزا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ شلپا دیوی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اپنی جیب میں سے اپنا موبائل فون نکالا اور ماسٹر کے نمبر پریس کر دیئے۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

”یس ماسٹر سپیکنگ“...... کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

”سر۔ شلپا دیوی بول رہی ہوں“...... شلپا دیوی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ شلپا دیوی۔ کیا آپ نئے ٹھکانے پر پہنچ چکی ہیں“۔ دوسری طرف سے ماسٹر نے اس سے پوچھا۔

”یس سر۔ ہم نہ صرف نئی کوٹھی میں پہنچ چکی ہیں بلکہ ہم نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ بھی چیک کر لئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے“...... شلپا دیوی نے ماسٹر سے کہا۔

”حیرت ہے۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے شیفرڈ کے ہاتھ کیسے لگ گئے“...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

”ممکن ہے سر۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی پلاننگ ہو“۔ شلپا دیوی نے کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ اب آپ ایک ایسی جگہ پر پہنچ چکی ہیں

جہاں کے بارے میں شیفرڈ نہیں جانتا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور تیز ترین سروس ہے۔ اگر اس سروس کو شیفرڈ کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے تو یہ شیفرڈ اور آپ کے لئے اچھی بات نہیں ہے''...... ماسٹر کی پر تشویش آواز سنائی دی۔

''سر۔ یقیناً آپ اس بارے میں بہتر جانتے ہیں''...... شلپا دیوی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر بات علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کے خاتمے کی ہوتی تو ہمیں تشویش نہ ہوتی لیکن آپ کے مشن کا دوسرا حصہ انتہائی اہم اور سیکرٹ ہے۔ آپ نے پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ پر حملہ کرنا ہے اور یہ بات شیفرڈ کو بھی معلوم ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کے بارے میں معلوم ہو گیا تو پھر پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ پر حملے کا تصور بھی محال ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ اب آپ کا کیا حکم ہے''...... شلپا دیوی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں ماسٹر سے کہا۔

''بڑے مقصد کے حصول کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ تربیت کے دوران آپ کو یہ بات سمجھائی گئی تھی''...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک گئیں۔ وہ کسی حد تک ماسٹر کی بات سمجھ گئی تھیں۔

''یس سر۔ کسی بھی بڑے مقصد کے حصول کے لئے قربانیاں

دینی پڑتی ہیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی ساتھی لڑکیوں کے چہروں کی طرف بھی دیکھا۔ ان کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے۔

''ہمارا مقصد ہم سے شیفرڈ کی قربانی مانگ رہا ہے کیونکہ شیفرڈ ہمارے مقصد کی راہ میں پتھر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور اس پتھر کو راستے سے ہٹانا ضروری ہو گیا ہے''...... ماسٹر کی آواز سنائی دی تو سب لڑکیوں کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ اپنے ہی ایک ساتھی کے خاتمے کا تصور کرنا عجیب سا لگ رہا تھا۔ شلپا دیوی کو تو شیفرڈ سے اسی وقت نفرت ہو گئی تھی جب اس نے ان کے ساتھ ایک ایک رات گزارنے کی فرمائش کی تھی۔ اس کے خیال میں شیفرڈ کی موت اچھی بات ہی تھی۔ اس لئے وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی۔

''سر۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی شلپا دیوی نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''شلپا دیوی۔ آپ میری بات سمجھ چکی ہیں اور اب شیفرڈ کا خاتمہ آپ نے کرنا ہے''...... ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ مسٹر شیفرڈ کا خاتمہ اور وہ بھی میرے ہاتھوں''...... شلپا دیوی نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''یس۔ شیفرڈ کا خاتمہ اور یہ کام جلد سے جلد ہونا چاہئے''۔ ماسٹر کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"اوکے سر۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کس وقت کرنا ہے"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"وہ لوگ اس وقت کس پوزیشن میں ہے"...... دوسری طرف سے ماسٹر نے اس سے پوچھا۔

"سر۔ وہ لوگ اس وقت زنجیروں سے اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ سوائے سر کے وہ اپنے جسم کے باقی کسی حصے کو حرکت بھی نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ وہ گیس سے بے ہوش ہوئے ہیں جب تک انہیں اینٹی گیس انجکشن نہیں لگائے جائیں گے وہ ہوش میں نہیں آئیں گے"...... شلپا دیوی نے ماسٹر سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان کی طرف سے فوری طور پر کوئی بھی خطرہ نہیں ہے۔ آپ جس وقت چاہیں انہیں ہلاک کر سکتی ہیں"۔ دوسری طرف سے ماسٹر نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ اتنے مجبور اور بے بس ہیں کہ اپنے منہ پر بیٹھنے والی مکھی کو بھی نہیں اڑا سکتے"...... شلپا دیوی نے کا۔

"پھر آپ پہلے شیفرڈ کا ہی خاتمہ کریں۔ اس کے بعد واپس آ کر علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مار دیں لیکن ایک آدمی کو آپ نے زندہ رکھنا ہے تاکہ اس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں"...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"اوکے سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... شلپا دیوی نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران کے خاتمے کے ساتھ ہی آپ نے اپنے مشن کے دوسرے حصے کی تیاری بھی شروع کر دینی ہے کیونکہ عمران کی موت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پچاس فیصد طاقت کا خاتمہ ہو جائے گا"...... ماسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ مشن کے دوسرے حصے کے لئے ابتدائی تیاری تو ہم نے پہلے ہی شروع کر دی ہے"...... شلپا دیوی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں ماسٹر سے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کال بھی کٹ گئی۔ کال منقطع ہونے کے بعد شلپا دیوی نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر اس نے اپنی ساتھی لڑکیوں کی طرف دیکھا۔

"گرلز۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ ماسٹر کے حکم کی فوری تعمیل کرنی چاہئے یا کچھ انتظار کرنا چاہئے"...... شلپا دیوی نے اپنی ساتھی لڑکیوں سے پوچھا۔

"ماسٹر کے حکم کی فوری تعمیل ضروری ہے۔ واقعی گرلز مشن کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھنک پڑ گئی تو پورے پاکیشیا میں ریڈ الرٹ ہو جائے گا اور پھر مشن کی تکمیل ناممکن ہو جائے گی"...... انجلینا نے کہا۔

"ہمارے مشن کا دوسرا حصہ تو اب بھی آسان نہیں ہے۔ آسان

کیا بلکہ یہ ناممکن کے قریب تر ہے''...... روزا نے کہا۔

''بے شک۔ مشن کا دوسرا حصہ ناممکن کے قریب تر ہے لیکن پانچ حکومتوں نے ہماری تربیت پر پانچ سال یونہی تو صرف نہیں کر دیئے اور پھر اب تک ان حکومتوں کے ہم پر لاکھوں ڈالرز خرچ ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہاں اہم مشن دے کر بھیجا گیا ہے ہم نے یہ مشن مکمل کر کے اپنی حکومتوں کے اعتماد پر بھی پورا اترنا ہے اور اپنے اپنے والد کی موت کا انتقام بھی لینا ہے''...... شردا پاؤ نے پر جوش لہجے میں کہا۔

''مارگریٹ۔ تم کیا کہتی ہو اس سلسلے میں''...... شلپا دیوی نے مارگریٹ سے پوچھا۔

''شردا پاؤ نے ٹھیک کہا ہے۔ ہم ابھی نو عمر ہیں لیکن ہماری حکومتوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے اب ہمیں ہر حال میں ان کے اعتماد پر پورا اترنا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو سمجھو کہ ہم نے خاتمہ کر دیا۔ ان ممبران کے علاوہ باقی جو ممبران بچ رہے ہوں گے وہ انہی کے ذریعے ٹریس ہو جائیں گے۔ اب ہم نے مشن کے دوسرے حصے کی پلاننگ کرنی ہے''...... مارگریٹ نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں ماسٹر کے حکم کی بھی تو تعمیل کرنی ہے''...... انجلینا نے کہا۔

''او کے۔ میں شیفرڈ کے خاتمے کے لئے جاتی ہوں''...... شلپا

دیوی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم تنہا شیفرڈ کا خاتمہ کر لو گی''...... مارگریٹ نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

''اگر میں شیفرڈ کا خاتمہ کرنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی تو پھر مجھے اتنے اہم مشنز پر پاکیشیا آنا ہی نہیں چاہئے تھا''...... شلپا دیوی نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ غلطی سے میری زبان سے یہ بات نکل گئی جس طرح سے ہم سب کی تربیت ہوئی ہے ایک شیفرڈ کیا ہم تنہا دس شیفرڈ پر بھی بھاری ہیں''...... مارگریٹ نے فوراً ہی شلپا دیوی سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں تم ذہنی طور پر اس وقت کہیں اور ہو۔ تبھی تم نے یہ بات کہی ہے ورنہ تم یقیناً ایسی بات نہ کرتیں''...... شلپا دیوی نے مارگریٹ سے کہا۔

''ہاں۔ تم صحیح سمجھی ہو۔ شیفرڈ میرا ہم وطن ہے اور اس کے خاتمے کا خیال مجھے تنگ کر رہا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''مارگریٹ۔ تم تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ تمہیں اس قسم کے خیالات ذہن میں نہیں لانے چاہئیں۔ اگر ماسٹر تم سے کہتا کہ تم اپنے ہاتھوں سے جا کر شیفرڈ کو گولی مار دو تو تب بھی جذبات کو پس پشت ڈال کر تمہیں یہ کام کرنا تھا جبکہ اب تو میں یہ کام کرنے جا رہی ہوں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

"شیفرڈ صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ ماسٹر کا بھی تو ہم وطن ہے لیکن ماسٹر کو مفاد زیادہ عزیز ہے“...... روزا نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ اب میں جذبات سے باہر نکل آئی ہوں اور کوشش کروں گی کہ آئندہ کبھی بھی جذبات میں نہ آؤں۔ جاؤ شلپا۔ شیفرڈ کو ایک گولی میری طرف سے بھی مار دینا“۔ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مارگریٹ کی بات سن کر شلپا دیوی بھی مسکرائی اور پھر اس نے جیب میں سے موبائل فون نکال کر شیفرڈ کے نمبر پریس کئے۔ چند سیکنڈ بعد بیل جانے لگی۔

"یس۔ شیفرڈ سپیکنگ“...... پہلی ہی بیل پر کال رسیو ہوئی اور شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

"شیفرڈ صاحب۔ شلپا دیوی بول رہی ہوں“...... شلپا دیوی نے موبائل فون کا سپیکر آن کرنے کے بعد کہا۔

"اوہ۔ شلپا دیوی آپ۔ لکی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ تمام گرلز کے ساتھ وین میں بیٹھ کر چلی گئیں ہیں اور بے ہوش افراد کو بھی اپنے ساتھ لے گئی ہیں“...... دوسری طرف سے شیفرڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بے ہوش افراد کا ہم نے خاتمہ کر دیا ہے اور ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال دیا ہے۔ ماسٹر کا حکم تھا اور ماسٹر نے ہی ہمیں نیا ٹھکانہ مہیا کیا ہے اس کوٹھی میں برقی بھٹی بھی موجود ہے“...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

"اوہ۔ شاید برقی بھٹی کی وجہ سے ماسٹر نے ایسا کیا ہے۔ میں نے تو آپ کے لئے جتنی کوٹھیاں بھی مخصوص کی تھیں ان میں برقی بھٹی نہیں تھی“...... دوسری طرف سے شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

"شاید نہیں شیفرڈ صاحب۔ یقیناً یہی بات ہے۔ اب آپ یہ بات بتائیں کہ کیا اور لوگ بھی آپ کے بنگلے پر آئے ہیں“۔ شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

"میں ابھی تک کمپیوٹر کے سامنے ہی بیٹھا ہوا ہوں اور اپنے دونوں بنگلوں کے مناظر میرے سامنے ہیں لیکن ان کے بعد ابھی تک میرے بنگلے پر اور کوئی نہیں آیا“...... دوسری طرف سے شیفرڈ نے کہا۔

"اب یقیناً وہ لوگ کافی سوچ و بچار کے بعد اس بنگلے کی طرف آئیں گے یا وہ آپ کے اس بنگلے پر کوئی بڑی کارروائی کریں گے“...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

"نو پرابلم۔ وہ کچھ بھی کر لیں مجھ تک نہیں پہنچ سکتے“...... شیفرڈ کی پر اعتماد آواز سنائی دی۔

"شیفرڈ صاحب۔ آپ نے فرمائش کی تھی کہ ہم باری باری آپ کے ساتھ وقت گزاریں“...... شلپا دیوی نے کہا۔

"یس مس شلپا۔ یہ تو میری بہت بڑی خواہش ہے اور اگر میری یہ خواہش پوری ہو گئی تو میں خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھوں گا“...... شیفرڈ کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شیفرڈ صاحب۔ آپ خود اتنے چارمنگ ہیں کہ ہم پانچ
اس بات پر جھگڑ پڑی ہیں کہ پہلے کون آپ کو کمپنی دے گی۔
عمران کے خاتمے کے بعد ہم سب انتہائی خوش ہیں اور اس
موت کا جشن منانا چاہتی ہیں"...... شلپا دیوی نے رومانٹک
میں کہا۔

"ضرور۔ ضرور۔ ہمیں علی عمران کی موت کا جشن منانا
چاہئے تو اس وقت کون میرے پاس جشن منانے کے لئے آ رہا
ہے"...... دوسری طرف سے شیفرڈ نے بے صبری کا مظاہرہ کر
ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں آجاتی ہوں۔ آپ کسی اور
کہیں تو میں اسے بھیج دیتی ہوں"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"مس شلپا دیوی۔ مشرقی حسن کا تو میں سدا سے دیوانہ ر
ہوں۔ آپ آجائیں"...... شیفرڈ نے کہا۔

"میں تھوڑی ہی دیر میں آپ تک پہنچ رہی ہوں۔ اوکے اینڈ گڈ
بائے"...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے
کال منقطع کر کے موبائل فون سیٹ جیب میں رکھ لیا اور پھر اس
نے جیکٹ کی دوسری جیب میں ہاتھ ڈالا اس جیب میں مشین پسٹل
موجود تھا۔ اس نے مشین پسٹل نکال کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر
واپس جیب میں رکھ لیا۔ مشین پسٹل پر سائیلنسر بھی فٹ تھا۔ مشین
پسٹل جیب میں رکھنے کے بعد وہ صوفے سے کھڑی ہو گئی۔

کافی دیر ہو گئی تھی صدیقی اور نعمانی نے رپورٹ نہیں دی تھی۔
ب زیرو کو ان کی کال کا انتظار تھا اور اس کا یہ انتظار طویل ہوتا جا
تھا۔ پھر جب انتظار حد سے بڑھ گیا تو بلیک زیرو نے ٹیلی فون
رسیور اٹھایا اور اس نے صدیقی کے نمبر پریس کئے لیکن جلد ہی
یوٹر کی آواز سنائی دی جس کے مطابق صدیقی کا نمبر آف تھا۔
یقی کو ٹرائی کرنے کے بعد بلیک زیرو نے نعمانی کا نمبر بھی ملایا۔
انی کا نمبر ملاتے ہوئے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا نمبر بھی
ہو گا اور ایسا ہی ہوا۔ اسے نعمانی کا نمبر بھی آف ہی ملا۔ اس
مطلب تھا کہ وہ دونوں بے ہوش ہو چکے ہیں۔ موبائل فون کا
اپ عمران نے سرداوز کے ساتھ مل کر اپنا ذاتی بنایا تھا۔
پاکیشیا سیٹلائٹ میں سپیس حاصل کرنے کے بعد عمران نے
نری بھی دانش منزل میں رکھ لی تھی۔ اب وہ خود ہی کنکشن کرتے

تھے۔ ان کے موبائل فون میں میموری کارڈ کی جگہ عمران کے تیا[ر] کردہ کارڈ لگائے جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے موبائل فون سیٹ اونر کی دماغی لہروں کو رسیو کر کے ایکٹو حالت میں رہتے تھے۔ اگر سیٹ اونر بے ہوش ہو جاتا تھا تو سیٹ فوراً آف ہو جاتے تھے جس وجہ سے سیٹ کی میموری کوئی بھی چیک نہیں کر سکتا تھا۔

عمران نے سرداور کے ساتھ مل کر اپنے موبائل فون نظام کو ا... محفوظ کر لیا تھا کہ دنیا کی کوئی بھی مشینری ان کی کال کو ٹریس نہیں کر سکتی تھی۔ ان کے موبائل سسٹم کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اس سسٹم کے تحت چلنے والے سیٹوں پر ہی یہ نمبر ظاہر ہوتے تھے دوسرے نیٹ ورکس پر ان کی کال تو جاتی تھی لیکن ان کے نمبر ڈ... ظاہر نہیں ہوتے تھے۔

صفدر، تنویر اور عمران کے بعد اب اگر صدیقی اور نعمانی کے موبائل فون بھی آف مل رہے تھے تو اس کا مطلب یہی تھا کہ ا... دونوں بھی بے ہوش ہو چکے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ ا... دشمنوں کے قابو میں آ چکے ہیں۔ اب بلیک زیرو کے پاس فیلڈ ورک کرنے کے لئے چوہان اور خاور رہ گئے تھے۔ وہ ان دونوں ا... گریٹ لینڈ ہوٹل بھیج کر انہیں بھی غائب نہیں کرانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے خود ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلے کر[تے] ہی اس نے ماسک میک اپ کیا۔ ماسک میک اپ کرنے کے بعد اس نے دانش منزل کا آٹو میٹک سسٹم آن کیا اور پھر کنٹرول ر[وم]

سے باہر آ گیا۔

دانش منزل کے گیراج میں چار کاریں موجود تھیں۔ ایک کار ایکسٹو کے لئے مخصوص تھی۔ یہ کار اسی وقت استعمال کی جاتی تھی جب عمران یا بلیک زیرو ایکسٹو کی حیثیت سے کہیں جاتے تھے جبکہ باقی تین کاریں عام استعمال کے لئے تھیں۔ بلیک زیرو ان میں سے ایک کار میں بیٹھا اور پھر کار سٹارٹ ہو کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ جب بلیک زیرو کی کار دانش منزل کے گیٹ پر پہنچی تو گیٹ آٹو میٹک سسٹم کے تحت کھل گیا۔ بلیک زیرو کی کار گیٹ سے باہر نکل گئی تو گیٹ آٹو میٹک سسٹم کے تحت بند ہو گیا۔

مین روڈ پر آ کر کار گرینڈ ہوٹل کی طرف دوڑنے لگی۔ بلیک زیرو نے گرینڈ ہوٹل دیکھا ہوا تھا وہ کافی بار چائے پینے کے لئے اس ہوٹل گیا تھا۔ تیز ڈرائیونگ کے نتیجہ میں وہ جلد ہی گرینڈ ہوٹل پہنچ گیا۔ یہ لنچ کا وقت تھا اس لئے پارکنگ میں بہت سی کاریں نظر آ رہی تھیں۔ بلیک زیرو نے بھی کار ایک جگہ پارک کی اور پھر وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا۔ ہال اس وقت بھرا ہوا تھا۔ وہ کھڑا ہو کر ہال کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ ہوٹل کا سپر وائزر اس کے قریب آ گیا۔

''سر۔ ہال تو اس وقت فل ہے۔ اگر آپ انتظار کرنا چاہیں تو کاؤنٹر کے قریب آپ کے لئے کرسی رکھ دی جاتی ہے آپ کچھ دیر انتظار کر لیں اور اگر آپ چاہیں تو آپ فیملی روم میں چلے جائیں

اس وقت ایک فیملی روم خالی ہے“...... سپر وائزر نے مؤدبانہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

”اوکے۔ میں فیملی روم میں ہی چلا جاتا ہوں“...... بلیک زیرو نے سپروائزر سے کہا۔

”بہت بہتر سر“...... سپروائزر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اشارے سے ایک ویٹر کو قریب بلایا۔

”فیملی روم نمبر تھرٹین خالی ہے۔ اس روم تک سر کی رہنمائی کرو“...... سپروائزر نے ویٹر سے کہا۔

”تشریف لایئے سر۔ ویٹر نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو اس کے ساتھ چلتا ہوا فیملی رومز تک آ گیا۔ ویٹر نے اسے تھرٹین نمبر میں بٹھایا۔

”پلیز سر۔ آرڈر“...... جب بلیک زیرو کرسی پر بیٹھ چکا تو ویٹر نے مینو کارڈ اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے کارڈ دیکھ کر اسے آرڈر بھی نوٹ کرا دیا کیونکہ اس وقت اسے بھوک لگی ہوئی تھی اور پھر اس نے اسی ویٹر سے شیفرڈ کے متعلق بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ چند منٹوں بعد ویٹر اس کے لئے کھانا لے آیا اور اس نے کھانا میز پر لگا دیا۔ اس کے بعد وہ واپسی کے لئے مڑا۔

”سنو۔ جیسے ہی ویٹر مڑا بلیک زیرو نے اسے آواز دی تو وہ رک گیا۔

”اس ہوٹل کا مالک کون ہے“...... بلیک زیرو نے ویٹر سے

پوچھا۔

”اس ہوٹل کے مالک شیفرڈ صاحب ہیں جو گریٹ لینڈ کے رہنے والے ہیں“...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ملیں گے وہ“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سر۔ اگر انہیں ہوٹل آنا ہو تو وہ چار بجے کے بعد آتے ہیں اور ہوٹل میں ہی ملتے ہیں“...... ویٹر نے کہا۔

”آنا ہو سے یہ مطلب ہے کہ وہ کبھی ہوٹل آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یس سر۔ وہ مالک ہیں۔ جب چاہیں آ جائیں اور جب چاہیں نہ آئیں“...... ویٹر نے بلیک زیرو سے کہا۔

”میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے اور انہی کے فائدے میں ہے۔ میں انہیں ان کے گھر پر مل لیتا ہوں۔ آپ مجھے ان کا ایڈریس بتا دیں“...... بلیک زیرو نے ویٹر سے کہا۔

”سر۔ اپنے بنگلے پر تو وہ کسی سے بھی نہیں ملتے“...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مجھ سے وہ ملیں گے۔ کیونکہ مجھ سے ملنا ان کی مجبوری ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ان کا بنگلہ سوسائٹی میں ہے سر اور نمبر ہے ٹی ڈبل فور“۔ ویٹر نے شیفرڈ کا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

”اوکے تھینک یو۔ اگر شیفرڈ صاحب مجھ سے ملے تو انہیں

لاکھوں کا فائدہ ہو گا نہ ملے تو لاکھوں کا نقصان۔ کیونکہ میں انکم ٹیکس آفیسر ہوں اور نیا افسر ہوں۔ میں انہیں لاکھوں کا فائدہ پہنچا سکتا ہوں''...... بلیک زیرو نے ویٹر سے کہا اور پھر وہ مکمل طور پر کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ ویٹر اسے کھانے کی طرف متوجہ دیکھ کر روم سے باہر چلا گیا۔ بلیک زیرو نے کھانا کھانے میں تین چار منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ اٹھا اور کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ اس نے بل کاؤنٹر پر ہی ادا کر دیا اور پھر وہ پارکنگ میں آ گیا۔

وہ اپنی کار میں بیٹھا اور کار اسٹارٹ کر کے روڈ پر آ گیا۔ وہ جب بھی دانش منزل سے باہر نکلتا تھا دانش منزل کے مخصوص ٹیلی فون سے منسلک کارڈ لیس سیٹ اپنے ساتھ ضرور لے لیتا تھا۔ اب بھی کارڈ لیس سیٹ اس کی جیب میں موجود تھا۔ یہ کارڈ لیس سیٹ موبائل فون سیٹ جیسا تھا اور بیس کلو میٹر کے ایریئے میں سگنل وصول کر سکتا تھا۔ روڈ پر آتے ہی بلیک زیرو نے کارڈ لیس سیٹ جیب سے نکال لیا اور پھر اس نے چوہان کے نمبر پریس کیے۔

''چوہان سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد رابطہ ملنے پر بلیک زیرو کو چوہان کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص اور سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... دوسری طرف سے چوہان نے فوراً ہی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا خاور تمہارے ساتھ ہے''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں چوہان سے خاور کے متعلق پوچھا۔

''نو چیف۔ خاور اس وقت میرے ساتھ نہیں ہے''...... دوسری طرف سے چوہان کی آواز سنائی دی۔

''اسے کال کر کے بلا لینا۔ تم نے سوسائٹی کے بنگلہ نمبر ٹی ڈبل فور کو چیک کرنا ہے۔ یہ بنگلہ گرینڈ ہوٹل کے مالک شیفرڈ کا ہے اور شیفرڈ کا تعلق ان گرلز سے ہے جنہوں نے جولیا کو اغوا کیا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے چوہان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اس بنگلے کو چیک کرنے پہلے صفدر اور تنویر پھر عمران اور اس کے بعد صدیقی اور نعمانی بھی جا چکے ہیں اور اس بنگلے میں پہنچ کر رابطے سے آؤٹ ہو گئے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ پانچوں اس بنگلے میں داخل ہونے کے بعد بے ہوش ہو گئے ہیں۔ تم دونوں نے بھی وہاں جا کر بے ہوش نہیں ہو جانا۔ تم نے نہایت ہی محتاط رہنا ہے۔ اگر تمہارے ساتھی اس بنگلے میں قید ہوں تو تم نے انہیں آزاد کرانا ہے اور شیفرڈ کو دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچانا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں سمجھ گیا چیف۔ انشاء اللہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت واپس

آئیں گے''...... چوہان نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... بلیک زیرو نے چوہان سے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ فی الوقت بلیک زیرو یہی کر سکتا تھا۔ چوہان سے بات کرنے کے بعد اس نے کارڈلیس سیٹ جیب میں رکھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل پہنچ گئی۔

شفیرڈ اپنے دوسرے بنگلے ٹی فور فائیو کے تہہ خانے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دو کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ ایک کمپیوٹر کے مانیٹر پر ٹی ڈبل فور کے مناظر دکھائی دے رہے تھے اور دوسرے پر ٹی فور فائیو کے۔ اس کی نظروں میں آئے بغیر کوئی بھی ان دونوں بنگلوں میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے علی عمران سمیت پانچ آدمیوں کو بے ہوش کر کے گرلز گروپ کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر اس کے آدمی لکی نے اسے بتایا تھا کہ اس کی مہیا کردہ کوٹھی سے گرلز کہیں اور چلی گئی ہیں اور بے ہوش افراد کو بھی اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔ لکی کی بات سن کر وہ سوچ رہا تھا کہ گرلز کہاں جا سکتی ہیں۔ اسے گرلز پر غصہ بھی بہت آ رہا تھا کہ وہ اسے بتائے بغیر چلی گئی ہیں اور ساتھ ہی علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی لے گئی ہیں۔

بے شک وہ لوگ بے ہوشی کی حالت میں تھے لیکن ان کا زیادہ دیر زندہ رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ وہ زندہ حالت میں گرلز کے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار کی مانند تھے اور گرلز انہیں ہلاک کرنے کی بجائے ساتھ ساتھ لئے پھر رہی تھیں۔ حالانکہ ان گرلز کا مشن تو انہیں ہلاک کرنا تھا۔

اس کے غصے کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے گرلز کو اپنے ساتھ رات گزارنے کی دعوت دی تھی۔ وہ پانچوں لڑکیاں نوخیز کلیوں کی مانند تھیں۔ ان پانچوں کے حسن اور جوانی نے اسے دیوانہ بنا دیا تھا۔ اس وقت تو شلپا دیوی نے اس کی دعوت قبول کر لی تھی اور کسی غصے یا ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن اب وہ اپنی تمام ساتھیوں کو لے کر غائب ہو گئی تھی اور وہ ان کی تلاش میں بھی نہیں نکل سکتا تھا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سے واقف ہو چکی تھی اور اس تہہ خانے سے باہر نکلتا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی آدمی کے ہتھے چڑھ سکتا تھا اور پھر اس کی موت یقینی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا میں رہنا اب اس کے لئے ناممکن ہے لہٰذا اب اسے اس ملک سے فرار ہو جانا چاہئے۔ گرینڈ ہوٹل برائے نام اس کا تھا۔ اس ہوٹل کی اصل مالک اس کی ایجنسی تھی۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے باس سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد اس نے میز پر رکھے ہوئے اپنے موبائل فون کو اٹھایا۔ یہ مخصوص موبائل فون تھا جو اس کی سیکرٹ

ایجنسی استعمال کرتی تھی۔ اس موبائل فون کا تعلق گریٹ لینڈ کے سیٹلائٹ سے تھا اور یہ موبائل فون محفوظ تھے۔ فون اٹھا کر اس نے اپنے باس کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس براؤن سپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے اس کے باس کی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ شیفرڈ بول رہا ہوں''...... شیفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں شیفرڈ۔ کس لئے کال کی ہے''...... اس کی آواز سن کر دوسری طرف سے باس نے پوچھا۔

''باس۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ میں فائیو گرلز گروپ کو مکمل سپورٹ کروں''...... شیفرڈ نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے حکومت کی طرف سے یہی ہدایت ملی تھی''۔ دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق ان کے لئے تین کوٹھیوں کے علاوہ کاروں کا انتظام بھی کیا تھا اور آج میں نے علی عمران کے علاوہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد گرفتار کر کے ان گرلز کے حوالے کئے ہیں اور اس کی اطلاع میں نے گرلز کے ماسٹر کو بھی دے دی ہے کیونکہ آپ نے مجھے یہی حکم دیا تھا کہ ان گرلز سے متعلق کوئی بھی بات ہو تو میں ماسٹر کو اس کی اطلاع کروں''۔ شیفرڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے لیکن تم اس وقت یہ سب باتیں کیوں کر رہے ہو"...... باس کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں نے گرلز کو سپورٹ تو کر دیا ہے لیکن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گیا ہوں اور اس سروس سے چھپ کر ہی اس وقت اپنے سیکنڈ بنگلے ٹی فور فائیو کے تہہ خانے میں بیٹھا ہوں"...... شیفرڈ نے کہا۔

"تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آنا اچھی بات نہیں ہے لیکن گرلز گروپ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ تم اسی طرح چھپے رہو۔ جب گرلز گروپ کا مشن مکمل ہو جائے گا تب تم اپنا کام دوبارہ شروع کر دینا"...... دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ گرلز گروپ کا اصل مشن تو پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ پر حملہ ہے جو آپ کے اور آپ جیسے ذہین لوگوں کی رائے کے مطابق علی عمران کی موجودگی میں بہت مشکل کام تھا۔ اب علی عمران گرلز گروپ کے قبضے میں ہے اور اس کی موت یقینی ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کوئی محدود ادارہ نہیں ہے۔ ملک بھر میں اور دنیا بھر میں اس کے نجانے کتنے ایجنٹ ہوں گے۔ اس سروس کا مکمل خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہمیشہ خطرہ رہے گا"...... شیفرڈ نے کہا۔

"ہونہہ۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو اوکے۔ تم گریٹ لینڈ واپس

آ جاؤ۔ ہم کچھ دنوں بعد تمہاری جگہ کوئی اور آدمی بھیج دیں گے"۔ دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی۔

"تھینک یو باس۔ میں آج رات ہی پاکیشیا سے نکلنے کی کوشش کرتا ہوں"...... شیفرڈ نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے باس نے کہا اور پھر کال منقطع ہو گئی۔ اس نے موبائل فون میز پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے موبائل فون میز پر رکھا۔ اس کی بیل بجنے لگی۔ اس نے دوبارہ موبائل فون اٹھایا اور سکرین پر نظر دوڑائی۔ سکرین پر مس شلپا کا نام فلیش ہو رہا تھا۔ یہ نام دیکھ کر اسے خوشی محسوس ہوئی اور اس نے کال اوکے کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگا لیا۔

"یس شیفرڈ سپیکنگ"...... شیفرڈ نے کہا۔ اس نے اپنے لہجے سے اپنی خوشی کا اظہار نہیں ہونے دیا تھا۔

"شیفرڈ صاحب۔ شلپا دیوی بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے شلپا دیوی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ شلپا دیوی آپ۔ لکی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ وین میں بیٹھ کر چلی گئی ہیں اور بے ہوش افراد کو بھی اپنے ساتھ لے گئی ہیں"...... شیفرڈ نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس نے فون نمبر دیکھے بغیر اٹینڈ کیا ہو۔ اس کے بعد شلپا اور اس کے درمیان باتیں ہونے لگیں۔ شلپا دیوی نے اسے بتایا کہ انہوں نے علی عمران اور دیگر آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب گرلز اس کے ساتھ جشن منانا

چاہتی ہیں اور سب سے پہلے شلپا دیوی اس کے ساتھ جشن منانے کے لئے آ رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر شیفرڈ کے لئے کوئی خوشی کی بات تھی ہی نہیں۔ لہٰذا اس نے بیتابی سے کہا کہ شلپا دیوی اس کے پاس آ جائے۔ بات مکمل ہونے کے بعد اس نے موبائل فون میز پر رکھا اور کھڑا ہو کر خوشی سے ناچنے لگا۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد اس نے ناچنا بند کیا اور پھر اس نے موبائل فون اٹھا کر گیٹ پر موجود اپنے ملازم جانسن کا نمبر ملایا۔

''یس باس۔ جانسن سپیکنگ''...... پہلی بیل کے بعد جانسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جانسن۔ کچھ دیر میں ایک لڑکی مس شلپا دیوی ہمارے بنگلے پر پہنچ رہی ہے۔ جیسے ہی وہ آئے تم نے اسے عزت و احترام کے ساتھ تہہ خانے میں میرے پاس پہنچا دینا ہے''...... شیفرڈ نے اپنے ملازم سے کہا۔

''اوکے باس''...... جانسن کی آواز سنائی دی تو شیفرڈ نے کال منقطع کر دی۔ اس کے بعد وہ تہہ خانے میں موجود الماری کی طرف بڑھا۔ الماری میں سے اس نے وہسکی کی ایک بڑی بوتل نکالی اور میز پر لا کر رکھ دی۔ دو عدد گلاس پہلے سے ہی میز پر رکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ کرسی پر بیٹھا اور اس کی نظریں مانیٹر پر جم کر رہ گئیں۔

تقریباً بیس منٹ بعد اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا کیونکہ اس

نے بنگلہ نمبر ٹی فور فائیو کے گیٹ پر ایک کار رکتے ہوئے دیکھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر اسے شلپا دیوی نظر آ گئی۔ شلپا دیوی ابھی تک اس مقامی اپ میں تھی جو اس نے پہلے کیا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ اس میک اپ میں شیفرڈ سے مل چکی تھی اس لئے شیفرڈ نے اسے فوراً پہچان لیا۔

شیفرڈ نے شلپا دیوی کو کار سے نیچے اتر کر ڈور بیل بجاتے دیکھا پھر جانسن نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھولی اس نے باہر نکل کر شلپا دیوی سے بات کی پھر واپس آ کر جانسن نے گیٹ کھولا تو شلپا دیوی کار میں بیٹھی اور کار بنگلے میں داخل ہو گئی۔ گیٹ سے چند گز آگے آنے کے بعد کار رک گئی اور شلپا دیوی کار سے نیچے اتری اور پھر وہ جانسن کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔ جانسن اسے تہہ خانے میں لا رہا تھا۔ ان دونوں کو تہہ خانے کی طرف آتے دیکھ کر شیفرڈ کرسی سے اٹھ کر فریج کی طرف بڑھا۔ جو ایک کونے میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے فریج میں سے برف نکالی اور میز پر لا کر رکھ دی۔ پھر اسی لمحے تہہ خانے کی سیڑھیوں پر قدموں کی آواز سنائی دی۔ شیفرڈ نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ شلپا دیوی اور جانسن سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

''ویلکم۔ ویلکم۔ مس شلپا دیوی''...... شیفرڈ نے مسکراتے ہوئے شلپا دیوی کا استقبال کیا۔ شلپا دیوی کے چہرے پر بھی دلکش مسکراہٹ تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے شیفرڈ سے ہاتھ ملایا۔

"تشریف رکھیئے"...... شیفرڈ نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو شلپا دیوی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو۔ شیفرڈ صاحب"...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد شلپا دیوی نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"جانسن۔ تم اب واپس گیٹ پر جاؤ"...... شیفرڈ نے جانسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس"...... جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

"شیفرڈ صاحب۔ آپ نے تو واقعی بہت اچھا انتظام کیا ہوا ہے"...... شلپا دیوی نے دونوں کمپیوٹر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ انتظام نہ ہوتا تو علی عمران اور اس کے ساتھی اتنی آسانی سے ہاتھ نہ آتے"...... شیفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دونوں گلاسوں میں برف ڈالی اور گلاس وہسکی سے بھر لئے۔ ایک گلاس اس نے شلپا دیوی کی طرف بڑھایا تو شلپا دیوی نے اس سے گلاس لے لیا۔

"تھینک یو شیفرڈ صاحب"...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا اور پھر اس نے وہسکی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"آپ نے ٹھیک کہا کہ اگر یہ انتظام نہ ہوتا تو علی عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہاتھ آنا آسان نہیں تھا۔ شیفرڈ صاحب۔ سیکرٹ سروس کے دیگر ایجنٹ بھی تو ہوں گے۔ اب ان کا شکار کیسے کیا

جائے"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"کیا آپ نے ان بے ہوش افراد کو ہوش میں لا کر ان کے ساتھیوں کے بارے میں نہیں پوچھا"...... شیفرڈ نے کہا۔

"میں تو پوچھنا چاہتی تھی لیکن اس دوران ماسٹر کا فون آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ ان بے ہوش افراد کو ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا بے ہوشی کی حالت میں ہی خاتمہ کر دیا جائے۔ سو ہمیں ایسا کرنا پڑا"...... شلپا دیوی نے شیفرڈ سے کہا۔

"لیکن ماسٹر نے آپ پر حکم کیوں چلایا۔ آپ تو آزاد حیثیت سے کام کر رہی ہیں"...... شیفرڈ نے کہا۔

"بے شک۔ ہم آزاد حیثیت سے کام کر رہی ہیں لیکن ماسٹر ہمارے بگ ٹیچر ہیں اور کافرستان کے سابق صدر کے بعد اس مشن کے لئے انہوں نے سب سے زیادہ کوشش کی ہے لہٰذا پانچوں ممالک کے حکام ان کی عزت کرتے ہیں اور ہم انہیں باس کی حیثیت بھی دیتی ہیں"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"واقعی۔ اس مشن میں ماسٹر ایک کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ خیر۔ آپ ماسٹر کی باتوں کو چھوڑیں۔ آپ اس وقت جشن منانے آئی ہیں تو جشن کی باتیں کریں"...... شیفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ کام کا وقت ہو تو انسان کو کام کرنا چاہئے اور آرام کا وقت ہو تو آرام کرنا چاہئے"...... جواب میں شلپا

دیوی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈا اور موبائل فون نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب میں سے والٹ بھی نکال کر میز پر رکھا۔ والٹ کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کی جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور برآمد ہوا۔

''شیفرڈ صاحب۔ یہ گن بھی بہت عجیب چیز ہے۔ جیتے جاگتے آدمی کو ایک لمحے میں مردہ کر دیتی ہیں''...... شلپا دیوی نے ریوالور کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے شیفرڈ سے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مس شلپا۔ یہ گن بہت ہی ظالم چیز ہے''...... شیفرڈ نے اس سے کہا۔

''نہیں۔ میں بھی غلط کہہ گئی ہوں اور آپ بھی غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ گن ظالم نہیں ہے بلکہ انسان ظالم ہے جس نے یہ گن بنائی ہے اور اسے استعمال کرتا ہے اور حد تو یہ ہے کہ مفاد کی خاطر یہ انسان اپنے ساتھیوں پر بھی یہ گن استعمال کر جاتا ہے''...... شلپا دیوی نے معنی خیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور کا رخ شیفرڈ کی طرف کر لیا۔

''اتنی چھوٹی سی عمر میں آپ بڑی ذہانت کی باتیں کر رہی ہیں اور اتنی چھوٹی عمر میں ہی آپ ایک بڑی ایجنٹ بھی بن گئی ہیں یہ کمال ہے آپ کا بلکہ آپ پانچوں لڑکیوں کا''...... شیفرڈ نے شلپا دیوی سے نارمل لہجے میں کہا۔

''وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ شلپا دیوی اس پر گولی بھی چلا سکتی ہے۔

''ہاں۔ یہ واقعی ہمارا کمال ہے اور میرا یہ بھی کمال ہو گا کہ میں اپنے ہاتھوں سے آپ پر گولی چلاؤں گی''...... شلپا دیوی نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو شیفرڈ نے اسے چونک کر دیکھا۔

''اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں''...... شیفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں شلپا دیوی سے کہا۔

''میں نے وہی کہا ہے جو آپ نے سنا ہے۔ سن کر اگر آپ نے سمجھا نہیں ہے تو یہ آپ کی غلطی ہے''...... شلپا دیوی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو شیفرڈ کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ تم مجھ پر گولی چلاؤ گی لیکن کیوں''۔ شیفرڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں تجربہ کرنا چاہتی ہوں کہ اپنے ساتھیوں کو گولی مار کر انسان کیسا محسوس کرتا ہے''...... شلپا دیوی نے بدستور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک دم ہی اس کے ریوالور سے شعلہ سا نکلا اور شیفرڈ کے ماتھے میں سوراخ ہو گیا۔ وہ کرسی پر سے اچھلا اور نیچے گر کر تڑپنے لگا۔

''گڈ بائے شیفرڈ۔ دوسرے جنم میں پھر ملیں گے۔ جشن منانے کے لئے''...... شلپا دیوی نے اب بھی طنزیہ لہجے میں شیفرڈ سے کہا جو فرش پر ذبح ہوئے مرغے کی مانند تڑپ رہا تھا۔ شلپا دیوی نے

اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ پھر تقریباً ایک منٹ بعد ہی وہ اپنی کار تک پہنچ گئی۔ وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ اس نے کار اسٹارٹ کر کے موڑی۔ جانسن نے اس کی کار کو گیٹ کی طرف آتے دیکھا تو اس نے گیٹ کھول دیا۔ شلپا دیوی نے گیٹ کے قریب کار روکی اور جانسن کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

''یس مس''...... جانسن نے اس کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے باس بڑی میٹھی نیند سو گئے ہیں۔ کچھ دیر بعد جا کر ان کی خبر لے لینا''...... شلپا دیوی نے جانسن سے کہا۔

''اوکے مس''...... جانسن نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شلپا دیوی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ پھر اس نے کار آگے بڑھائی اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے نئے ٹھکانے بہار کالونی کی کوٹھی نمبر ایس تھری ون میں پہنچ گئی۔ اس کی ساتھی لڑکیاں انتظار میں تھیں۔

''کیسا رہا شلپا''...... وہ سٹنگ روم میں پہنچی تو مارگریٹ نے اس سے پوچھا۔

''شیفرڈ بے چارہ۔ مفاد کی بھینٹ چڑھ گیا''...... شلپا دیوی نے مصنوعی افسوس کرتے ہوئے کہا۔

''اس دنیا میں ایسا ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں افسوس نہیں کرنا چاہئے''۔ انجلینا نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ آؤ قیدیوں کی خبر لیں''...... شلپا دیوی نے انجلینا سے کہا۔ اس کے بعد وہ پانچوں لڑکیاں تہہ خانے میں پہنچ گئیں اور پھر وہ پانچوں ہی یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ عمران ہوش میں آ چکا تھا۔

''تمہیں کس نے اینٹی گیس انجکشن لگایا ہے''...... شلپا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ان سب کی زنجیروں کی طرف بھی دیکھا۔ وہ پہلے کی طرح ہی زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔

''تم نے مجھے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر بے ہوش کیا تھا۔ اگر تم مجھے اپنے حسن کے جلوؤں سے بے ہوش کرتیں تو میں تا قیامت ہوش میں نہ آتا''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شلپا دیوی عمران سے کچھ کہتی سیڑھیوں پر یکدم تیز آواز ابھری اور ایک مسلح آدمی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے آ گیا۔

''مس۔ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ گئی ہے۔ ان کے ساتھ پولیس بھی ہے۔ تہہ خانے میں ہی ایک راستہ ہے۔ میں آپ کو اسی راستے سے فرار کرا دیتا ہوں۔ آئیے۔ جلدی کیجئے''...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ پولیس بھی آ گئی ہے۔ چلو گرلز بھاگ چلو''...... شلپا دیوی نے بھی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مارگریٹ کے ہاتھ سے مشین پسٹل لیا اور یکدم ہی عمران اور

اس کے ساتھیوں پر فائر کھول دیا۔ تہہ خانے میں تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی۔ شلپا دیوی نے مشین پسٹل والا ہاتھ گھمایا اور وہ پانچوں آدمی مشین پسٹل کی گولیوں کی زد میں آ گئے۔ ان سب کے جسموں سے خون بہنے لگا۔ پانچوں لڑکیوں کے لئے یہ وقت خون دیکھنے کا نہیں تھا۔ اس لئے وہ اسی طرف دوڑیں جدھر مسلح آدمی دیوار پر کھڑا ہاتھ مار رہا تھا۔ وہ جہاں ہاتھ مار رہا تھا۔ وہاں سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا دروازہ نمودار ہوا اور وہ اس دروازے سے باہر نکل گئیں۔

چوہان اور خاور سوسائٹی کے بنگلہ نمبر ٹی ڈبل فور کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے بنگلے کا گیٹ کھلتے دیکھا۔ گیٹ میں سے ایک غیر ملکی پیدل نکل کر ایک طرف چلنے لگا تھا کیونکہ وہ دونوں کار پر تھے اس لئے کار اس غیر ملکی آدمی سے کافی آگے نکل گئی۔

''اب دن کے اجالے میں اس آدمی کو کیسے قابو کیا جائے''۔ چوہان نے خاور سے پوچھا۔

''اس کے قریب تو چلو دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہے''...... خاور نے چوہان سے کہا تو چوہان نے کار موڑی۔ چوہان اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر جبکہ خاور پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

''کار اس کے قریب کر کے روک لو''...... خاور نے کہا۔ جب کار اس غیر ملکی کے قریب رکی تو اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

''تم شیفرڈ صاحب کے ملازم ہونا۔ گرینڈ ہوٹل میں بم بلاسٹ

ہو گیا ہے کئی لوگ مر گئے ہیں جلدی آؤ شیفرڈ صاحب کو بتانا ہے''...... خاور نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے اس قدر بے ساختہ انداز میں یہ بات کہی تھی کہ وہ غیر ملکی بھی یکدم گھبرا گیا اور بغیر سوچے سمجھے وہ کار میں بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ کار میں بیٹھا خاور نے کار کا دروازہ بند کیا اور چوہان نے کار آگے بڑھا دی۔

''لل۔لل۔ لیکن تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو''...... جلد ہی وہ بوکھلاہٹ سے باہر نکل آیا اور اس نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اب اس سوال کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ خاور نے مشین پسٹل کا دستہ پوری طاقت سے اس کے سر کے پچھلے حصے پر رسید کر دیا تھا اور اسے ایک وار ہی کافی رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

''میرا خیال ہے کہ چیف کو اس کے متعلق رپورٹ دی جائے''۔ خاور نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلایا تو خاور نے اپنی جیب سے اپنا موبائل فون نکالا اور دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔ ساتھ ہی اس نے سپیکر بھی آن کر دیا۔

''ایکسٹو''...... چند لمحوں بعد رابطہ ملنے پر ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں خاور بول رہا ہوں۔ ہم جب سوسائٹی کے بنگلہ نمبر ٹی ڈبل فور کے قریب پہنچے تو اتفاق سے اسی وقت ایک غیر ملکی آدمی بنگلے سے باہر نکلا۔ اب وہ آدمی بے ہوشی کی حالت میں

ہماری کار میں موجود ہے''...... چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اسے عمران کے انکل رانا تہور علی صندوقی کی حویلی رانا ہاؤس لے چلو۔ وہاں جوزف موجود ہے اور عمران نے وہاں ٹارچر روم بھی بنایا ہوا ہے۔ جوزف اس کی زبان کھلوا لے گا۔ تم اس سے معلومات حاصل کرو اور پھر مجھے فون کرو''...... ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ ایکسٹو کی ہدایت چونکہ چوہان نے بھی سن لی تھی اس لئے اس نے کار رانا ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ لی۔ کچھ دیر بعد وہ رانا ہاؤس پہنچ گئے۔ بیل کے جواب میں جوزف گیٹ سے باہر نکلا۔

''اوہ۔ چوہان صاحب آپ''...... جوزف نے چوہان کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ خاور بھی میرے ساتھ ہے۔ تم گیٹ کھولو''...... چوہان نے کہا۔

''او کے۔ چوہان صاحب۔ میں گیٹ کھولتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر اندر جا کر اس نے گیٹ کھول دیا۔ رانا ہاؤس میں داخل ہو کر چوہان نے کار روکی اور کار سے نیچے اترا۔ خاور بھی پچھلی سیٹ سے نیچے اترا اور پھر اس نے بے ہوش غیر ملکی کو کار سے باہر نکال کر کندھے پر ڈال لیا۔

''خاور صاحب۔ تم کس چوہے کا شکار کر آئے ہو''...... جوزف

نے بے ہوش آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم بلے ہیں''...... خاور نے جوزف ک آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ باس کی طرح اب تم بھی مذاق کرنے لگے ہو''۔ جوزف نے زور زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہم اسے چیف کے حکم پر لائے ہیں۔ اس سے کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں''...... خاور نے جوزف سے کہا اور پھر وہ ٹارچر روم کی طرف بڑھنے لگا کیونکہ وہ کئی بار عمران کے ساتھ رانا ہاؤس آچکے تھے اس لئے اس کے ہر کمرے کے بارے میں جانتے تھے۔

''اگر یہ چیف کا حکم ہے تو پھر ماننا پڑے گا۔ چیف سے تو باس بھی خوفزدہ رہتا ہے''...... جوزف نے خاور اور چوہان کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹارچر روم میں داخل ہو گئے خاور نے اسے ایک کرسی پر ڈال دیا جبکہ جوزف نے اسے رسی سے باندھ دیا۔

''چوہان صاحب۔ باس کہاں ہے۔ مجھے وہ کئی دنوں سے نظر نہیں آیا''...... جوزف نے چوہان سے عمران کے بارے میں پوچھا۔

''یہی تو اس سے پوچھنا ہے''...... چوہان نے جوزف سے کہا اور ساتھ ہی اس نے غیر ملکی کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

''کیا مطلب۔ کیا ان لوگوں نے باس کو اغوا کر لیا ہے''۔

وزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہ صرف عمران صاحب کو بلکہ مس جولیا، صفدر، تنویر، صدیقی ور نعمانی کو بھی انہوں نے اغوا کر کے کسی نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا ہے''...... چوہان نے جوزف سے کہا تو غصے کی وجہ سے جوزف کے چہرے کے عضلات پھڑکنے لگے۔

''تم دونوں ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میں ابھی اس سے سب اگلوا لیتا ہوں''...... جوزف نے غصے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش غیر ملکی کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ یہ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ غیر ملکی کا رخسار دو تین جگہ سے پھٹ گیا اور وہاں سے خون رسنے لگا جبکہ وہ غیر ملکی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش بھی کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

''بولو۔ کیا نام ہے تمہارا۔ جلدی بولو''...... جوزف نے کسی درندے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ بھی مار دیا۔

''ٹونی۔ ٹونی۔ میرا نام ٹونی ہے''...... غیر ملکی نے لاشعوری طور پر چیختے ہوئے کہا۔

''باس کہاں ہے۔ مس کہاں ہے۔ ان کے ساتھی کہاں ہیں۔ بولو۔ بولو''...... جوزف نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کون باس۔ کون مس''......ٹونی نے اس بار سنبھلے ہوئے

لہجے میں کہا۔ وہ لاشعوری کیفیت سے نکل کر شعور کی کیفیت میں آ گیا تھا۔

''علی عمران اور ان کے ساتھی تمہارے بنگلے پر آئے تھے۔ اب وہ کہاں ہیں''...... چوہان نے ٹونی سے کہا۔

''کون علی عمران۔ میں تو کسی علی عمران کو نہیں جانتا''...... ٹونی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ابھی تم جان جاؤ گے۔ سب کچھ جان جاؤ گے''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی ایک انگلی ٹونی کی آنکھ میں گھس گئی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا حلقے سے نکل کر فرش پر جا گرا۔ ٹونی کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور اس نے سر ادھر ادھر مارنا شروع کر دیا لیکن جوزف نے اس کا سر پکڑ لیا اور اس کی زخمی آنکھ پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا اور اسے دبانے لگا۔ جوزف کے اس عمل سے ٹونی کی چیخوں میں اضافہ ہو گیا۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں''...... ٹونی نے چیخیں مارتے ہوئے کہا لیکن جوزف نے انگوٹھے کا دباؤ کم نہ کیا۔

''ہا۔ ہا۔ ہاتھ ہٹاؤ۔ مم۔ میری جان نکل رہی ہے''...... ٹونی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جب تک تم بتاؤ گے نہیں میں ہاتھ نہیں ہٹاؤں گا''۔ جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہم نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے گرلز

گروپ کی رہائش ظفر کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو پچیس میں پہنچایا تھا لیکن وہ اب وہاں نہیں ہیں''...... ٹونی نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''اب وہ کہاں گئے ہیں''...... خاور نے ٹونی سے پوچھا۔

''اب معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ ہمارے باس شیفرڈ کو بھی معلوم نہیں۔ گرلز نے باس کو بھی نہیں بتایا اور غائب ہو گئی ہیں''۔ ٹونی نے کہا تو وہ اس کے لہجے سے سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''تمہارا باس شیفرڈ کیا اسی بنگلے میں ہے۔ جس سے تم نکلے تھے۔ یعنی ٹی ڈبل فور''...... چوہان نے اس سے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ ٹی فور فائیو کے تہہ خانے میں بیٹھا ہوا ہے''۔ ٹونی نے چوہان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تہہ خانے میں بیٹھ کر کیا کر رہا ہے''...... چوہان نے سخت لہجے میں کہا۔

''بنگلہ نمبر ٹی ڈبل فور اور ٹی فور فائیو پر کئی مقامات پر خفیہ کیمرے نصب ہیں اور ان کیمروں کی وجہ سے باس تہہ خانے میں بیٹھ کر کمپیوٹرز پر ان بنگلوں کے اندرونی اور بیرونی مناظر دیکھ رہا ہے۔ علی عمران اور اس کے ساتھی اسی وجہ سے ہمارے قابو میں آ گئے کہ وہ باس کی نظروں میں تھے''...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن پھر اسے کچھ کہنے کی مہلت ہی نہ ملی۔ جوزف نے اس کا سر پکڑ کر گھما دیا۔ ٹونی کی ایک چیخ بلند ہوئی اور بندھا ہونے کے

باوجود اسے جھٹکے لگنے لگے۔

"جوزف۔ تم اسے برقی بھٹی میں ڈال دینا"...... چوہان نے جوزف سے کہا اور پھر اس نے خاور کی طرف دیکھا۔

"چیف کو رپورٹ دیں"...... خاور نے کہا تو چوہان نے جیب میں سے اپنا موبائل فون نکال لیا۔

"ایکسٹو"...... چوہان نے دانش منزل کے نمبر پریس کئے تو دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"چیف۔ چوہان بول رہا ہوں"...... چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹونی سے ملنے والی معلومات بھی ایکسٹو کو بتا دیں۔

"شیفرڈ کو لازماً اس بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہو گا۔ تم شیفرڈ کو اٹھا کر رانا ہاؤس لے آؤ اور اس سے معلومات حاصل کرو"۔ ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

"آؤ خاور۔ اب ہم نے شیفرڈ کو یہاں لانا ہے"...... چوہان نے موبائل فون جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"چوہان صاحب۔ باس کا معاملہ ہے۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیں"...... جوزف نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ تم بھی ہمارے ساتھ چل سکتے ہو"...... چوہان نے کہا تو جوزف خوش ہو گیا۔ پھر وہ تینوں ہی ٹارچر روم سے باہر نکل آئے۔ جوزف کی جیکٹ برآمدے میں ہی لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے

ا اتار کر پہن لی۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر رانا ہاؤس کا گیٹ کھولا
چوہان کی کار گیٹ سے باہر نکل کر رک گئی۔
جوزف نے گیٹ بند کیا اور گیٹ کو تالا لگایا اور اس کے بعد وہ
ہان کی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ کار میں بیٹھا
ہان نے کار آگے بڑھا دی۔ تیز رفتار ڈرائیونگ کی بدولت وہ
ت جلد سوسائٹی پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ ٹی فور فائیو کے قریب پہنچے
تینوں چونک پڑے کیونکہ بنگلے میں سے ایک کار باہر نکلی تھی اور
نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کار میں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ لڑکی کی
رسترہ اٹھارہ سال سے زیادہ نہیں تھی۔ لڑکی مقامی نظر آ رہی تھی
لن شیفرڈ کے بنگلے سے مقامی لڑکی کے باہر آنے کا کوئی جواز نہیں
ا۔ اس لئے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی مجرم گروپ کی ہے۔
وہ کار میں کافی آگے آ گئے تھے جبکہ اس لڑکی کی کار دوسری
رف مڑ گئی تھی۔ چوہان نے کار موڑی اور کار تیز رفتاری سے آگے
ھنے لگی۔ جس سڑک پر لڑکی کی کار گئی تھی وہ سڑک کافی دور تک
یدھی چلی گئی تھی۔ اس لئے تھوڑی ہی دیر بعد انہیں لڑکی کی کار نظر
گئی۔ کار نظر آتے ہی چوہان نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ اس
ڑک پر ٹریفک کا بہت رش تھا اور چوہان نہایت ہی احتیاط سے
اقب کر رہا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اس لڑکی کو اپنے
اقب کا احساس نہیں ہو گا۔
"چیف نے تو شیفرڈ کے بارے میں ہدایت دی تھی"...... خاور

نے چوہان سے کہا۔

"ہاں۔ لیکن عمران صاحب اور دیگر ساتھی ان لڑکیوں کی قید میں ہیں لہٰذا پہلے ان کے ٹھکانے تک پہنچنا ضروری ہے۔ شیفرڈ کو بعد میں دیکھ لیں گے"...... چوہان نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ کامیابی سے تعاقب کرتے ہوئے بہار کالونی پہنچ گئے۔ لڑکی کی کار بہار کالونی کی ایک کوٹھی پر پہنچ کر رک گئی۔ چوہان کار آگے بڑھاتا لے گیا۔ اس نے بیک مرر میں جبکہ خاور اور جوزف نے گردن گھما کر دیکھا تھا۔ وہ کار جس کوٹھی کے سامنے کھڑی تھی۔ اب اس کوٹھی میں داخل ہو رہی تھی۔ چند لمحوں تک مزید آگے بڑھنے کے بعد چوہان نے کار آہستہ کی اور پھر کار موڑ کر وہ آہستہ سی رفتار میں اس کوٹھی کے سامنے سے گزرے۔ گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ نہیں لگی ہوئی تھی۔ البتہ ایس تھری ون لکھا ہوا تھا۔

"اب کیا کرنا چاہئے"...... اس کوٹھی سے چند گز آگے بڑھنے کے بعد چوہان نے خاور سے پوچھا۔

"ہمارے ساتھی اسی کوٹھی میں ہی ہو سکتے ہیں اور وہ جب تک ان گرلز گروپ کی قید میں ہیں۔ ایک ایک لمحہ ان کے لئے خطرناک ہے اس لئے سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ ڈائریکٹ ایکشن کا وقت ہے"...... خاور نے چوہان سے کہا۔

"خاور صاحب۔ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں چوہان صاحب۔

سوچنے کا وقت نہیں ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اوکے۔ ڈائریکٹ ایکشن کرتے ہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ بے ہوش ہونے کا ہوتا ہے۔ ہمارے دشمن گیس بم سے یا گیس پسٹل سے ہمیں بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ میرے پاس اینٹی گیس کیپسول موجود ہیں۔ اگر ہم وہ ایک ایک کھا لیں تو اگلے ایک گھنٹے تک ہم پر کوئی بھی گیس اثر نہیں کرے گی"...... چوہان نے کہا اور پھر اس نے جیب میں سے کیپسول کی ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال لی۔

"ویری گڈ۔ یہ کیپسول ساتھ لا کر تم نے بہت اچھا کیا ہے"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہمیں ہر طرح کے حالات کے لئے بالکل تیار رہنا چاہئے"...... چوہان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے ایک کیپسول خاور کو دیا اور ایک جوزف کو۔ ان دونوں نے کیپسول نگل لئے جبکہ چوہان نے خود بھی ایک کیپسول نگل لیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر کار آہستہ کی اور کار موڑ کر وہ ایس تھری ون کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ اسی وقت انہیں پولیس سائرن کی آواز بھی سنائی دی۔ انہوں نے مڑ کر پولیس وین کی طرف دیکھا۔ پولیس وین دیکھتے ہی دیکھتے ان کے قریب سے گزر گئی۔ پولیس وین کے گزرنے کے بعد خاور کار سے نیچے اترا اور اس نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گئی۔ خاور نے اندر نظریں

دوڑائیں اسے اندر کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ چوہان کی طرف واپس پلٹا۔

"اندر تو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ تم ایسا کرو کہ چند قدم آگے فٹ پاتھ کے قریب کار پارک کر کے اندر آ جاؤ۔ اتنی دیر میں جوزف اور میں اندر کا جائزہ لے لیتے ہیں"...... خاور نے چوہان سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف کار سے نیچے اتر آیا اور پھر وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ ان کے ہاتھ اپنی جیبوں میں تھے اور ان کی جیبوں میں سائیلنسر لگے مشین پسٹل موجود تھے جو ایک لمحے سے بھی کم وقت میں باہر آ کر شعلے اگل سکتے تھے۔

دور نزدیک انہیں کوئی بھی انسان نظر نہیں آ رہا تھا البتہ کاریں برآمدے کے قریب کھڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے ایک کار وہی تھی جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ یہاں تک آئے تھے۔ خاور اور جوزف ابھی برآمدے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ چوہان بھی وہاں آ گیا۔ اس کے بعد انہوں نے کمروں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ ایک کمرے کے اٹیچ باتھ روم کی ایک دیوار میں خلا سا نظر آ رہا تھا۔ یہ یقیناً تہہ خانے کا راستہ تھا اور جو بھی تہہ خانے میں گیا تھا اس نے اس راستے کو بند نہیں کیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کوٹھی میں موجود تمام افراد اس وقت تہہ خانے میں ہی ہیں"...... چوہان نے آہستہ آواز میں کہا۔ انہوں نے خلا کے دوسری طرف دیکھا۔ وہاں واقعی سیڑھیاں تھیں۔ وہ

تینوں نہایت ہی احتیاط کے ساتھ سیڑھیاں اترنے لگے۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے انہیں کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ لگتا تھا کہ تہہ خانے میں بھی کوئی ذی روح موجود نہیں ہے۔ وہ چند سیڑھیاں ہی نیچے اترے تھے کہ بری طرح چونک پڑے۔ ان کی نظریں تہہ خانے کے فرش پر پڑیں جہاں عمران سمیت ان کے دیگر ساتھی خون میں لت پت پڑے تھے اور وہ جس طرح بے حس پڑے ہوئے تھے اس سے لگ رہا تھا کہ زندگی سے ان کا ناطہ ٹوٹ چکا ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے مردہ جسموں کو زنجیروں سے جکڑ دیا گیا ہو۔

خاور، چوہان اور جوزف اپنے ساتھیوں کو اس حالت میں دیکھ کر پاگل سے ہو گئے اور وہ اندھا دھند سیڑھیاں اترنے لگے۔ اس وقت ان کے ذہن سے ہر طرح کی باتیں محو ہو چکی تھیں۔ وہ سیڑھیوں سے گرتے پڑتے اپنے ساتھیوں تک پہنچے وہ ان کے دل کی دھڑکنیں اور نبض چیک کرنے لگے۔

"عمران صاحب اور جولیا زندہ ہیں"...... چوہان کی جوش میں بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"نعمانی اور صدیقی بھی زندہ ہیں۔ میں صفدر اور تنویر کو دیکھتا ہوں"...... خاور کی آواز میں بھی جوش موجود تھا۔ خاور، صفدر اور تنویر کی طرف بڑھا جبکہ چوہان نے تہہ خانے کی دیواروں کی طرف نظر دوڑائی اور ایک دیوار میں الماری دیکھ کر وہ اس کی طرف دوڑا۔ اس نے تیزی سے الماری کھولی تو اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو

گئی۔ الماری میں ایک بڑا سا میڈیکل باکس رکھا ہوا تھا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا۔

''صفدر اور تنویر بھی زندہ ہیں''...... اسے خاور کی آواز سنائی دی تو وہ باکس اٹھا کر ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے باکس کھول کر دیکھا۔ اس میں ان کے کام کے کئی انجکشن موجود تھے۔ میڈیکل باکس کو تہہ خانے میں رکھنے کا مقصد بھی شاید یہی تھا کہ اگر کسی زخمی کو ضرورت ہو تو انجکشن تہہ خانے میں موجود ہوں۔ باہر جا کر وقت ضائع نہ کرنا پڑے۔ پہلے انہوں نے سب ساتھیوں کے نظر آنے والے زخموں کی مرہم پٹی کی اور پھر انہوں نے جلدی جلدی انجکشن تیار کئے اور سب ساتھیوں کو لگائے۔ تقریباً چار چار مختلف انجکشن لگانے کے بعد انہوں نے ہاتھ روک دیئے۔ بینڈیج ہونے اور انجکشن لگنے کے بعد ان سب کی حالت کافی حد تک سنبھل گئی تھی۔

''اللہ کا شکر ہے کہ گولی کسی بھی ساتھی کو کسی نازک جگہ پر نہیں لگی''...... خاور نے سرنج ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ عمران صاحب ٹھیک ہیں۔ اب ہم نے انہیں ہسپتال میں پہنچانا ہے''...... چوہان نے جوزف سے کہا۔ جوزف، خاور اور چوہان کی کارروائی کے دوران خاموش رہا تھا۔ وہ بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔ انجکشن لگانے کے بعد انہیں زنجیریں کھولنے کا بھی خیال آیا۔ صفدر اور تنویر ایک ہی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے۔ اسی طرح صدیقی اور نعمانی کو بھی ایک ہی زنجیر

سے باندھا گیا تھا۔ عمران اور جولیا الگ الگ زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے اور ان زنجیروں پر بڑے بڑے تالے لگے ہوئے تھے۔ چابیاں تلاش کرنے کا وقت نہیں تھا اور انہیں چابیوں کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ ان کے پاس سپر ماسٹر کی موجود تھی۔ جس سے ہر قسم کے تالے کھولے جا سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے تالے کھول کر انہیں زنجیروں سے آزاد کرایا۔ اس کے بعد جوزف نے عمران اور صدیقی کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ خاور نے جولیا کو اور چوہان نے صفدر کو اٹھایا اور وہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں اوپر پہنچ گئے۔ خاور نے جولیا کو سیٹ پر لٹا دیا جبکہ چوہان نے صفدر کو سیٹ سے نیچے لٹا دیا۔ دوسری کار میں جوزف نے عمران کو سیٹ پر لٹایا اور صدیقی کو سیٹ سے نیچے لٹا دیا۔

''تم دونوں ہسپتال چلو۔ میں اپنی کار میں تنویر اور نعمانی کو لے کر آ رہا ہوں۔ ہاں خاور تم راستے میں ہی ڈاکٹر فاروقی کو فون کر دینا تا کہ تم جب پہنچو تو وہ تیار ہوں''...... چوہان نے خاور سے کہا۔ اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے پورا گیٹ کھول دیا اور اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس کے گیٹ سے باہر آتے ہی وہ دونوں کاریں بھی باہر نکل آئیں اور تیز رفتاری سے فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھنے لگے جبکہ ان کاروں کے جانے کے صرف ایک ڈیڑھ منٹ بعد چوہان بھی تنویر اور نعمانی کو اپنی کار میں ڈال کر فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھ رہا تھا۔

گرلز کے ساتھ جو آدمی تھا اس کا نام روڈی تھا۔ روڈی نے تہ خانے کی دیوار میں ایک دروازہ اوپن کیا تھا وہ سب اس دروازے کے دوسری طرف آئیں تو وہاں بھی سیڑھیاں موجود تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں چڑھنے لگیں۔ جبکہ روڈی نے یہ دروازہ دیوار پر تین انگلیاں مار کر بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ بھی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ آ گیا۔ اس دروازے پر اندر کی جانب سے تالا لگا ہوا تھا۔ روڈی نے جیب سے چابی نکال کر تالا کھولا اور پھر وہ سب دروازے سے باہر نکلے۔ باہر نکل کر انہوں نے خود کو ایک چھوٹے سے صحن میں پایا۔ چند قدم کے فاصلے پر مرغیوں کا شیڈ نظر آ رہا تھا جو اس وقت خالی تھا۔

''آیئے مس''...... روڈی نے شلپا دیوی سے کہا اور وہ خود صحن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گرلز گروپ بھی روڈی کے پیچھے

اس دروازے سے باہر نکلیں تو انہوں نے خود کو ایک تنگ سی گلی میں پایا۔ روڈی کی راہنمائی میں وہ گلی سے باہر نکلے۔ گلی کے قریب ہی ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی۔

''مس۔ جیپ میں بیٹھئے''...... روڈی نے شلپا دیوی سے کہا اور خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔ روڈی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جبکہ وہ لڑکیاں پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئیں۔ روڈی نے جیپ آگے بڑھائی۔

''روڈی۔ اب ہم کہاں جا رہے ہیں''...... شلپا دیوی نے روڈی سے پوچھا۔

''اسی کالونی میں مس۔ اب آپ کی رہائش کوٹھی نمبر ڈی ون ون میں ہو گی''...... روڈی نے شلپا دیوی سے کہا۔ پھر تقریباً دو منٹ کے بعد اس نے جیپ ایک کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ اس کوٹھی پر ڈی ڈبل ون موٹے حروف میں لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ روڈی نے جیپ گیٹ پر روک کر مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اگلے لمحے گیٹ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گئے۔ روڈی نے جیپ ایک جگہ کھڑی کی تو وہ سب جیپ سے نیچے اترے۔ شلپا دیوی نے کوٹھی کا جائزہ لیا۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی لیکن جدید طرزِ تعمیر کی وجہ سے انتہائی خوبصورت نظر آ رہی تھی۔

''تشریف لایئے مس''...... روڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کمروں کی طرف بڑھا۔ وہ پانچوں اس کے ساتھ ایک کمرے میں آ

گئیں۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

''مس۔ اس کوٹھی میں تہہ خانہ موجود ہے اور ساتھ ہی ضرورت کی ہر چیز بھی آپ کو مل جائے گی۔ میں اور بلیکی بھی آپ کی خدمت کے لئے موجود ہیں۔ بلیکی کی ڈیوٹی گیٹ پر ہے''۔ روڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور پولیس اس کوٹھی پر پہنچ گئے ہیں''...... شلپا دیوی نے روڈی سے پوچھا۔

''مس۔ میں نے ایک کار کو گیٹ پر رکتے ہوئے دیکھا۔ اس کار میں جو افراد نظر آ رہے تھے وہ اپنے چہروں اور جسامت سے کسی ایجنسی کے آدمی ہی دکھائی دے رہے تھے اور کچھ فاصلے پر پولیس وین بھی تھی جو ہماری کوٹھی کی طرف آ رہی تھی''...... روڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شلپا دیوی سوچ میں پڑ گئی۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی۔

''اچھا۔ تم ہمارے لئے کافی بنا لاؤ''...... چند لمحوں کے بعد شلپا دیوی نے روڈی سے کہا۔

''اوکے مس''...... روڈی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''شلپا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی اس کوٹھی تک کیسے پہنچ گئے''...... روڈی کے کمرے سے باہر جانے کے بعد مارگریٹ نے

کہا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ میرا تعاقب کرتے ہوئے وہاں تک پہنچے ہوں گے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''لیکن شلپا۔ سیکرٹ ایجنٹ پولیس لے کر کیسے آ گئے''...... شردا پاؤ نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ واقعی حیرت والی بات ہے اور اسی بات پر میں بھی حیران ہو رہی ہوں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''شلپا۔ ہم نے دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ ہمارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ تم اس کارنامہ کی اطلاع اپنی حکومت کو بھی دو اور ماسٹر کو بھی''...... انجلینا نے شلپا دیوی سے کہا۔

''ہاں۔ شلپا۔ جس وقت سے تم نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتاؤں کہ ہم نے دنیا بھر کے لئے دہشت کی علامت علی عمران کو اس کے انجام تک پہنچا دیا ہے''...... روزا نے جوشیلے انداز میں کہا۔ اس کی بات سن کر باقی لڑکیوں کو بھی ایسا محسوس ہوا جیسے ان کے جسم میں موجود خون جوش مارنے لگا ہو۔

''اوکے۔ میں پہلے راج ہنس صاحب سے اور پھر ماسٹر سے بات کرتی ہوں''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے موبائل فون نکالا اور کافرستان کے ڈیفنس

سیکرٹری راج ہنس کا نمبر پریس کرنے لگی۔ اسی لمحے روڈی بھی کمرے میں آ گیا۔ اس نے کافی کے پانچ کپ میز پر رکھے اور واپس چلا گیا۔

”یس۔ راج ہنس سپیکنگ“...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد ڈیفنس سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ شلپا دیوی نے موبائل فون کا سپیکر آن کر دیا تاکہ سب اس گفتگو کو سن سکیں۔

”سر۔ میں شلپا دیوی بول رہی ہوں“...... شلپا دیوی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

”ہاں شلپا دیوی جی۔ کیا آپ نے کوئی کامیابی حاصل کر لی ہے“...... راج ہنس نے پر اشتیاق لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہم نے علی عمران اور اس کے چار ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے“...... شلپا دیوی نے کہا۔

”آپ مجھے تفصیلات بتائیں“...... دوسری طرف سے ڈیفنس سیکرٹری راج ہنس کی آواز سنائی دی تو شلپا دیوی نے اسے تفصیلات بتا دیں۔

”ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ہماری توقعات پر پورا اتری ہیں اور کافرستان کے سابق صدر صاحب کی سوچ نے کام کر دکھایا ہے“...... تفصیلات سننے کے بعد راج ہنس نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ کافرستان کے سابق صدر صاحب بہت دور اندیش

انسان ہیں۔ انہوں نے ایک لاجواب پلاننگ کی تھی اور آج ان کی پلاننگ کامیاب ہو گئی ہے“...... شلپا دیوی نے بدستور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شلپا دیوی جی۔ آپ پانچوں گرلز کے لئے ہماری حکومت نے بھاری نقد انعام رکھے ہوئے ہیں جو آپ کی سوچ سے بھی بڑھ کر ہوں گے۔ اس کے علاوہ آپ سب کو سرکاری اعزازات سے بھی نوازا جائے گا اور آپ کو اپنے اپنے ملک میں قیمتی جائدادیں بھی دی جائیں گی۔ آپ کو اتنا کچھ دے دیا جائے گا جو آپ کی سات نسلوں سے بھی ختم نہیں ہو گا“...... دوسری طرف سے راج ہنس کی آواز سنائی دی تو ان پانچوں کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

”سر۔ واقعی یہ ہمارے تصور سے بڑھ کر ہے“...... شلپا دیوی کی آواز خوشی سے کپکپانے لگی۔

”تم نے کارنامہ ہی ایسا سرانجام دیا ہے کہ تم پانچوں کو جس قدر بھی انعامات دیئے جائیں وہ کم ہی ہوں گے۔ بہرحال اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے مشن کے دوسرے حصے کی پلاننگ بھی کی ہے یا نہیں“...... راج ہنس نے کہا۔

”سر۔ میں نے شیفرڈ صاحب کے ذمہ لگایا تھا کہ وہ کوئی ایسا آدمی تلاش کریں جو ہمیں پاکیشیا پلانٹ کے بارے میں اہم معلومات دے سکے۔ لیکن“...... شلپا دیوی نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئی۔

"لیکن کیا شلپا دیوی جی۔ تم خاموش کیوں ہو گئی ہو"...... دوسری طرف سے راج ہنس نے کہا۔

"لیکن سر۔ شیفرڈ صاحب اس مشن میں کام آ چکے ہیں"۔ شلپا دیوی نے راج ہنس سے کہا۔

"ویری سیڈ۔ خیر اب میں یہ کام ساون کے ذمہ لگاتا ہوں۔ آپ ساون سے رابطہ کریں۔ وہ آپ کو کوئی نہ کوئی ایسا آدمی ڈھونڈ دے گا"...... دوسری طرف سے راج ہنس کی آواز سنائی دی۔

"رائٹ سر۔ میں ساون صاحب سے پہلے بھی مل چکی ہوں۔ آپ انہیں ہدایات دے دیں۔ میں پھر ان سے مل لوں گی"۔ شلپا دیوی نے راج ہنس سے کہا۔

"میں ابھی اسے ہدایات دیتا ہوں۔ اوکے وش یو گڈ لک"۔ دوسری طرف سے راج ہنس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ اس کال کے منقطع ہونے کے بعد شلپا دیوی نے ماسٹر کے نمبر ملائے۔ دوسرے ہی لمحے بیل جانے لگی۔

"یس۔ مس شلپا دیوی"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"سر۔ آپ کی ہدایت کے مطابق ہم نے شیفرڈ کا خاتمہ کر دیا ہے"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"روڈی نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے علی عمران اور اس کے چند ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے

ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ ہم نے علی عمران اور اس کے چند ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور اس کی اطلاع میں نے باقاعدہ کافرستان کے حکام کو بھی دے دی ہے"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"مس شلپا دیوی۔ آپ گرلز کا یہ کارنامہ اتنا بڑا ہے کہ آپ پانچوں ہمارے لئے سٹارز بن گئی ہیں۔ پانچوں ممالک کی تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم لوگ ہمیشہ آپ پر فخر کریں گے"...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی تو ان پانچوں کے چہرے خوشی سے دمکنے لگے۔

"تھینک یو سر۔ تھینک یو"...... اپنی تعریف پر شلپا دیوی نے ماسٹر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"مس شلپا دیوی۔ آپ نے علی عمران کی موت کی تصدیق کر لی ہے نا"...... دوسری طرف سے ماسٹر نے پوچھا۔ ماسٹر کی بات سن کر شلپا دیوی اور دیگر لڑکیوں کو ذہنی طور پر ایک زبردست دھچکا لگا۔

"سر۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے علی عمران کو گولیاں ماری ہیں۔ پھر ہم کیا تصدیق کریں"...... شلپا دیوی نے کہا۔

"میرا مقصد آپ کی بات کو جھٹلانا نہیں ہے مائی گرل۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پانچوں میرے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتیں لیکن عمران کی موت کی تصدیق بہرحال ضروری ہے۔ آپ اس کی موت کی تصدیق کرائیں اور ساتھ ہی مشن کے دوسرے حصے کی طرف

بھی توجہ دیں کیونکہ علی عمران کی موت کے بعد اب یہ مشن ناممکن سے مشکل میں بدل گیا ہے۔ اب مشکل ہی سہی۔ اسے مکمل کیا جا سکتا ہے''...... ماسٹر نے کہا۔

''لیس سر۔ بہت جلد ہم آپ کو مشن کے دوسرے حصے کی کامیابی کی خبر بھی سنائیں گی''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''مجھے یقین ہے اور آپ کی صلاحیتوں پر بھروسہ ہے''۔ دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ اس بھروسے پر ہم سب آپ کی شکر گزار ہیں''...... شلپا دیوی نے ماسٹر سے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائے''...... دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی اور کال منقطع ہو گئی۔

''شلپا۔ ماسٹر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ہمیں علی عمران کی موت کی تصدیق کرنی چاہئے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''تصدیق کے چکر میں پڑ کر ہمیں کوئی خطرہ نہیں مول لے لینا چاہئے۔ کل کے اخبارات سے اس کی موت کی تصدیق ہو جائے گی''...... شلپا دیوی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شلپا کی بات بالکل درست ہے مارگریٹ۔ اب ہم مشن کے دوسرے اہم مرحلے میں داخل ہونے والے ہیں۔ اس موقع پر ہمیں فضول کاموں میں الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے''...... روزا نے مارگریٹ سے کہا۔

''میرا تعاقب کرتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز ہماری پچھلی رہائش پر پہنچ گئے تھے۔ اب ہمیں ہر طرح کے خطرے سے بچنے کے لئے نیا میک اپ کر لینا چاہئے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''ہاں۔ میں خود بھی تم سے یہ بات کہنے والی تھی''...... شردا پاؤ نے شلپا دیوی سے کہا۔

''میں روڈی کو بلا کر لاتی ہوں''...... انجلینا نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو روڈی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو سلام کیا۔

''روڈی۔ میک اپ بکس کہاں ہے۔ ہم سب نے میک اپ تبدیل کرنا ہے''...... شلپا دیوی نے اس سے پوچھا۔ روڈی خاموشی سے الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور ایک میک اپ بکس اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔

''مس۔ اور بھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیں''...... روڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ماسٹر نے تمہیں خصوصی موبائل فون دیا ہوا ہے''...... شلپا دیوی نے اس سے پوچھا۔

''لیس مس۔ ماسٹر کا دیا ہوا موبائل فون میرے پاس موجود ہے''...... روڈی نے شلپا دیوی سے کہا۔

''اپنا نمبر ہمیں بتا دو۔ تمہیں بلانا ہو تو گیٹ تک جانا پڑتا

ہے''...... شلپا دیوی نے روڈی سے کہا۔

''یس مس۔ میرا نمبر فون میموری میں محفوظ کر لیں''...... روڈی نے کہا اور پھر اس نے اپنا نمبر بھی بتا دیا۔ شلپا دیوی نے اس کا نمبر اپنے موبائل فون میں محفوظ کیا اور پھر اس نے روڈی کو ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کو کہا۔ روڈی کمرے سے باہر چلا گیا تو وہ میک اپ کرنے لگیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ پانچوں یکسر بدل چکی تھیں۔ اب وہ پانچوں سترہ اٹھارہ سال کی بجائے ستائیس اٹھائیس سال کی لڑکیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کا تنقیدی جائزہ لیا اور پھر ایک دوسرے کو اوکے بھی قرار دے دیا۔

''مقامی نام بدل لیں یا نام وہی رہنے دیں''...... شلپا دیوی نے روزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہاں کے ایجنٹوں نے شلپا کی مقامی شکل تو دیکھی ہو گی لیکن اس کا مقامی نام تو نہیں سنا ہو گا۔ اس لئے نام وہی رہنے دیں''...... مارگریٹ نے کہا تو انجلینا اور شردا پاؤ نے بھی اس کی حمایت کی۔

''اوکے۔ نام تو وہی ہیں البتہ چہرے بدل گئے ہیں''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بولتی شلپا دیوی کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس شلپا دیوی سپیکنگ''...... اس نے اوکے کا بٹن دبا کر موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''شلپا دیوی جی۔ میں ساون بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ساون کی آواز سنائی دی۔

''جی ساون جی۔ کیا آپ کو راج ہنس صاحب نے فون کیا ہے''۔ شلپا دیوی نے ساون سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اور میری نظر میں ایسا ایک آدمی پہلے سے موجود ہے''...... ساون کی آواز سنائی دی۔

''اوہ واقعی۔ ویری گڈ''...... شلپا دیوی نے اس کی بات سن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ تشریف لے آئیں۔ میں آپ کو بتا دیتا ہوں''۔ دوسری طرف سے ساون نے کہا۔

''اوکے۔ میں ابھی آ رہی ہوں''...... شلپا دیوی نے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ چونکہ کال ریسیو کرتے ہی اس نے سپیکر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے ان سب نے ساون اور شلپا دیوی کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی۔

''گرلز۔ میں ذرا ساون کو مل آؤں۔ سنا ہے کہ ساون کے اندھے کو ہرا ہرا نظر آتا ہے''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا تو باقی چاروں لڑکیاں بھی مسکرانے لگیں۔

''شلپا۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں''...... شردا پاؤ نے شلپا دیوی سے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے''...... شلپا دیوی نے

کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دونوں ہی کھڑی ہو گئیں اور چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھیں اور کار گیٹ کی طرف بڑھی۔ وہ جس جیپ میں یہاں آئی تھیں۔ اب وہ جیپ یہاں نظر نہیں آ رہی تھی اور انہیں اس جیپ سے کوئی غرض بھی نہیں تھی۔ کوٹھی میں دو کاریں موجود تھیں اور دونوں انہی کے استعمال کے لئے تھیں۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر شلپا دیوی نے کار روک لی اور روڈی کو اپنے قریب بلایا جو کہ گیٹ کھول رہا تھا۔

''یس مس''...... روڈی نے ان کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہم دونوں کے نئے چہرے تو تم نے دیکھ لئے ہیں۔ سٹنگ روم میں جا کر باقی تین لڑکیوں کے نئے چہرے بھی دیکھ لو''۔ شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے روڈی سے کہا۔

''او کے مس۔ میں انہیں بھی دیکھ لیتا ہوں''...... روڈی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شلپا دیوی نے کار آگے بڑھائی اور پھر اس کی کار روڈ پر آ گئی۔ ساون کلب اس کا دیکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ جلد ہی ساون کلب پہنچ گئیں۔ ساون کلب کے ہال میں نچلے درجے کے بدمعاش اور آوارہ عورتوں کی زیادہ تعداد نظر آ رہی تھی۔ ہال کی مختلف جگہوں پر مسلح آدمی بھی نظر آ رہے تھے۔ البتہ کاؤنٹر پر ایک لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کا لباس شردا پاؤ کے لئے تو قابل اعتراض نہیں تھا لیکن شلپا دیوی کو اس لڑکی کا واہیات قسم کا

لباس بالکل اچھا نہیں لگا۔ لیکن وہ اس کے لباس پر اعتراض کرنے نہیں آئی تھی اور نہ ہی اسے اعتراض کرنے کا کوئی حق تھا۔ وہ ہال کا جائزہ لینے لگیں تو ہال میں بیٹھے ہوئے کئی آدمیوں نے انہیں دیکھا اور پھر انہیں لوفرانہ انداز میں اشارے بھی کئے۔ انہوں نے کسی کی بھی حرکت کا نوٹس نہ لیا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھیں۔

''یس مس''...... جیسے ہی وہ کاؤنٹر کے قریب پہنچیں کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''حسن کی شہزادیو۔ ہماری طرف بھی توجہ کرو''...... اس سے پہلے کہ شلپا دیوی کاؤنٹر گرل سے کچھ کہتی اسے اپنے قریب سے آواز سنائی دی۔ ان کے قریب ہی دو غنڈے ٹائپ آدمی کھڑے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر زخموں کے لاتعداد نشان یہ ظاہر کر رہے تھے کہ ان کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔ ان کی آنکھیں نشہ کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام جگو دادا اور دوسرے کا نام راجو دادا تھا۔ دونوں ہی اس علاقے کے بہت بڑے بدمعاش تھے۔ علاقے کے لوگ اور ساون کلب میں آنے والے غنڈے ٹائپ لوگ بھی ان سے گھبراتے تھے اور ان کے سامنے نہیں آتے تھے۔

''تم پر ہیرے جڑے ہوئے ہیں کہ ہم تم پر توجہ دیں''...... شردا پاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''شہزادیو۔ اس لہجے میں اگر کسی مرد نے ہم سے بات کی ہوتی

تو وہ اب تک فرش پر پڑا تڑپ رہا ہوتا لیکن کیا کیا جائے کہ جگو دادا اور راجو دادا خواتین کا بہت احترام کرتے ہیں"...... جگو دادا نے لوفرانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اگر تم عورتوں کا احترام نہیں کرو گے تو پھر کیا کرو گے"...... شلپا دیوی نے اس سے کہا۔

"ہم نے کیا کرنا ہے شہزادیو۔ ہم تو تمہارے غلام ہیں۔ آؤ ذرا اپنے غلاموں کو خدمت شدمت کا موقع دو"...... راجو داد نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شلپا دیوی کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔ جیسے ہی اس نے شلپا دیوی کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی شلپا دیوی ایک قدم پیچھے ہٹی اور پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ ہال میں تھپڑ کی زور دار آواز گونجی اور یہ تھپڑ کھا کر راجو دادا لڑکھڑا بھی گیا۔ جیسے ہی راجو دادا کو تھپڑ لگا۔ ہال میں یکدم سناٹا چھا گیا اور سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ان سب کا یہی خیال تھا کہ ہال میں آنے والی یہ دونوں لڑکیاں بھی آوارہ قسم کی ہوں گی اور ابھی جگو دادا اور راجو دادا کے ساتھ چلی جائیں گی لیکن یہاں معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔ ایک لڑکی نے راجو دادا کو تھپڑ مار دیا تھا اور اب ان کے خیال کے مطابق ان لڑکیوں کی لاشیں ہی گرنی تھیں راجو دادا اور جگو دادا نے یکدم ریوالور نکال لئے لیکن ابھی وہ ریوالور سیدھے کر رہے تھے کہ شلپا دیوی اور شردا پاؤ حرکت میں آ گئیں۔ انہوں نے جمپ لگایا۔ شلپا

دیوی کی ٹانگیں جگو دادا کے سینے پر پڑیں اور شردا پاؤ کی ٹانگیں راجو دادا کے سینے پر۔ وہ دونوں ہی فرش پر گر گئے جبکہ شلپا دیوی اور شردا پاؤ الٹی قلابازی کھا کر سیدھی کھڑی ہو گئیں۔

"مرد ہو تو اٹھو۔ مقابلہ پر آؤ"...... شلپا دیوی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو دونوں فوراً ہی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ ان کے ریوالور ان کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرے تھے۔ ان دونوں نے شلپا دیوی اور شردا پاؤ کو قہر آلود نظروں سے دیکھا اور ساتھ ہی راجو دادا نے انہیں غلیظ گالیاں بھی دیں۔ گالیاں سنتے ہی وہ دونوں ایک بار پھر اچھلیں اور اس دفعہ ان کے پاؤں کی ٹھوکریں ان کے چہروں پر پڑیں۔ ان دونوں کے دانت اپنی اپنی جگہ سے ہل گئے اور ان کے منہ سے خون بہنے لگا۔ ساتھ ہی وہ لڑکھڑا کر گر بھی گئے۔ اتنی آسانی سے انہوں نے آج تک مار نہیں کھائی تھی۔ حالانکہ ان کی لڑائی بڑے بڑے بدمعاشوں سے ہوتی تھی۔ آج دو لڑکیوں نے انہیں آسانی سے نیچے گرا دیا تھا اور یہ ان کے لئے ڈوب کر مر جانے والی بات تھی۔ وہ یکدم ہی دھاڑتے ہوئے اٹھے اور انہوں نے شلپا دیوی اور شردا پاؤ کی طرف دوڑ لگائی۔ وہ دونوں تو اچھل کر ایک طرف ہو گئیں البتہ راجو دادا اور جگو دادا کاؤنٹر سے جا ٹکرائے۔

زخم تو ان کے چہروں پر پہلے ہی بہت تھے۔ اب دانت ہلنے کی وجہ سے ان کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور اس خون نے ان کی

شکلوں کو مزید خوفناک بنا دیا تھا۔ وہ کاؤنٹر سے ٹکرائے تو ان کی کراہیں بلند ہوئیں اور پھر وہ سنبھل کر مڑے اور ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ اس وقت ان دونوں لڑکیوں کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آنے لگے تھے۔ لڑائی کے دوران ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ دونوں لڑکیاں عام سی لڑکیاں نہیں ہیں لیکن عورتوں سے ڈرنا انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا لہٰذا وہ ایک بار پھر حملہ کرنے کی نیت سے شلپا دیوی اور شردا پاؤ کی طرف بڑھے۔

''ہم تمہیں مارنا نہیں چاہتی تھیں لیکن اگر تم مرنا چاہتے ہو تو پھر ہم کیا کر سکتی ہیں''...... شلپا دیوی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی راجو دادا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ گولی اس کے بازو میں لگی تھی شلپا دیوی نے جان بوجھ کر اس کے بازو میں گولی ماری تھی۔ اس کے بعد شردا پاؤ نے بھی ٹریگر دبا دیا اور گولی جگو دادا کی ٹانگ میں لگی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے یہاں''...... انہیں اچانک ہی ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ شلپا دیوی اور شردا پاؤ نے دھاڑنے والے آدمی کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ساون تھا اس کلب کا مالک۔

''یہ دونوں ہم سے بدتمیزی کر رہے تھے۔ ہم نے انہیں تھوڑی سی سزا دی ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اوہ۔ تم کون ہو''...... ساون نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہم تمہاری مہمان ہیں اور مہمانوں کے ساتھ تمہارے کلب میں یہی سلوک کیا جاتا ہے''...... شردا پاؤ نے کہا۔

''میرے مہمان۔ اوہ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ آئیں میرے ساتھ۔ راجو دادا اور جگو دادا تم چلے جاؤ یہاں سے۔ جاؤ جا کر پٹی کراؤ''...... ساون نے راجو دادا اور جگو دادا سے سخت لہجے میں کہا تو وہ بیرونی گیٹ کی طرف کھسکنے لگے۔

''آیئے۔ آپ میرے ساتھ آیئے''...... ساون نے شلپا دیوی اور شردا پاؤ سے کہا اور پھر اپنے آفس کی طرف بڑھا۔

''تشریف رکھیئے''...... آفس پہنچ کر ساون نے شلپا دیوی اور شردا پاؤ سے کہا تو وہ صوفوں پر بیٹھ گئیں۔

''میں شلپا دیوی ہوں ساون جی''...... شلپا دیوی نے ساون سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میک اپ کی وجہ سے میں آپ کو پہچان نہیں سکا تھا لیکن پھر آپ کی آواز سن کر میں نے آپ کو پہچان لیا''...... ساون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''کل ہمارے کلب میں افریقہ سے پچاس سال پرانی شراب کا جو سٹاک آیا ہے۔ اس میں سے ایک بوتل میرے آفس بھجوا دو''۔ ساون نے انٹرکام پر کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ کے کلب میں کیسے کیسے بدتمیز انسان ہوتے ہیں''۔ شردا

پاؤ نے ساون سے کہا۔

''مس۔ یہ کلب جگہ ہی ایسی ہے۔ یہاں جو لوگ آتے ہیں و تہذیب سے دور، ان پڑھ، جاہل اور گنوار لوگ ہوتے ہیں اور ہمار بزنس ایسے ہی لوگوں کے دم سے چلتا ہے۔ آپ کے ساتھ اس کلب میں ناروا سلوک ہوا اس کی میں آپ سے معافی چاہتا ہوں''۔ ساون نے شردا پاؤ سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں آپ کا تو کوئی قصور نہیں ہے''...... شردا پاؤ نے نرم لہجے میں کہا۔

''اگر آپ وقت پر نہ آتے تو یہ دونوں ہمارے ہاتھوں مارے جاتے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''جی ہاں یقیناً ایسا ہی ہوتا۔ آپ نے تو دنیا کے خطرناک ترین انسان علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ معمولی غنڈے آپ کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں شلپا دیوی جی''...... ساون نے خوشامدانہ لہجے میں شلپا دیوی سے کہا۔ اس دوران ایک ویٹر ٹرے میں شراب کی ایک بوتل، تین گلاس اور پلیٹ میں برف کے ٹکڑے اٹھائے اندر آچکا تھا اور ٹرے میز پر رکھ رہا تھا۔

''دنیا اسے خطرناک انسان کہہ رہی ہے۔ ہمارے ہاتھوں تو وہ چوہے کی موت مارا گیا''...... شردا پاؤ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس۔ علی عمران دنیا کے لئے یقیناً خطرناک تھا لیکن آپ کے سامنے اس کی حیثیت بھی صفر ہو گئی۔ آپ بہت گریٹ گرلز ہیں اور

ہمیں آپ پر فخر ہے''...... ساون نے بدستور خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ اس دوران ویٹر نے شراب کے تین گلاس تیار کر کے ان تینوں کی طرف بڑھائے اور پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''آپ بتا رہے تھے کہ آپ کی نظر میں کوئی ایسا آدمی ہے جو پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ سے متعلق ہے''...... شلپا دیوی نے ساون سے کہا اور پھر اس نے شراب کا گلاس ہونٹوں سے لگا کر ایک گھونٹ بھرا۔

''اس کا اپنا تو کوئی تعلق پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ سے نہیں ہے البتہ اس کا بہنوئی پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کی سیکورٹی میں کسی اہم عہدے پر فائز ہے۔ وہ اس سلسلے میں یقیناً آپ کے کام آ سکتا ہے''...... ساون نے شلپا دیوی سے کہا۔

''ہاں۔ وہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔ کون ہے وہ''...... شلپا دیوی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کا نام ہے زاہد بیگ۔ وہ یہاں محکمہ زراعت میں آفیسر ہے۔ غیر شادی شدہ ہے اور اپنی بہن کے گھر میں ہی رہتا ہے طبعاً وہ عیاش انسان ہے۔ خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں اس کی کمزوری ہیں''...... ساون نے کہا۔

''بہت ہے۔ ہم اسے سنبھال لیں گی۔ آپ اس کا ایڈریس بتائیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''آفیسرز کالونی کوٹھی نمبر ایک سو تئیس یعنی ون ٹو تھری''۔

ساون نے زاہد بیگ کا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... شلپا دیوی نے ساون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور صوفے سے کھڑی ہوگئی۔

''مس۔ شکریہ تو آپ کا۔ آپ نے مجھے خدمت کا موقع دیا''۔ ساون نے بھی اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''بھگوان نے چاہا تو آپ کو مزید خدمت کا موقع بھی ملے گا''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شلپا دیوی جی۔ میں تو ہر وقت تیار ہوں''...... ساون نے کہا پھر شلپا دیوی اور شردا پاؤ نے اسے گڈ بائے کہا اور اس کے آفس سے باہر آ گئیں۔ پارکنگ میں ان کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھیں اور پھر کار کلب سے باہر آ کر مین روڈ پر آ گئی اور پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد وہ دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران فاروقی ہسپتال سے فارغ ہو کر سیدھا دانش منزل آ گیا تھا۔ اس کے بازو میں ایک گولی لگی تھی جو چھوٹے سے آپریشن کے بعد نکال لی گئی تھی۔ چند انجکشن اور خون کی ایک بوتل لگنے کے بعد ڈاکٹر نے اسے اور جولیا کو ڈسچارج کر دیا تھا کیونکہ جولیا بھی معمولی زخمی ہوئی تھی۔ جولیا کا تو آپریشن بھی نہیں ہوا تھا کیونکہ گولیاں اس کے جسم میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ تین گولیاں اس کے جسم سے رگڑ کھاتی ہوئی گزر گئی تھیں۔

ڈاکٹر کے مطابق نعمانی اور تنویر دو دن کے بعد ڈسچارج ہونے کے قابل ہو جاتے جبکہ صفدر اور نعمانی کو چار دن لگ سکتے تھے۔ جولیا اپنے فلیٹ چلی گئی تھی اور عمران دانش منزل آ گیا تھا۔

''عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص کرم کیا''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ وہ ہمیشہ ہی ہم پر اپنا خاص کرم کرتا ہے''...... عمران نے شکر گزار لہجے میں کہا۔

''بے شک۔ وہ کرم کرنے والا ہے۔ عمران صاحب۔ اگر چائے کی طلب محسوس ہو رہی ہو تو میں چائے بنا لاؤں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کہتے تو یہی ہیں کہ نیکی کے لئے پوچھنا نہیں چاہئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کچن کی طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ چائے کے دو کپ اٹھائے کنٹرول روم میں آ گیا۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا کپ اپنے سامنے رکھ لیا۔

''بہار کالونی کی کوٹھی نمبر ایس تھری ون کی کیا پوزیشن ہے''۔ عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ وہ کوٹھی اب خالی ہو چکی ہے۔ گرلز گروپ تو اسی وقت فرار ہو گیا تھا جب خاور اور چوہان وہاں پہنچے تھے''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور چائے کا کپ اٹھا کر منہ سے لگایا۔

''چوہان اور خاور کے وہاں پہنچے پر ہی تو انہوں نے ایمرجنسی میں ہم پر گولیاں چلائیں ورنہ وہ شاید کچھ دیر اور ہم پر گولیاں نہ

اتیں''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

''عمران صاحب۔ اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ ہان اور خاور کے پہنچنے پر انہوں نے تیزی سے گولیاں چلائیں اور ار ہو گئیں۔ اگر وہ اطمینان سے گولیاں چلاتیں تو شاید آپ کا اور بر ممبران کا بچنا ممکن نہیں تھا کیونکہ انہوں نے آپ کو بری طرح لڑ دیا تھا''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی اللہ کے ہر کام میں صلحت ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ گرلز گروپ کو خاور اور چوہان ٹریس کرنے کی وشش کر رہے ہیں لیکن تاحال ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم ہیں ہو سکا''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''شیفرڈ اور اس کے آدمیوں کا کیا بنا''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور خالی کپ میز پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ شیفرڈ کو تو تہہ خانے میں مردہ حالت میں پایا گیا ہے اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور یہ کام گرلز گروپ کی ہی ایک لڑکی نے کیا ہے۔ وہ یہ کام کر کے بنگلے سے نکل رہی تھی کہ خاور اور چوہان کی اس پر نظر پڑ گئی اور وہ اس لڑکی کا تعاقب کرتے ہوئے آپ تک پہنچ گئے''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''میں نے شیفرڈ کے آدمیوں کے بارے میں بھی پوچھا ہے''۔

عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

''ان دونوں بنگلوں میں جتنے بھی افراد تھے وہ جوزف، چوہان اور خاور کے ہاتھوں مارے گئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چلو۔ یہ قصہ بھی تمام ہوا۔ ویسے بھی ان آدمیوں کو گرلز گروپ کے نئے ٹھکانے کے بارے میں علم نہیں ہونا تھا''...... عمران نے کہا پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر صاحب۔ اگر صاحب موجود ہوں تو ان سے میری بات کرا دیں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں سلیمان۔ میں عمران ہی بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے''۔ عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''صاحب۔ میں ابھی مارکیٹ گیا تھا تو میری ملاقات اپنے ایک واقف کار سے ہوگئی جو کہ ساون کلب میں ویٹر ہے۔ اس نے مجھ سے آپ کی وفات پر تعزیت کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میں آپ کا باورچی ہوں''...... سلیمان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''تم نے اس سے پوچھا نہیں کہ اسے میری وفات کا کیسے پتہ چلا''...... عمران نے سلیمان سے کہا۔

''صاحب۔ میں نے اسے یہ بتایا کہ آپ زخمی ہوئے ہیں لیکن

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا ہے اور ساتھ ہی اس سے یہ بھی پوچھا کہ اسے یہ بات کیسے معلوم ہوئی ہے''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''پھر کیا جواب دیا اس نے''...... عمران نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

''صاحب۔ اس نے بتایا کہ اس کے باس ساون کے آفس میں دو لڑکیاں جن میں سے ایک کا نام ساون نے شلپا دیوی لیا تھا بیٹھی ہوئی تھیں۔ ساون اور ان دو لڑکیوں کی گفتگو سے اسے معلوم ہوا کہ ان لڑکیوں نے گولیاں مار کر آپ کو ہلاک کر دیا ہے''۔ سلیمان نے کہا۔

''اوکے۔ میں دیکھتا ہوں اس ساون کو''...... عمران نے سلیمان سے کہا اور پھر اس نے انگلی مار کر کریڈل دبا دیا۔ اس نے کریڈل پر سے انگلی ہٹائی اور ٹون آنے پر خاور کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''خاور سپیکنگ''...... دوسری بیل جانے کے بعد کال رسیو ہوئی اور خاور کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... خاور کی آواز سننے کے بعد عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... دوسری طرف سے خاور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''خاور۔ کیا اب بھی چوہان تمہارے ساتھ ہے''...... عمران نے

ایکسٹو کے لہجے میں خاور سے پوچھا۔

''یس چیف۔ چوہان میرے ساتھ ہے اور ہم گرلز گروپ کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''تم ساون کلب کے مالک ساون کو دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچا دو''......عمران نے کہا۔

''اوکے چیف''...... دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ نوعمر لڑکیاں تو بہت ہی تیز ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ان کے جذبے نے انہیں تیز بنا دیا ہے۔ نفرت اور محبت کا شدید جذبہ انسان سے کچھ بھی کرا سکتا ہے''......عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں عمران صاحب۔ محبت میں ناکامی پر انسان خودکشی بھی تو کر لیتا ہے اور نفرت سے مغلوب ہو کر ایسی ایسی حرکتیں کر جاتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ انسان ایسے کام بھی کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ اس دوران بلیک زیرو نے ایک بار پھر چائے بنائی۔ خاور کو فون کرنے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

عمران نے کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا تو دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی منظر کمپیوٹر پر نظر آنے لگا۔ گیٹ کے قریب چوہان

کھڑا ہوا تھا اور اس کے پیچھے ایک کار تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر خاور بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ان دونوں کو دیکھنے کے بعد عمران نے کی بورڈ کے بٹنوں میں سے ایک اور بٹن پریس کیا تو دانش منزل کا مین گیٹ کھل گیا۔ مین گیٹ کھلتے ہی چوہان فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور پھر کار دانش منزل میں داخل ہو گئی جبکہ اس کے عقب میں مین گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ مین گیٹ سے کچھ آگے آ کر کار رک گئی پھر خاور اور چوہان کار سے نیچے اترے۔ چوہان نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ایک بے ہوش آدمی کو باہر گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد اس نے اس بے ہوش آدمی کو کندھے پر ڈالا اور ڈارک روم کی طرف بڑھنے لگا جبکہ خاور کار کے قریب ہی کھڑا رہا۔ چوہان ڈارک روم میں داخل ہوا اس نے بے ہوش آدمی کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر دیوار کی طرف بڑھ کر سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے کئی بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کرسی میں راڈز نمودار ہوئے اور بے ہوش آدمی راڈز میں جکڑا گیا۔ اس آدمی کو راڈز میں جکڑنے کے بعد چوہان ڈارک روم سے باہر آ کر کار کے قریب کھڑا ہو گیا۔

''اوکے۔ اب تم دونوں واپس جا سکتے ہو لیکن میرے اگلے حکم کے منتظر رہو گے''...... عمران نے مائیک اٹھایا اور سپیکر آن کرنے کے بعد ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی دونوں کار میں بیٹھے اور کار مڑنے کے بعد دانش منزل کے مین گیٹ کی

طرف بڑھی۔ جب کار مین گیٹ کے قریب پہنچی تو عمران نے بٹن دبا کر مین گیٹ کھول دیا اور کار باہر نکل گئی۔

"آؤ۔ ذرا اس ساون صاحب کا انٹرویو کر لیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ دونوں ڈارک روم میں آ گئے۔ عمران نے ساون کو غور سے دیکھا تو اس کے سر پر ایک گومڑ بنا ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ اسے سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ بلیک زیرو نے بھی وہ گومڑ دیکھ لیا تھا۔ عمران اس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو نے اس کے منہ پر تھپڑ مارنا شروع کر دیئے۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر وہ ہوش میں آ گیا۔ شعور کے بیدار ہوتے ہی اس نے عمران کو دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا لیکن پھر اس نے خود پر قابو پا لیا۔

"تمہارا نام ساون ہے اور تم ساون کلب کے مالک ہو"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح اغوا کیوں کیا ہے"...... اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم مجھے نہیں جانتے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں ساون سے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں نہیں جانتا۔ کیا تم نے مجھے تاوان کے لئے اغوا کیا ہے"...... ساون نے عمران سے پوچھا۔

"اگر تم مجھے جانتے نہیں ہو تو مجھے دیکھ کر چونکے کیوں تھے"۔

ران نے اس سے کہا۔

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو تمہیں دیکھ کر نہیں نکا"...... ساون نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں بتاؤں کہ تم مجھے دیکھ کر کیوں چونکے تھے"...... عمران نے ک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارا خیال ہے کہ میں چونکا تھا تو پھر بتا دو"...... ساون نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے زندہ دیکھ کر چونکے تھے کیونکہ شلپا دیوی نے تو تمہیں ایا تھا کہ وہ میرا خاتمہ کر چکی ہے"...... عمران نے ساون کی نکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی آنکھوں میں حیرت کے اثرات ابھرے اور اگلے ہی لمحے حیرت کے یہ تاثرات معدوم بھی و گئے۔

"معلوم نہیں۔ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میں تو کسی شلپا دیوی کو نہیں جانتا"...... ساون نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم لاتوں کے بھوت ہو۔ باتوں سے نہیں انو گے۔ اوکے۔ نہ مانو باتوں سے"...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔

"طاہر۔ یہ بے چارہ کچھ نہیں جانتا۔ اسے وہ انجکشن لگا دو جس کے لگتے ہی اس جیسے لوگ سب کچھ جان جاتے ہیں"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری

کھول کر ایک سرنج اور انجکشن نکالا اور انجکشن تیار کر کے ساون کی طرف بڑھا۔

"یہ کیسا انجکشن ہے"...... ساون نے انجکشن کو دیکھتے ہی پریشان ہو کر کہا۔

"فکر نہ کرو۔ یہ ایک خاص زہر کا انجکشن ہے۔ یہ انجکشن تمہیں مارے گا نہیں لیکن تمہیں جینے بھی نہیں دے گا"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا جبکہ بلیک زیرو نے اس کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگنے کے چند سیکنڈ بعد ساون کو یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں چیونٹیاں اس کے جسم پر چڑھ رہی ہوں۔ اس کے چند لمحوں بعد اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے ان چیونٹیوں نے اسے کاٹنا شروع کر دیا ہو اور تکلیف ایسے ہو رہی تھی جیسے اسے بچھو کاٹ رہے ہوں۔ وہ صرف چند ہی لمحوں تک اس تکلیف کو برداشت کر سکا۔ پھر اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔ درد کا احساس تھا کہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی جا رہا تھا اور ساون کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔

"ہائے بھگوان۔ میں مر گیا رے۔ ارے بچاؤ۔ بچاؤ"۔ ساون نے چیختے ہوئے کہا لیکن اس کی چیخیں سننے والا بھلا یہاں کون تھا۔ وہ دس پندرہ سیکنڈ تک چیختا رہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ اس۔ اس عذاب سے مجھے بچاؤ۔ ہائے بھگوان۔ یہ تو نرکھ کے عذاب سے بڑھ کر ہے"...... ساون

نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ بلیک زیرو اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے میز کی طرف بڑھا۔ میز پر پانی سے بھرا جگ رکھا ہوا تھا اور جگ کے قریب ہی گلاس بھی رکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے گلاس میں پانی ڈالا اور ساون کے قریب آ کر گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔ وہ غٹ غٹ سارا پانی پی گیا۔

"بھگوان بھلی کرے۔ تم بہت ہی رحم دل نظر آ رہے ہو جبکہ عمران کے بارے میں جیسا سنا تھا یہ اس سے بڑھ کر ہے"...... پانی پینے کے بعد ساون نے بلیک زیرو سے کہا۔ پانی پیتے ہی اسے ایک دم سکون آ گیا تھا۔

"بکواس بند کرو اور جو کچھ عمران صاحب پوچھیں ٹھیک ٹھیک بتاؤ"...... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک زور دار تھپڑ ساون کے منہ پر مار دیا۔ تھپڑ کی آواز ڈارک روم میں گونج کر رہ گئی۔

"پوچھو۔ پوچھو۔ جو کچھ مجھے معلوم ہو گا میں بتاؤں گا۔ اف بھگوان۔ تم بہت عذاب دیتے ہو"...... ساون نے کہا۔

"ہمیں صرف گرلز گروپ کے ایڈریس کے بارے میں بتا دو"۔ عمران نے ساون کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہائے بھگوان۔ میں کہاں پھنس گیا۔ اٹھا لاؤ۔ ایک اور انجکشن اٹھا لاؤ اور مجھے لگا دو"...... ساون نے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہو گیا ہے''...... عمران نے اس کے اس انداز پر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے تاثرات سے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ ساون ان کی رہائش کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

''بھگوان جانتا ہے کہ یہ بات مجھے معلوم نہیں لیکن تم میری اس بات پر یقین نہیں کرو گے''...... ساون نے عمران سے کہا۔

''اوکے۔ میں نے تمہاری بات پر یقین کر لیا۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا معلوم ہے''...... عمران نے اس سے کہا۔

''مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ گروپ پانچ سندریوں پر مشتمل ہے ان کی تربیت ایکریمیا میں ہوئی ہے۔ کافرستان کے سابق صدر نے ان کے لئے ایک منصوبہ بنایا تھا۔ اس گروپ کا نگران پہلے ٹھاکر رام بیدار تھا جو کہ کافرستان کا ڈیفنس سیکرٹری تھا اور اب نیا ڈیفنس سیکرٹری راج ہنس ان کا نگران ہے اور ان کی پانچ سال اس لئے تربیت ہوتی رہی ہے کہ یہ تمہیں ہلاک کر دیں لیکن تم تو بھوت ہو کسی سے ہلاک ہی نہیں ہوتے''...... ساون نے تیز تیز لہجے میں عمران سے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ آ گئی۔

''اس سے زیادہ باتیں تو ہم جانتے ہیں ساون۔ تم اور باتیں بھی بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یقین جانو۔ میں بس اتنی ہی باتیں جانتا ہوں''...... ساون نے بے بس لہجے میں کہا۔

''تمہارا ان سے رابطہ کیسے ہوتا ہے''...... عمران نے ایک بار پھر

ساون کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹیلی فون پر۔ یہ مجھے ٹیلی فون کرتی ہیں''...... ساون نے عمران سے کہا۔

''کیا نمبر ہے فون کا''...... عمران نے ساون سے پوچھا تو اس نے نمبر بتا دیا۔ یہ موبائل فون نمبر تھا اور اس نمبر کا تعلق گریٹ لینڈ سے تھا۔ عمران جانتا تھا کہ گریٹ لینڈ کی سیکرٹ ایجنسیاں اسی سیریل کے نمبر استعمال کرتی ہیں کیونکہ اس سیریل کے نمبر کا تمام سسٹم گریٹ لینڈ کی ایک سیکرٹ ایجنسی کے ذمے ہے۔ ان نمبرز کو ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔

''ہونہہ۔ اب یہ بتاؤ کہ شلپا دیوی کیا تمہیں یہی خبر دینے آئی تھی کہ اس نے میرا خاتمہ کر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ یہی بتانے آئی تھی''...... ساون نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''طاہر۔ ایک اور انجکشن تیار کر لاؤ۔ یہ پٹڑی سے اتر گیا ہے''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو الماری کی طرف بڑھا۔ بلیک زیرو کو الماری کی طرف بڑھتے دیکھ کر ساون خوفزدہ ہو گیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ نجانے تمہیں جھوٹ اور سچ کا کیسے پتہ چل جاتا ہے''...... ساون نے چیختے ہوئے کہا۔

''اس کی بات سن کر بلیک زیرو رک گیا جبکہ عمران نے سوالیہ انداز میں ساون کی طرف دیکھا۔

"وہ سمجھ رہی ہیں کہ انہوں نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب وہ پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ پر حملہ کرنا چاہتی ہیں اور اسی سلسلے میں وہ میرے پاس آئی تھیں"...... ساون نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"کیسے بیوقوف ہیں تمہارے حکام۔ پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ بھلا راستے میں پڑا ہوا ہے کہ تمہارے ایجنٹ اس پر حملہ کر دیں گے۔ پاکیشیا کا ایٹمی پلانٹ اتنا محفوظ ہے کہ کوئی اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا"...... عمران نے کہا۔

"انہیں۔ اس سلسلے میں خصوصی تربیت دی گئی ہے۔ پانچوں ممالک کے حکام کو سو فیصد امید ہے کہ یہ گرلز اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گی۔ پانچ سال کی تربیت کوئی کم نہیں ہوتی"۔ ساون نے کہا۔

"نانسنس ہیں۔ احمق ہیں ان پانچوں ممالک کے حکام۔ خیر تم یہ بتاؤ کہ اس سلسلے میں وہ تم سے ملنے کیوں آئی تھیں"...... عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھ سے کسی ایسے آدمی کی ٹپ لینے آئی تھیں جو اس کام میں ان کی کوئی رہنمائی کر سکے"...... ساون نے کہا۔

"پھر۔ تم نے دی کسی ایسے آدمی کی ٹپ"...... عمران نے ساون سے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک زراعت آفیسر ہے زاہد بیگ۔ اس کا بہنوئی کمال

بیگ ایٹمی پلانٹ کی سیکورٹی میں اہم عہدے پر ہے اور یہ زاہد بیگ رہتا بھی اپنی بہن کے گھر میں ہے۔ میں نے شلپا دیوی کو اس کے بارے میں بتایا تو اس نے کہا ہے کہ یہ ٹپ بہت کارآمد رہے گی"۔ ساون نے عمران سے کہا۔

"ہونہہ"...... عمران کی زبان سے نکلا اور پھر وہ کچھ سوچنے لگا۔ چند لمحوں تک وہ سوچتا رہا۔

"تمہارے پاس بھی موبائل فون ہے"...... سوچتے رہنے کے بعد عمران نے ساون سے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے پاس بھی موبائل فون ہے اور یہ اسی سیریل کا ہے جو سیریل شلپا دیوی اور اس کی ساتھی لڑکیوں کے استعمال میں ہے یعنی یہ گریٹ لینڈ کے سیٹلائٹ سے منسلک ہے"...... ساون نے عمران سے کہا۔

"کہاں ہے وہ موبائل فون"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"میری جیب میں ہے یہ موبائل فون"...... ساون نے کہا تو بلیک زیرو نے اس کی جیب سے موبائل فون نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے اس کے موبائل فون کی میموری چیک کی پھر وہ ساون کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی عمران ساون کے موبائل فون پر نمبر پریس کرنے لگا بلیک زیرو نے ساون کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مکمل نمبر پریس ہونے کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔ کچھ دیر تک بیل جاتی رہی لیکن کال رسیو نہ کی گئی۔ عمران کافی دیر تک ٹرائی کرتا رہا۔ کافی دیر بعد کال رسیو ہو گئی۔

''ہیلو۔ شلپا دیوی سپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''شلپا دیوی جی۔ میں ساون بول رہا ہوں''...... عمران نے ساون کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران کو اپنی آواز میں بولتے دیکھ کر ساون کی آنکھوں میں حیرت اُمڈ آئی تھی۔

''ساون جی۔ اس وقت میں مصروف ہوں۔ کچھ دیر بعد میں آپ کو کال بیک کرتی ہوں''...... دوسری طرف سے شلپا دیوی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال بھی منقطع ہو گئی۔ عمران مطمئن ہو گیا تھا کہ یہ نمبر شلپا دیوی کا ہی ہے۔ اس نے ساون کا موبائل فون سیٹ اپنی جیب میں ہی رکھ لیا۔

''تت۔ تت۔ تم نے۔ مم۔ میری آواز میں کیسے بات کر لی''۔ بلیک زیرو نے ساون کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو اس نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم اس بات کو چھوڑو اور میرے آخری سوال کا جواب دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں پوچھو۔ میں ضرور جواب دوں گا۔ کیا اس سوال کے بعد تم مجھے چھوڑ دو گے''...... ساون نے کہا۔

''ہاں۔ اس سوال کے بعد تمہیں آزاد کر دیا جائے گا''۔ عمران نے ساون سے کہا۔

''ہاں پوچھو۔ میں ضرور جواب دوں گا۔ اگر تم مجھے آزاد کرنے کا سوچ رہے ہو تو میں بھی تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا''۔ ساون نے خوش ہو کر کہا۔

''زاہد بیگ کا ایڈریس کیا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں ساون سے کہا۔

''وہ آفیسرز کالونی میں رہتا ہے۔ اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ کوٹھی کا نمبر ہے ون ٹو تھری''...... ساون نے کہا۔

''تم مجھے گنتی سنا رہے ہو''...... عمران نے ساون سے کہا۔

''نہیں نہیں۔ حقیقت میں اس کا یہی نمبر ہے۔ بیشک تم پہلے تصدیق کر لو''...... ساون نے کہا۔

''تم جو الفاظ بولتے ہو وہ مجھے بتا دیتے ہیں کہ تم نے سچ کہا ہے یا جھوٹ۔ اس لئے مجھے کسی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''تت۔ تت تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے آزاد کر دو گے''۔ مشین پسٹل دیکھ کر ساون نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں اور تمہیں زندگی کی قید سے آزاد کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

"نن۔ نن نہیں۔ مم۔ مجھے مت مارو"...... ساون نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اگر میں نے تمہیں چھوڑ بھی دیا تو تمہارے اپنے لوگ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ انہیں پتہ لگ جائے گا کہ تم نے مجھے معلومات دی ہیں۔ اس جرم میں وہ تمہیں اذیت ناک موت دیں گے جبکہ میں تمہیں آسان موت مار رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"بس۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ میں فرار ہو جاؤں گا۔ میں کسی دور دراز ملک میں گمنامی کی زندگی بسر کروں گا۔ بس تم مجھے زندہ چھوڑ دو"...... ساون نے عمران کی منت کرتے ہوئے کہا۔

"ساون۔ تم کافرستانی ایجنٹ ہو اور اب یہاں تم نے پاکیشیا کے ایٹمی پلان کے خلاف گرلز گروپ کی مدد کی ہے اور یہ ایک ایسا جرم ہے جسے معاف نہیں کیا جا سکتا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ مشین پسٹل سے بیک وقت کئی گولیاں نکلیں اور ساون کا سینہ چھلنی ہو گیا۔

"میں کنٹرول روم میں جا رہا ہوں۔ تم اسے برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

شلپا دیوی نے محکمہ ایگریکلچر کے ہیڈ آفس کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں اور ابھی چونکہ آفس ٹائم باقی تھا اس لئے اس نے خود ہی ایگریکلچر آفس جانے کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ کرتے ہی وہ اکیلی ایگریکلچر آفس پہنچ گئی۔ اب اس نے نیا میک اپ کر لیا تھا۔ اس میک اپ میں وہ انیس بیس سال کی انتہائی معصوم لڑکی دکھائی دے رہی تھی اور اس میک اپ میں اس کا حسن ایسا تھا کہ جو دوسروں کو پاگل بنا دے۔ اس نے جینز کی پینٹ اور ہاف بازوؤں والی شرٹ پہنی تھی۔ اس کی گردن میں ڈائمنڈ کا ایک ہار تھا جو اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔

"سنیئے۔ مجھے زاہد بیگ صاحب سے ملنا ہے"...... شلپا دیوی نے ایگریکلچر آفس کے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا جو کہ کلرک کا آفس تھا اور وہاں چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ شلپا

دیوی کو دیکھ کر ان چاروں کے ہوش ہی اڑ گئے۔ وہ ساکت ہو کر شلپا دیوی کو دیکھنے لگے۔

”دیکھیے۔ میں نے زاہد بیگ صاحب کے بارے میں پوچھا ہے۔ ان کا دفتر کہاں ہے“...... شلپا دیوی نے بلند آواز میں کہا تو ان میں سے ایک آدمی چونکا۔ پھر وہ کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر اس نے ایک اور کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کمرہ اسی لائن میں تھا۔ شلپا دیوی ناز و انداز کے ساتھ چلتی ہوئی زاہد بیگ کے کمرے تک پہنچ گئی۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا البتہ دروازے پر ایک چک پڑی ہوئی تھی۔ اس نے چک اٹھائی اور اندر داخل ہو گئی۔ اندر ریوالونگ چیئر پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو زاہد بیگ تھا۔

”سر۔ کیا میں اندر آ سکتی ہوں“...... شلپا دیوی نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا تو زاہد بیگ کرسی سے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔ شلپا دیوی کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ آ گئی۔ وہ آگے بڑھی اور پھر زاہد بیگ کی میز کے قریب پہنچ گئی۔

”تھینک یو سر“...... شلپا دیوی نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی۔

”جی۔ جی۔ جی فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“۔ زاہد بیگ شلپا دیوی کے حسن سے بری طرح مرعوب ہو گیا تھا۔ اس

لئے اس کے لہجے میں بھی بوکھلاہٹ نمایاں تھی۔

”سر۔ میرے والد صاحب کی زمینیں ہیں قطب پور میں تقریباً چار مربعے لیکن اب ہماری زمینوں کی اوسط پیداوار بہت ہی کم ہو گئی ہے حالانکہ میرے والد کھادیں بھی ٹھیک ٹھاک ڈالتے ہیں۔ پلیز آپ کسی کو بھیج کر ہماری زمینوں کا معائنہ کرا لیں اور ہمیں مشورہ دیں کہ ہم کیا کریں کہ ہماری فصلوں کی اوسط پیداوار پہلے جیسی ہو جائے“...... شلپا دیوی نے خوبصورت انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے علاوہ اور کوئی بھی ماہر یہاں نہیں ہے اور میں آپ جیسی حسین و خوبصورت لڑکی کی زمینوں پر کسی اناڑی کو نہیں بھیج سکتا۔ میں خود آپ کے ساتھ چلتا ہوں اور آپ کی زمینوں کا معائنہ کر کے آپ کے والد کو بتاتا ہوں کہ کیا پرابلم ہے اور اسے کیسے دور کیا جا سکتا ہے“...... زاہد بیگ نے شلپا دیوی سے کہا۔

”اوہ تھینک یو سر۔ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ تو پھر چلیں سر“...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ میرے دفتر آئیں اور میں آپ کو چائے بھی نہ پلاؤں“...... زاہد بیگ نے کہا۔ پھر اس نے میز پر رکھا ہوا بٹن پریس کیا تو باہر بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد اس کا پیون کمرے میں داخل ہوا۔

”بہترین اور شاندار چائے کے دو کپ لے کر آؤ“...... زاہد بیگ نے اپنے پیون سے کہا تو وہ واپس مڑ گیا۔

''اسی لمحے شلپا دیوی کے موبائل فون پر کال آنے لگی۔ بیل بند کر کے اس نے سیٹ کو وائبریشن پر لگایا ہوا تھا۔ اس نے کال ریسو نہ کی۔ کچھ دیر تک وائبریشن ہوتی رہی پھر چند سیکنڈ کے لئے وائبریشن رکی اور ایک بار پھر ہونے لگی۔

''سر۔ واش روم ہیں یہاں''...... شلپا دیوی نے زاہد بیگ سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ سامنے والا دروازہ اٹیچ باتھ کا ہے''...... زاہد بیگ نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کر اس دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے باتھ روم میں داخل ہو کر پانی کا نل چلایا اور موبائل فون سیٹ نکال کر او کے کا بٹن پریس کیا اور موبائل فون کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ شلپا دیوی سپیکنگ''...... اس نے نہایت ہی دھیمی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''شلپا دیوی جی۔ میں ساون بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ساون کی آواز سنائی دی۔

''ساون جی۔ اس وقت میں مصروف ہوں۔ کچھ دیر بعد میں آپ کو کال بیک کرتی ہوں''...... شلپا دیوی نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ اس نے موبائل فون جیب میں رکھا اور ہاتھ دھو کر باہر آ گئی۔ زاہد بیگ کے قریب پہنچ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس دوران چائے آ چکی تھی۔ اس نے چائے کا کپ اٹھایا اور ہونٹوں

سے لگا لیا۔

''مس۔ آپ نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں''...... زاہد بیگ نے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میرا نام شانزہ ہے اور میرے والد صاحب کا نام ملک جاوید ہے''...... شلپا دیوی نے زاہد بیگ سے کہا۔

''آپ کی طرح آپ کا نام بھی بہت خوبصورت ہے''...... زاہد بیگ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ شلپا دیوی نے شرما کر اپنی نظریں جھکا لیں اور زاہد بیگ تو اس کی اس ادا پر اور زیادہ مر مٹا۔ چند منٹوں میں دونوں نے چائے پی لی۔ تو شلپا دیوی نے اپنا سر اٹھایا اور زاہد بیگ کی طرف دیکھا۔

''سر۔ اب چلیں''...... شلپا دیوی نے زاہد بیگ سے کہا جو اس کی طرف میٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''جی ہاں۔ چلئے''...... زاہد بیگ نے اٹھتے ہوئے کہا تو شلپا دیوی بھی کرسی سے کھڑی ہو گئی۔

''سر۔ میرے پاس گاڑی ہے۔ ہم اسی گاڑی میں چلیں گے''...... شلپا دیوی نے زاہد بیگ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آفس پارکنگ میں شلپا دیوی کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس کار میں بیٹھ گئے اور پھر کار آگے بڑھنے لگی۔ قطب پور دارالحکومت کے نواح میں تھا اور شلپا دیوی نے اسے نقشے میں دیکھا

ہوا تھا۔ وہ دو تین بار اس سڑک سے بھی گزری تھی جو قطب پور کو جاتی تھی۔ پندرہ منٹ بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گئی جو قطب پور کو جاتی تھی سنگ میل پر قطب پور چالیس کلو میٹر لکھا ہوا تھا۔ اس سڑک پر آتے ہی ٹریفک بھی کم ہو گئی تھی اور تقریباً دس منٹ کے مزید سفر کے بعد سڑک پر صرف اسی کی گاڑی نظر آ رہی تھی۔ اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر کار سڑک کے کنارے کر کے روک لی۔

''مس شانزہ۔ آپ نے گاڑی کیوں روک لی ہے''...... زاہد بیگ نے شلپا دیوی سے پوچھا۔

''سر۔ چاروں طرف دیکھیں نہ کوئی آدم نہ آدم زاد۔ کتنی رومانٹک جگہ ہے''...... شلپا دیوی نے رومانٹک لہجے میں کہا تو زاہد بیگ خوش ہو گیا۔ اس نے شلپا دیوی کے کہنے پر سامنے آگے پیچھے پھر دائیں بائیں دیکھا۔ جیسے ہی اس نے بائیں طرف دیکھا ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں شلپا دیوی نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر اس کا دستہ پوری قوت سے زاہد بیگ کے سر پر مار دیا۔ زاہد بیگ کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملانے لگے اور اس کے منہ سے سسکی نکل گئی۔ سر پر پڑنے والی دوسری ضرب نے اس کے دماغ کو اندھیروں میں دھکیل دیا۔ پھر اس نے اپنا موبائل فون نکالا اور ساون کے نمبر پریس کرنے لگی۔ اسے یاد تھا کہ ساون کی کال آئی تھی۔ یقیناً وہ کوئی اہم بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہاں وہ

ساون سے بات نہیں کر سکتی تھی۔

''جی ساون صاحب۔ آپ نے فون کیا تھا''...... کال ملنے پر اس نے ساون سے کہا۔

''شلپا دیوی جی۔ میں نے ایک انتہائی اہم آدمی کا سراغ لگایا ہے۔ زاہد بیگ اور اس کا بہنوئی اس کے مقابلے میں صفر حیثیت رکھتے ہیں''...... دوسری طرف سے ساون کی پر جوش آواز سنائی دی۔

''اچھا۔ کون ہے اتنا اہم آدمی''...... شلپا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''وہ سائنس دان ہے شلپا دیوی جی۔ اس کا نام ڈاکٹر کیانی ہے اور وہ ایٹمی پلانٹ پر ہوتا ہے اور اتفاق سے آج وہ اپنی کوٹھی پر آیا ہوا ہے''...... ساون کی آواز سنائی دی۔

''اچھا۔ کہاں ہے کیانی کی کوٹھی''...... شلپا دیوی نے پر جوش لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک بھی پیدا ہو گئی تھی۔

''شلپا دیوی جی۔ وہ میڈیا روڈ کی کوٹھی نمبر اکیاون میں رہتا ہے لیکن وہاں بہت سے سیکورٹی اہلکار ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ کالج کی طالبات بن کر اس سے ملنے جائیں۔ امید ہے کہ اس طرح اس سے آپ کی ملاقات آسان ہو جائے گی''...... دوسری طرف سے ساون نے کہا اور ساتھ ہی مشورہ بھی دیا۔

''آپ کا مشورہ بہت اچھا ہے ساون جی لیکن میں نے اس

وقت زاہد بیگ کو بھی قابو کر لیا ہے''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''اسے آپ کہیں پھینک دیں۔ اب وہ آپ کے کسی کام کا نہیں ہے''...... ساون نے کہا۔

''او کے۔ میں ایسا ہی کرتی ہوں''...... شلپا دیوی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔ موبائل فون اس نے ڈیش بورڈ پر رکھا اور پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور خود کو سٹیرنگ سے قابو کر کے اس نے دونوں ٹانگوں سے بے ہوش زاہد بیگ کو دھکا دے کر کار سے باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے کار چند فٹ آگے بڑھائی اور پھر کار مڑ کر واپس دارالحکومت کی طرف دوڑنے لگی۔ اب کار کی رفتار انتہائی حد تک تیز تھی۔ تیز ڈرائیونگ کی بدولت وہ بہت جلد اپنی رہائش گاہ تک پہنچ گئی۔

''کیا ہوا شلپا۔ کیا تم زاہد بیگ کو اغوا نہیں کر سکیں''...... اسے تنہا دیکھ کر مارگریٹ نے پوچھا۔

''اس کی جرأت تھی کہ وہ اغوا نہ ہوتا۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اسے سڑک پر پھینک دیا''۔ شلپا دیوی نے تکبر بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے بے ہوش کر کے سڑک پر پھینک دیا۔ لیکن کیوں''۔ روزا نے حیران ہو کر کہا۔ باقی تینوں بھی حیران نظر آ رہی تھیں۔ جواب میں شلپا دیوی نے انہیں ساون کی کال کے بارے میں بتایا تو وہ بھی خوش ہو گئیں۔

''چلو۔ تیاری کرو۔ ہم نے فوری طور پر اس سائنس دان تک پہنچنا ہے۔ اتفاق سے ہمیں اتنے اہم آدمی کا کلیو مل گیا ہے اور اس چانس کو ضائع نہیں ہونا چاہئے''...... شلپا دیوی نے کہا اور پھر دس منٹ بعد ہی وہ پانچوں دو کاروں میں بیٹھ کر اپنی کوٹھی سے نکلیں اور ان کی کاریں میڈیا روڈ کی طرف دوڑنے لگیں۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ میڈیا روڈ پر پہنچ گئیں۔ پھر ان کی کاریں کوٹھی نمبر اکیاون کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئیں۔ انہوں نے ڈور بیل دی تو ایک مسلح آدمی باہر آ گیا۔

''ہم گورنمنٹ کالج کی طالبات ہیں اور ڈاکٹر کیانی سے ملنا چاہتی ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب سے ہماری ملاقات ہو سکتی ہے''۔ شلپا دیوی نے مسلح آدمی سے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب آج کوٹھی پر موجود ہیں۔ ٹھہریں میں انہیں بتاتا ہوں''...... مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ اندر چلا گیا۔

''شلپا۔ چلو اندر۔ جو بھی موجود ہو اسے اڑا دیں اور ڈاکٹر کو اٹھا کر لے چلیں''...... انجلینا نے کہا۔

''جب گھی سیدھی انگلی سے نکل سکتا ہو تو پھر انگلی کو ٹیڑھا کرنے کی کیا ضرورت ہے''...... شلپا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ان کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔ تقریباً ایک منٹ بعد اس کوٹھی کا گیٹ کھل گیا اور اس مسلح آدمی نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا چونکہ وہ سب ہی نیچے اتری ہوئی تھیں اس لئے وہ کاروں میں

بیٹھیں اور پھر ان کی کاریں کوٹھی میں داخل ہو گئیں۔ ان کے پیچھے گیٹ بند ہو گیا۔ وہ کاریں روک کر نیچے اتریں اور پھر اس مسلح آدمی کی رہنمائی میں وہ ایک کمرے میں پہنچیں یہ ایک ہال کمرہ تھا جو کافی کشادہ اور طویل تھا۔ ایک کونے میں چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"آپ بیٹھیں۔ ڈاکٹر صاحب آتے ہیں"...... مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہیلو۔ شلپا اینڈ فرینڈز"...... چند لمحوں بعد انہیں آواز سنائی دی اور وہ پانچوں ہی حیرت سے اچھل پڑیں۔

عمران میڈیا روڈ کی کوٹھی نمبر اکیاون میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ جولیا، جوزف، چوہان اور خاور تھا۔ اس کے بقول یہ کوٹھی اس کے ایک دوست کی تھی۔ اس نے ان چاروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ فوراً میڈیا روڈ کی کوٹھی نمبر اکیاون میں پہنچ جائیں اور وہ سب پہنچ چکے تھے۔ ان کے سامنے عمران نے شلپا دیوی کی کال رسیو کی تھی اور شلپا دیوی کو بتایا تھا کہ کوٹھی نمبر اکیاون میں ڈاکٹر کیانی رہتا ہے جو کہ پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ میں سائنس دان کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور اب وہ شلپا دیوی اور اس کی ساتھی لڑکیوں کا انتظار کر رہے تھے۔

"تمہیں یقین ہے کہ وہ آئیں گی"...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ ساون کافرستانی حکام کی نظروں میں بہت اہمیت رکھتا

تھا۔ وہ درست معلومات مہیا کرتا تھا۔ اس لئے شلپا دیوی اس کی بات پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرے گی اور اندھا دھند بھاگتی ہوئی آئے گی''...... عمران نے کہا۔

''اگر تمہیں یقین ہے تو پھر ایسا ہی ہو گا۔ تمہارے اندازے ہمیشہ درست ثابت ہوتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔ خاور اور چوہان اس وقت میک اپ میں تھے جبکہ عمران اور جولیا بغیر میک اپ کے تھے۔ وہ پانچوں اس وقت ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب شلپا دیوی کی کال کو رسیو ہوئے پندرہ منٹ گزر گئے تو عمران نے خاور، چوہان اور جوزف کی طرف دیکھا۔

''خاور۔ تم گیٹ پر ڈیوٹی دو گے اور جیسے ہی یہ گرلز گروپ آئے تم نے انہیں ہال میں پہنچانا ہے۔ جبکہ چوہان اور جوزف گیٹ کے آس پاس چھپے رہیں۔ اگر ان میں سے کوئی لڑکی فرار ہو کر گیٹ کی طرف آئے تو تم نے اسے پکڑنا ہے۔ کسی کو فرار نہیں ہونے دینا''...... عمران نے ان تینوں کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

''میں انہیں فرار ہونے کا موقع دوں گی تو وہ فرار ہونے کی کوشش کریں گی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ عمران کی ہدایت پر خاور، چوہان اور جوزف کمرے سے باہر چلے گئے۔ عمران اور جولیا گرلز کا انتظار کرنے لگے۔ آخر ان کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور خاور کمرے میں داخل ہوا۔

''عمران صاحب۔ پانچوں لڑکیاں اس وقت گیٹ پر ہیں۔ میں

انہیں ہال میں پہنچانے لگا ہوں''...... خاور نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے واپس چلا گیا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

''عمران صاحب۔ وہ پانچوں کمرے میں پہنچ چکی ہیں''۔ خاور نے انہیں بتایا تو عمران اور جولیا کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ نارمل انداز میں چلتے ہوئے ہال میں داخل ہوئے۔

''ہیلو۔ شلپا اینڈ فرینڈز''...... جولیا نے ہال میں داخل ہوتے ہی بلند آواز میں کہا تو وہ پانچوں لڑکیاں اچھل پڑیں۔

''اوہ۔ لیانا تم''...... شلپا دیوی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس کی نظر عمران پر بھی پڑی۔

''اوہ۔ تم بھی زندہ ہو لیکن میں نے تو اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولیاں ماری تھیں''...... شلپا دیوی نے کہا۔

''مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے مس شلپا دیوی''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر شلپا دیوی کے چہرے پر بھی طنزیہ مسکراہٹ آ گئی تھی اور پھر ان پانچوں نے ہی بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالے اور ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں پانچ دھماکے ہوئے لیکن عمران اور جولیا بجلی بن چکے تھے۔ ان دونوں نے ہی چھلانگیں لگائیں اور وہ بلند ہوتے گئے۔ بلند ہوتے ہوئے جولیا نے جیب میں سے اپنا مشین پسٹل بھی نکال لیا اور پھر فضا میں ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ ان کی

طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ وہ پانچوں خود کو بجلی کی مانند تیز سمجھتی تھیں۔ ان کے تو تصور میں بھی نہیں تھا کہ کوئی ان سے بھی زیادہ تیز ہو سکتا ہے۔ انہیں اپنی پانچ سال کی خصوصی تربیت پر بہت گھمنڈ تھا لیکن جولیا کی پہلی ہی فائرنگ میں روزا، انجلینا اور مارگریٹ ہٹ ہو گئیں۔ ان کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگیں۔ شلپا دیوی اور شردا پاؤ حیرت سے ساکت ہو گئیں۔ ان کی تین ساتھی لڑکیاں فرش پر پڑی تڑپ رہی تھیں اور انہیں اس بات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔

''ہوش میں آؤ شلپا دیوی اور میرا مقابلہ کرو۔ ہم بے بس افراد پر فائرنگ کرنے کے قائل نہیں ہیں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو شلپا دیوی اور شردا پاؤ کو جیسے ہوش آ گیا۔ انہوں نے قہر آلود اور نفرت بھری نظروں سے جولیا کو دیکھا اور پھر دونوں نے ہی اس پر فائر کھول دیا۔ جولیا نے ایک بار پھر اچھل کر خود کو گولیوں سے بچایا اور اس نے ان پر جوابی فائرنگ بھی کی لیکن انہوں نے بھی اپنی جگہ سے چھلانگیں لگائیں اور جولیا کی فائرنگ سے بچ گئیں۔

اب لڑکیوں کی آپس کی لڑائی تھی اس لئے عمران ایک طرف اطمینان سے بیٹھ گیا۔ ویسے بھی اسے یقین تھا کہ جولیا نہایت آسانی سے ان کا مقابلہ کر لے گی۔ یہ تو پانچ لڑکیاں تھیں وہ جانتا تھا کہ اگر ان جیسی پچاس لڑکیاں بھی ہوتیں تو جولیا ان پر بھاری تھی۔

جولیا کی فائرنگ سے بچنے کے لئے شلپا دیوی اور شردا پاؤ نے مختلف سمتوں میں چھلانگیں لگائی تھیں اور پھر انہوں نے دو مختلف سمتوں سے ہی جولیا پر ایک بار پھر فائرنگ کی۔ جولیا نے تیسری سمت میں چھلانگ لگا دی۔ شلپا دیوی اور شردا پاؤ کی چلائی ہوئی گولیاں ان ہی کے قریب سے گزر گئیں اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ صرف ایک لمحے کے لئے ان کی توجہ جولیا سے ہٹی تھی اور اسی لمحے کا جولیا نے فائدہ بھی اٹھایا۔ اس کے مشین پسٹل سے گولیاں نکلیں اور شردا پاؤ کے سر میں جا لگیں۔ اس کی دلدوز چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔

جولیا نے فائرنگ جاری رکھی اور مشین پسٹل کا رخ شلپا دیوی کی طرف کر دیا لیکن اس نے زمین پر گر کر کروٹیں بدلیں اور کروٹیں بدلتے ہوئے اس نے جولیا پر فائر بھی کیا۔ جولیا نے ایک بار پھر چھلانگ لگا کر خود کو بچایا اس کا مشین پسٹل ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا اور اگلے ہی لمحے اس نے دوبارہ فائرنگ شروع کر دی۔ شلپا دیوی نے پھر کروٹیں بدلنا شروع کیں۔ جولیا نے اس کی کروٹیں بدلنے کی رفتار کا اندازہ لگایا اور پھر اس نے اسی رفتار سے مشین پسٹل کو حرکت بھی دی۔ اچانک ہی شلپا دیوی کی چیخ بلند ہوئی گولیاں اس کے بازو میں لگی تھیں۔ وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی اور جیسے ہی وہ کھڑی ہوئی جولیا کی فائرنگ کی زد میں آ گئی۔ گولیاں اس کے پیٹ میں لگی تھیں اور وہ اچھل کر فرش پر گری اور تڑپنے

لگی۔

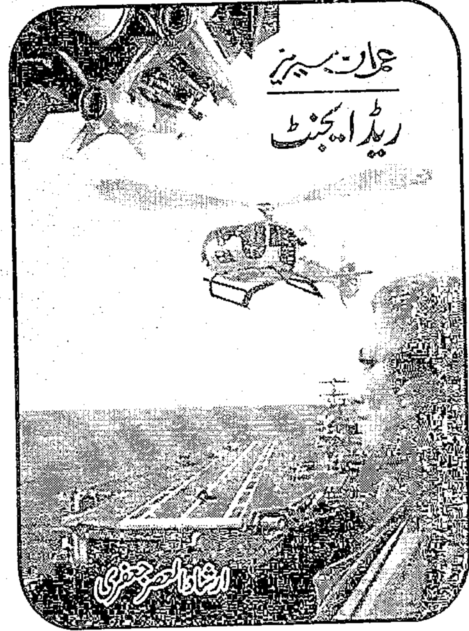
"ویل ڈن جولیا۔ ویل ڈن۔ تم تو فائرنگ ایکسپرٹ ہو چکی ہو"...... عمران نے اسے داد دیتے ہوئے کہا۔ عمران کی زبان سے اپنی تعریف سن کر جولیا کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"یہاں اتنی زبردست فائرنگ ہوئی ہے اور ان تینوں میں سے کوئی بھی نہیں آیا"...... جولیا نے کہا۔

"اگر اس ہال کی ساخت پر غور کرو تو تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ ہال ساؤنڈ پروف ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی مسکرانے لگی۔ پھر وہ دونوں ہی ہال کے دروازے کی طرف بڑھے تاکہ اپنے ساتھیوں کو بتا سکیں کہ گرلز گروپ کا خاتمہ ہو گیا ہے اور ان کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کے مشن کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔

ختم شد

- پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ساری ٹیم ریڈ روز کو تلاش کر رہی تھی لیکن اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔
- پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ روز کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوئی یا ریڈ روز اپنا مشن مکمل کر کے واپس چلی گئی ——؟



انتہائی دلچسپ، ہنگامہ خیز اور سسپنس سے بھرپور یادگار ناول

عمران سیریز میں ایک ناقابل فراموش اضافہ



اسکارپین کلر

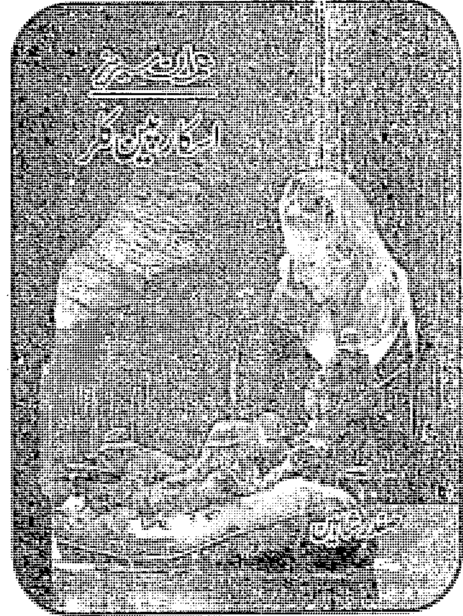
مصنف
صفدر شاہین

- عمران، سر سلطان سے بات کرتے ہوئے آپے سے باہر ہو گیا۔ کیوں ——؟
- جوزف کو جولیا کی حفاظت پر مامور کیا گیا لیکن وہ جولیا کو بچانے میں ناکام رہا؟
- صفدر نے اسکارپین کے ہاتھوں اپنے ساتھیوں کی زندگی بیچنے سے انکار کر دیا؟
- شوگرانی سرکس پاکیشیا میں داخل ہوا اور ہنگامے شروع ہو گئے۔ کیوں ——؟
- بازی گر شوگرانی لڑکی کو کیپٹن شکیل کے سامنے گولی ماردی گئی مگر وہ کچھ نہ کر سکا؟
- پروفیسر بغلول نے اپنی بکری کے لئے نہاری لانے کا آرڈر دے دیا۔ کیوں؟
- گوڑی میزائل کے دشمن ٹلہ روگیان کا میزائل اسٹیشن تباہ کرنے پاکیشیا پہنچ گئے۔
- اسکارپین نے صفدر کے جسم پر مرچ اور نمک دھولنے کا حکم دے دیا۔ کیوں ——؟
- اسکارپین نے ایکسٹو اور عمران کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیوں ——؟
- جولیا کے اغوا پر جوزف نے انتقام لینے کا عزم کر لیا مگر ایکسٹو نے منع کر دیا ——؟
- سلیمان نے جولیا سے عیاری کر کے دو سو روپے اینٹھ لئے۔ کیسے ——؟
- ڈاکٹر قمر مبارک کو اغوا کر لیا گیا مگر عمران کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ کیوں؟
- اسکارپین کا دعوی تھا کہ وہ آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں رہا۔
- اسکارپین نے سیکرٹ سروس کے سیکنڈ ہیڈ کوارٹر ڈھمپ ہاؤس کو اڑانے کی دھمکی دے دی۔ اور پھر ——؟

◈ اسکارپین کلر کا دعویٰ تھا کہ اس نے کسی ایجنٹ کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔۔۔؟

◈ دونوں میں سے کس کا دعویٰ سچ ثابت ہوا۔

◈ اسکارپین کون تھا اور اس کا اصل مشن کیا تھا۔۔۔؟



قدم قدم پر ایکشن اور سسپنس پھیلاتا اور قہقہے بکھیرتا ایک دلچسپ اور سنسنی خیز ناول
عمران اور اس کے جانباز ساتھیوں کا ناقابل فراموش کارنامہ

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور زیرولینڈ کے ایجنٹوں کا جان لیوا ٹکراؤ

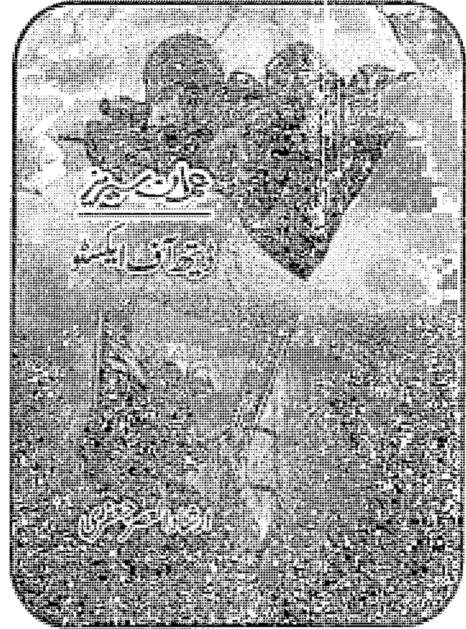
مکمل ناول

ڈیتھ آف ایکسٹو

مصنف ارشاد العصر جعفری

- زیرولینڈ کا پاکیشیا کی کروڑوں عوام کو معذور کر دینے کا خطرناک منصوبہ۔
- زیرولینڈ کی خطرناک سازش جس کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے جدید سائنسی مشینری استعمال کرتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کر لیا۔
- زیرولینڈ کا علی عمران اور ایکسٹو کو ہلاک کرنے کا منصوبہ کامیاب ہوگیا۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے ایکسٹو کو گولیاں مار دیں۔ اور ایکسٹو کی لاش بھی اٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے سرسلطان کو اغوا کر لیا اور ان کے دماغ کو الیکٹرک شاکس دیئے جس کی وجہ سے سرسلطان پاگل ہوگئے۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے سرسلطان کی موجودگی میں خاور کو گولیاں مار دیں اور سرسلطان ہنستے رہے۔
- عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم بے ہوش تھی اور فنچ اور تانوتا نے ان پر گولیاں برسا دیں۔ کیا وہ زندہ بچ سکے؟

وہ حیرت انگیز لمحات جب جولیا نے اپنے ہاتھوں سے تنویر کو گولیاں ماردیں۔ کیوں؟ دل دہلا دینے والے وہ لمحات جب عمران ایک جنگلے میں قید تھا اور اس پر خونخوار کتے چھوڑ دیئے گئے۔ کیا عمران ان کتوں سے بچ سکا۔ یا؟



تیز رفتار ٹمپو، سطر سطر پر بکھرا ہوا سسپنس، لمحہ بہ لمحہ حالات بدلتی ہوئی سچویشن حرف، حرف سسپنس پر مبنی ایک ایسا شاہکار ناول جو قارئین کو اپنے سحر میں جکڑ لے گا۔

خیر وشر کی ازلی جنگ کی ایک اور دہشت ناک وہیبت ناک داستان

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول اٹیک

مصنف ارشاد العصر جعفری

- ایک ایسی مظلوم روح کی داستان جو اڑھائی ہزار سال سے شیطانی طاقتوں کے مظالم برداشت کر رہی تھی۔
- عمران نے اس مظلوم روح کی مدد کرنے کا فیصلہ کرلیا لیکن یہ فیصلہ ہوتے ہی عمران پر شیطانی طاقتوں نے حملوں کی بوچھاڑ کردی۔ وہ عام انسان تھا کب تک ان حملوں سے بچتا۔
- وہ حیرت انگیز لمحات جب سلیمان نے عمران کو زہر دے دیا۔ کیا سلیمان، شیطان سے مل گیا تھا اور کیا عمران اس زہر سے بچ سکا ——؟
- جوزف پر شیطانی طاقتوں کا خوفناک حملہ۔ جوزف اس قابل ہی نہ رہا کہ عمران کا ساتھ دے سکے تو کیا جوزف ناکارہ ہوگیا تھا ——؟
- شیطانی طاقتوں نے تنویر کو برفانی دلدل میں پھینک دیا جہاں سے اس کا زندہ بچنا کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا۔ تو کیا وہ اس برفانی دلدل میں ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا؟
- برف پوش پہاڑوں کے درمیان برفانی انسانوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کردیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان برفانی عفریتوں سے کیسے بچ پائے ——؟